



































ترجمہ کیا ہوا سید بہا در علی مغفور سابق میر منشی کالج فرٹ ولیم

تصنيف

مفتی تاج الدین کے

حکم سے جناب فریڈرک جیمس مویت ایم ڈی سکرتري

## کونسل اف ایڈوکیشن

احقر العباد عبد الله في

فانپا

ہتمام اور تصحیح = مجمع کمال جامع افضال محقق ہر فن

مولوی محمد محسن غفرلہما اللہ المہمین کے

مطبع طبعی میں اپنے مقام کلکتے کے چھپوایا

سند ۱۸۲۷ ع

# فہرست اخلاق ہندی کی

صفحہ

۱	حمد و نعت میں
۲	احوال کتاب کا اور ابتدائی قصہ ... ..

## پہلا باب

۹	لگھہ پتک گوے اور پرتیمار کی داستان ... ..
۱۱	بوترھے باگھہ اور مسافر کی ... ..
۲۰	سبدہ گوے اور ہرن اور چھدر بدھ گیدر کی ... ..
۳۰	ایک گدھہ اور بلی کی ... ..
	چند رسین بنیا اور کیلاوتی بندے کی بیٹی اور منوہر بٹال کی تنکیر نام
	ایک شخص اور نوجبنا بٹال کی بیٹی کی پرمان نام
۲۳	حاکم اور ارتھ لوجھی گیدر کی ... ..
۴۷	دھول تلک ماتھی اور اٹھانام گیدر کی ... ..

## دوسرا باب

۶۰	بھاگہر تا بندے اور سنجوگ اور تندوک پیل کی
----	---

۷۰	... .. ایک برہمن اور بندر کی
۷۱	... .. شام بھگت گدھے اور کنبودھو بی کی
۸۷	... .. کرپا کنور اور دھینت چوپرباز کی
۹۷	گندھرب کیت اور نند و نائی اور سادکنوار کی
۱۰۹	... .. سینا اور رام اور اُسکے بہن کی
۱۱۲	ایک مالن اور اُسکے یاروں اور اُسکے خصم کی
۱۱۴	... .. ایک کوئے اور سانپ کی
۱۱۶	... .. ایک خرگوش اور شیر کی
۱۲۲	... .. استاد اور شاگرد کی

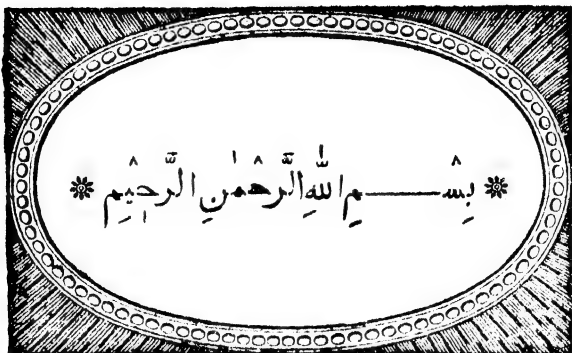
## تیسرا باب

۱۲۹	... .. قاز اور ہدھ کے قصے کی
۱۳۲	... .. بندر اور پرندوں کی
۱۳۴	پارس ناتھ دھوبی اور اُسکے گدھے اور بہن کی
۱۴۳	... .. ایک حجام اور اُسکی فاحشہ جورو کی
۱۵۱	ایک مسافر اور ہنس اور کوئے کی
۱۵۳	... .. ایک کینے اور صوفی اور اہرنی کی

- ۱۹۵ ... ... نروٹم کھار اور اُسکی جو رو بدکارہ کی
- ۱۷۰ ... ... راے مدن پال شارنگ کی
- ۱۸۶ ... ... راے منڈوک اور بیربل راجپوت کی
- ۱۹۶ ... ... کرنا بھات اور برہمنوں کی
- ۱۹۹ ... ... نرند برہمنی اور گورکھ ناتھ جوگی کی

## چوتھا باب

- ۲۱۷ ... ... دو قاز اور کچھوے اور مچھوے کی
- ۲۱۸ ... ... ایک کچھوے اور بنیائیں اور غلام کی
- ۲۲۰ ... ... ایک سانپ اور بگلے کی
- ۲۲۲ ... ... ایک جوگی اور چوہے کے بچے کی
- ۲۲۵ ... ... ایک بوڑھے بگلے اور مچھلیوں کی
- ۲۲۹ ... ... شادی نام ایک بندے اور دلو الی نعل بند کی
- ۲۳۱ ... ... ایک ملتان اور رندوں کی
- ۲۳۲ ... ... ایک سانپ اور میند کون کے بادشاہ کی
- ۲۳۷ ... ... ایک برہمن اور نیولے کی



ہزاروں شکر اُس خدا کے کہ جس نے اپنی تمام خلقت میں  
 انسان کو فضیلت عطا فرمائی اور عقول کے تاج مرصع سے  
 دین و دنیا میں اُسکے سر کو زیب و زینت بخشی اور طبیعت  
 کے جالاک گھوڑے پر سوار کر کے دانائی کی گنگام ہاتھ میں  
 دی اور علم کی توار ملکِ دل کے نظم و نسق کے واسطے  
 سبر و کی کہ شیطان دشمن کے ہاتھ سے ہوش و  
 حواس کی رعیت ہا مال نہو اور درود بے شمار اُسکے  
 نبی احمد مختار اور اُسکی آل اطہار پر \*

ای دانا آگاہ ہو \* اس کتاب کو ہند میں ہتو پدیس یعنی نصیحت منید کہتے ہیں اور اس میں چار باب سندرج ہیں \* ایک میں ذکر دوستی کا \* دوسرے میں دوستوں کی جدائی کا \* تیسرے میں لڑائی کی ایسی باتوں کا جو اپنی فتح ہو اور مخالف کی شکست \* چوتھے میں کینیت ملاپ کی خواہ لڑائی کے آگے ہو یا پیچھے \* غرض ایسے عجیب و غریب قصوں میں قصے لپٹے ہوئے ہیں جنکے دیکھنے اور سننے سے آدمی دنیا کے کاروبار میں بہت ہوشیار نہایت چالاک ہو جاوے \* علاوہ اسکے بھائی بری حرکتیں ہر ایک کی نظر آویں \* چنانچہ یہ کتاب سرکار دولت مدار میں ملک الملوک شاہ نصیر الدین کی (جسکی تخت گاہ صوبہ بہار تھا) چھینچی \* جب انہوں نے سنا اس میں قصے از بسکہ دل چسپ ہیں اور نصیحتیں نہایت مرغوب اور باتیں بہت خوب اور حکایتیں اکثر منید تب اپنے ملازموں سے ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسکو ترجمہ سلیس فارسی میں کر دو تو میں اپنے مطالعے میں رکھوں اور اسکے مضمون سے استفادہ



ہون نب اُنھمیں سے ایک شخص حکم بجالایا اور نام  
 اُسکا مفرح القلوب رکھا \* بالفعل اس عاصی میر بہادر علی  
 حسینی نے سنہ ۱۲۱۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۲ ع کے  
 فرمانے سے صاحب خداوند نعمت جان گنگرست صاحب  
 بہادر و ام اقبالہ کے زبان فارسی سے ترجمہ سلیس و واجبی  
 و بختہ میں (جسے خاص و عام بولتے ہیں) کیا اور نام اُسکا  
 اخلاق ہندی رکھا \* جو کوئی اشدبر عمل کریگا تو دل و دماغ اُسکا  
 عقل کی بو سے ہر دم تازہ ہوگا اور اکثر داناؤں کی  
 باتوں سے واقف ہو کر ہمیشہ خوش و خرم رہیگا \*  
 اب یہاں سے قصے کی بنیاد یوں ہی کہ ہند میں گنگا کنارے  
 ایک شہر نام اُسکا مانیک پور اور راجا وہان کا چندر سین  
 تھا اور جننے ذات بھامی اُسکے برابر کے تھے سب اُسکے حکم میں  
 رہا کرتے \* ایک دن راجا اپنی مملکت کے تخت پر بیٹھا تھا  
 اور بیٹھے اُسکے بے ادبوں کی طرح سامنے کھڑے تھے \*  
 ایک شخص بہت بد وضعی اُنکی دیکھ کر کہنے لگا جو علم  
 نہیں وہ اند ماہی اگرچہ اُنکھوں سے دیکھتا ہی لیکن علم وہ

چیز ہی کہ جسکی قوت سے مشکلبین حل ہوئی ہیں اور غنی وہ ہی  
 جسکو علم کی دولت ہو کیونکہ نہ اُسے کوئی چور لیوے  
 نہ اُسپر کوئی دعویٰ کر سکے اور نہ یہ کسی پر معلوم ہو  
 کہ وہ رہتی ہی کہاں بلکہ جتنی خرچ کیجئے اتنی برہے کسی طرح سے  
 کم نہو اور علم جو اہلے بہا اور مردونگی زیب و زینت اور سفر  
 حضر کار فین ہی \* جس میں یہ ہو وہ بزرگون اور بادشاہونکی  
 مجالس میں بیٹھنے پادے اور سب ہندون میں سے دو خوب ہیں  
 \* ایک عالم \* دوسرا فن سبہ گری لیکن دونوں میں سے  
 عالم کو اچھا کہا ہی کس واسطے جو عالم لڑ سکا برہے تو سب کوئی  
 وعا دین اگر بوڑھا برہے تو دل و جان سے سنیں جب اُسکے  
 مذہن کو وہ سمجھا دے تو اُسے دل میں جگہ دین برخلاف اُسکے  
 اگر بوڑھا تلو اور جلا دے تو لوگ اُسپر تھڑھ ماریں اور یہ  
 کہیں \* دیکھو برہما بے مین عقل ماری گئی دیوانہ ہو گیا \*  
 بس علم سیکھنے میں ہرگز کاہلی نہ کرو اور یہ خاطر میں  
 مت لاؤ کہ اس زندگی کے واسطے اتنی محنت کیا ضرور ہی  
 سنا اگر علم حاصل کرو گے تو خدا کی بندگی اور دین دنیا کی

دولت بہ خوبی ہاتھ آدگی اور یہ بھی خیال غفلت سے دل  
 میں کبھی نہ لاؤ کہ ابھی ہم جوان ہیں \* خدا کی بندگی کو بہتیرے  
 دن پرے ہمیں خاطر جمع سے کرینگے یا بالفعل کام دنیا کے  
 کریں بلکہ یہ جانو کہ موت سر کی چوٹی پر کے ہمیشہ خدا کے  
 حکم کی منتظر رہتی ہی جب حکم ہوا تر تگلا گھونٹ لے جاتی ہی  
 ایک دم فرصت نہیں دیتی \* اسی بار و اپنے لڑکوں کو لڑکائی  
 میں علم سکھاؤ تو ان کے دل میں وہ نقش کا لکھجھو دے جیسا  
 کچھ بدترن بد نقش کیجئے تو وہ بعد پانے کے کبھی دور نہیں ہوتا ہی \*  
 جب راجا نے یہ سب حقیقت سنی تو غمگین ہو کر سر نیچے  
 کر لیا پھر کہنے لگا افسوس میرے لڑکوں میں چار چیزیں جمع ہوئی ہیں  
 \* جوانی \* مال \* غرور \* لے ہنری \* جو ایک چیز ان چاروں  
 میں سے کسی میں ہو تو اُسے خانہ خراب تین تیرہ کرتی ہی  
 اور جس لڑکے کو علم نہ ہو یا علم پر عمل نہ کرے تو اُس سے  
 بیل جھلا کہ بوجہ اُٹھاتا ہی اور بہت اُس سے کام نکلتا  
 ہی \* یہ باد رکھو جب کسی محاس میں یہ ذکر نکلی کہ اس  
 ملک میں نیک کون اور بد کون ہی اس میں جس کا نام

نیکی سے لیا جا دے وہی فرزند خلف کہلا دے اور جس  
 شخص کا نام بڑی سے لیوین تو اُسکے مان باپ بانجھہ لادہ  
 کہلاوین اور کہہ گئے ہین کہ جہر خدا مہربان ہو اُسے جہہ  
 چیزین میسر ہوتی ہین \* پہلے اُنہین سے روز بروز علم کی  
 زیادتی \* دوسری تندرستی \* تیسری عورت نیک بخت  
 و قادر شیرین زبان \* چوتھی سخاوت اور خدا ترسی \* بانجھوین  
 بڑی عمر اور نیک بختی \* جھٹھی بہہ کہ ہر جو ناداری میں کام  
 آوے پھر اُس مجلس میں سے دوسرا شخص بولا \*  
 اے راجا \* چار چیزین لڑکا مان کے پیت سے لیکر نہیں نکلتا \*  
 پہلے برسی عمر یا جھوٹی \* دوسرے نیک بختی یا بد بختی \*  
 تیسرے دوات یا فقیری \* چوتھے ہنر یا بے ہنری \*  
 خدا نے تمہارے بیٹے کو علم نصیب کیا ہی ہنر سند ہونگے  
 جو اندیشہ کہ خون دگو تمہارے بانی کرتا ہی ایسی دارد کیوں  
 نہیں کھاتے ہو جو اُسے دور کرے اور تمہیں ہمیشہ آرام رہے \*  
 راجا نے پوچھا وہ کون سی دوائی ہی \* کہا وہ قول خدا کا ہی  
 جس کا حامل بہہ ہی کہ میں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور جس

چیز کو کیا چاہتا ہوں وہیں ہوتی ہی \* راجا بولا سن یار یہ  
 سچ ہی جو تو نے کہا لیکن باری تعالیٰ نے آدمی کو ہاتھ بانوں  
 ہوش گوش عقول شعور سب کچھ دیا لازم ہی کہ تحصیل  
 عالم کے ساتھ بندگی میں خدا کی نغافاں نہ کرے کیونکہ آدمیوں کے  
 کام کا درست کرنے والا وہی ہی جو کوئی عالم کے واسطے  
 محنت کرتا ہی خدا اُسکی مشقت کو ضایع نہیں ہونے دیتا  
 جیسا کہ مستی کمہار کے یہاں خود بخود برتن نہیں بنتی جب لگ  
 کہ وہ اُس میں بانی دیکر نہ سائے اور چاک پر رکھ کے اپنے  
 ہاتھ سے نہ بنا دے بھلا تب لگ باسن کیونکہ بنے \* یہ کہہ  
 پھر راجا نے کہا ای بھائیو تم میں کوئی ایسا دانا عقلمند ہی  
 جو میرے لڑکوں کو عالم و ہنر سکھا دے اور کراہ چھڑا کر  
 سیدھی راہ پر لگا دے کیونکہ یہ مثل مشہور ہی جو درخت  
 منڈل کے پیر کے پاس رہے تو وہ بھی خاصیت چندن کی بیکر نہ ہی  
 \* پیر منڈل کا جو ہوتا ہی کسی جگہ برا \*  
 \* تو بہت اشجار کو ہوتا ہی اُسے فائدہ \*  
 ویسے ہی اگر نادان دانا کی محبت میں رہے تو وہ بھی عقلمند ہونا

ہی ایک برہمن شن سوامی نام ( جو اُسی مجالس میں بیٹھا تھا )  
 کہنے لگا ای مہاراج میں تمہارے لڑکوں کو جہاں کے بھنور  
 سے نکال کر علم کی کشتی میں سوار کر سکتا ہوں کیونکہ اگر  
 کوئی بچہ کے پیچھے محنت کرے تو وہ بولنے لگتا ہی \* یے تو  
 راجا کے بیٹے ہیں جو نہ اچا ہے تو تمہارے فرزندوں کو چہ  
 مہینے کے عرصے میں قابل کر دے گا اس بات سے راجا بہت  
 خوش ہوا اور یہ بات کہی اگر کیرے پھولوں میں رہیں تو  
 پھولوں کے سبب بزرگوں کے سردن پر جڑتے ہیں ایسے ہی جو  
 میرے بیٹے تمہاری خدمت میں رہیں گے حشو کم عتلی کا  
 ( جو اُنکے سینے میں جمع ہوا ہی ) سو دور ہو کر عالم کے  
 جواہر سے ہر ہو گا جب اس طرح برہمن کی تعریف کی اور  
 اپنے لڑکوں کو اُسے سپرد کیا \* برہمن نے راجا کے  
 ہر ایک بیٹے کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر میں لایا اور نصیحت  
 کرنے لگا \* سواہی راجا کے بیٹے عقلمند و نکو وقت پر رہنے  
 لکھنے اور علم کے سیکھنے میں گذرتا ہی موجب خوشی کا اُنکی  
 بھی ہی اور نادانوں کے دن رات بیہودہ گومی اور

غفلات کی نیند یا باس پر دس کے ساتھ فٹے جھگڑے  
 میں کتے نہیں اُسی میں دے خوش ہمیں لیکن میں تمھاری خوشی  
 اور فائدے واسطے کئی ایک باتیں بہ طور تمثیل کے کوئے اور  
 کچھ سوئے ہرن اور چوہے کی ( جو دے چاروں آپس میں یار  
 جانی تھے ) کہوں کہ اُنکے سننے سے آدمی کی عقل برہے اور فہم  
 زیادہ ہو تب لر کے بولے کہ وہ مہاراج ہم سب دل و جان سے سنیں گے  
 \* پہلی حکایت مٹر لا بیٹھ کی \*

یعنے فائدہ جو یاروں سے یار و نگو حاصل ہو \* بشن سمرما  
 پندت کہنے لگا کہ اب دوستوں کے ملاپ کی باتیں کہتا ہوں  
 جو لوگ بے مقدمہ و دانا مناس اور دوست ہمیں سو دے  
 اپنا کام ان چار جانور و نکی طرح کرتے ہیں \* راجا کے  
 بیٹوں نے پوچھا وہ کیوں کہہ رہی اُسکا بیان بد ابد اکرو \*  
 پھر پندت بولا کہ گودا درسی مذی کے کنارے براسا ایک  
 سینبھاں کا درخت تھا اُس گردنواع کے تمام پرندے  
 رات کو اُس پر سیرالیا کرتے ایک روز منہ اندھیرے  
 لگ ہنسک کوئے کی آنکھ کھلی دیکھتا کیا ہی کہ ایک

چریمار کا ندھے پر جال دھرے ملک الموت کی مورث  
 بنائے چلا آتا ہی \* بہا اپنے دل میں اندیشہ کرنے لگا کہ آج  
 برسی فیسر کے وقت صورت منحوس نظر آئی ہی دیکھا چاہئے  
 کیا ہو یہی کہہ کر اُس شکاری کے پیچھے لگ لیا آخرش کچھ  
 ایک آگے برآہہ کر تھوڑے چاؤل جھولی سے نکال کے  
 ایک جگہ پر درخت کے نیچے جھٹکائے اور اپنے کا ندھے کا  
 جال اُس پر بچھا کر آپ ایک گوشے میں چھپ رہا \*  
 اس عرصے میں چتر گریو نام کبوتر وکی بادشاہ اپنی فوج کے  
 ساتھ ہوا پر سے اُس میدان میں آ پھنچا اور اُنہیں سے  
 بعضے کبوتر وکی نظر بکھرے ہوئے دانوں پر پڑی تو ہر ایک کو  
 اُن دانوں کے جگنے کی خواہش ہوئی \* چتر گریو اُن نادانوں کی خام  
 طبعی کو دیکھ کر کہنے لگا \* ای یارو \* بھلا جنک غور تو کر د  
 اس 'جنگل' میں دانے کہاں سے آئے اگر یہاں آدمی ہوں تو  
 کہہ سکے کہ اُنکے کھانے کھلانے سے دانے زمیں میں گرے  
 ہوئے سو تو نہیں اور یہہ چاؤل جو اس درخت کے نیچے پرے  
 نظر آتے ہیں سو اس میں کچھ فریب ہی اگر تم دانا کھانے



کے لیے پیچھے اُتر دے تو تمہارا احوال اُس مسافر کا  
 ہو گا جو سونے کی بایں کے لیے چہلے میں پھنس کر رہے  
 شیر کا لقمہ ہوا\* کبوتروں نے پوچھا وہ قصہ کیونکر  
 ہی\* چتر گریو نے کہا ایک دن میں دکھن کی طرف کسی جنگل  
 میں جرائی کو کیا تھا وہاں دیکھا کہ ایک بوڑھا باگھ سنہرے کبجے کی  
 طرف کیٹے مادب ہو کر تاب کنارے بیٹھا ہی جو کوئی راہی  
 مسافر اُس طرف کو ہو کر نکلتا وہ کہتا کہ میرے پاس  
 سونے کی بایں ہی اُسکو میں خدا کی راہ پر دیا چاہتا ہوں  
 جو کوئی لے میں اُسے دون لیکن مارے در کے اُسکے  
 نزدیک کوئی نہ آتا\*

قصاکار ایک روز کسی مسافر اجل گرفتہ کو بہرہ ہوس ہوئی  
 کہ اُس زیور کو شیر سے لیا جائے دل میں خیال کیا ایسا  
 مال مدت بھر کہاں ہاتھ آویگا معلوم ہوتا ہی کہ میرے  
 بخت نے یادری کی اور طالعون نے مدد یہ سمجھ کر جاہا کہ  
 باگھ کے پاس جاذبے پھر جانکی دہشت سے اندیشہ  
 کرنے لگا کہ یکایک دشمن کی بیٹھی بات پر بھر دما

نہ کیا چاہیئے اگرچہ اُنکے نزدیک بایں ہی پر اُسے کیونکر  
 لون \* چنانچہ زہر کے ساتھ ہر چند شہد ملا ہوتا ہم اُس میں خطرا  
 بان کا ہی اور جس برائی میں بھلائی شامل ہو وہ بھی خوب  
 نہیں پھر من میں سوچا \* جہان گنج تہاں مار \* جہان پھول تہاں خار \*  
 اور زر کے محتاج کو ہر جگہ خوف ہی اب جو میں در کر  
 رہ جاؤں تو دولت میرے ہاتھ نہ آدگی آدمی اُسکے واسطے  
 کیسی کیسی محنتیں کرتے ہیں اور کیا کیا اذیتیں اُتھاتے  
 ہیں تب وہ ہاتھ آتی ہی \* آخر یہ سب سوچ پار کر کے بولا  
 اسی شیر وہ چیز جو نہ دیا جاتا ہی سو کہاں ہی دکھائب  
 اُسے وہ بایں ہاتھ بار کے دکھائی \* تب تو ہی بولا تو باگہ  
 میں مانس میرا مانس تیرا ادھار \* مجھے تیرا بھر دسا نہیں  
 میں تیرے پاس کیونکر آؤں شیر بولا تو نہیں جانتا ہی کہ  
 میں نے مانس کھانا چھوڑ دیا اگر گوشت کی مجھے خواہش ہو  
 نو میں جیگل سے ہرن مار کر کیوں کھاؤں اور مجھے پکڑ کر  
 کیوں نہ کھاؤں لیکن میں نے زہد اختیار کی اب یہ بایں  
 میرے کس کام آدگی تجھے فقیر دیکھ کر دیتا ہوں تاکہ تجھے

نواب ہو تم ہرگز خوف اپنے دل میں مت لاؤ ننگ  
چلے آؤ جیسی میں اپنی جان جانتا ہوں ویسی ہی دوسرے کی  
راہی لے کہا اتنے آدمی اس راہ سے آئے گئے اُنکو کیوں  
نہ دی کہا غنی کو دینا کیا فائدہ جو زحمتی ہو اُس کو دار و  
دیتے نہیں چلے جنگے کو دوا کھانا لا حاصل بھوکھے کو کھانا  
موجب نواب کا ہی \* اس گفتگو پر مافر نے فریب  
کھایا اور کہا اسی نیک خصال وہ بایں مجھے دے شیر نے  
کہا پہلے تم اس تالاب میں نہا کر میرے پاس آؤ تو میں  
تمہیں دون تب وہ غریب زیور کی خوشی سے جلد چٹھے  
میں آیا آتے ہی دونوں پانوں جہلے میں پھنس گئے شیر نے دیکھا  
اب تو یہ دلدل میں پھنس چکا اُتھکر آہستہ آہستہ بکرنیکے  
واسطے چلا اُس نے پوچھا شیر تم کہاں آتے ہو شیر نے  
کہا تجھے دلدل سے نکالنے کو یہ کہتے ہی گم دن جا پکڑ لی بیچارے  
بتو بھی نے پکڑنے کے وقت اپنی عقل ہر ہزاروں ملامتیں کیں  
اور کہنے لگا کہ اگر کوئی نہ کرے کہہ دوں کہی جرم میں پانی کی جگہ  
مشرقت دیوے تو بھی پھل اُک کر دیا ہی ہو دے \*

\* جو جا کو ہر سبھاؤ جاینا جیو سون \*

\* نیم نہ میتو ہوے سیچ گر گھوون سون \*

اگرچہ اُس نے کتنی باتیں میتھی میتھی مجھ غریب کے  
دل لگانے کے واسطے کیں لیکن جو کچھ اُسکی ذات میں  
تھا سو نمود ہوا اگر وہ نیک ہوتا تو بدی ہر گرو ظاہر نہوتی  
اور ایسا کام کبھی نہ ہوتا چنانچہ گائے سو کھی گھاس  
کھاتی ہی اور دودھ میتھا دیتی ہی لیکن دودھ اُسکا  
بہ سبب گھاس کھانے کے میتھا نہیں بلکہ وہ اُسکی ذات سے  
میتھا ہی اتنا کہاکر وہ تو مر گیا \* چتر گریو کبوتر کے بادشاہ نے  
کہا اے بھائیو اگر دانا کھانے کو درخت کے نیچے اترو گے  
جیسا کہ اُس مسافر لالچی نے اندیشہ کیا پائیل کے لالچ اپنی  
جان مفت ہر بادوسی دیسا ہی تم بھی ان دانوں کی طمع سے  
گرفتار ہو کے قدر عافیت معلوم کرو گے \* اسی یارو \*  
میں نے کبھی اس درخت کے تلے دانا برا نہیں دیکھا  
بزرگوں نے کہا ہی کہ تھو ترے کھانے سے اور پرہے میتے  
سے اور سیانی عورت سے جو اپنے خصم کے کہنے میں ہو

اور اُس آقا سے جسکو اپنی خدمت کی قوت سے  
 اپنا کیا ہو اور سوجھی ہوئی بات سے اور جو کام  
 عاقلانہ کی صلاح سے ہوا ہو \* ان جیسے چیزوں سے کبھی  
 زبونی پیدا نہ ہوگی اگر اپنی بھلائی جانتے ہو تو ان  
 دافنون سے ہاتھ اٹھاؤ \* جو کہو تر اُنہیں نادان تھا اُسے کہا  
 ای بھائیو اگر ایسی بات جیت سے ہم دےینگے تو دانا  
 کہیں کھانے نہ پاوینگے جہاں کہیں ہر اُمی کو جاوینگے اگر  
 ایسا ہی دغدغہ دل میں لاوینگے تو گویا اپنی روزی کا دروازہ  
 اپنے ہی ہاتھوں سے بند کرینگے میں تو ان دانوں کو ہرگز نہ چھوڑینگا  
 خیر جب سب کہو تر اُسکے کہنے سے درخت کے نیچے آئے  
 چتر گریو ہر آ عقل مند تھا اُسکے نزدیک کوئی مشکل نہ رہتی  
 اور ہر ایک کو نصیحت کیا کرتا جب سب یار نیچے جا چکے  
 تب یہ کہا اب تمہارا ہمارا میرا بے لطف ہی \* مرگ انہو  
 جسنے دارد \* ساتھ لائے جو ہو سو ہو آخر وہ بھی اُتر کر جلد  
 شریک ہوا چریمار نے دیکھا اب تو سب آجکے جھٹ سے جال  
 کھینچ لیا تمام کہو تر جال میں پھنس گئے تب دے اُس

نادان کو لغت و ملامت کرنے لگے کہ ہم اس بیوقوف کے  
 کہنے سے نیچے آئے تو دام میں پھنسے \* کہو تو نادان اُنکے  
 طعن و تشنیع سے ایسا شرمندہ ہوا جو اُسکو منہ دکھانے کی  
 جگہ نہ رہی کہا بزرگوں کا قول سچ ہی اگر دس آدمی کو ایک  
 مشکل پیش آوے تو ایک آدمی کو نہ چاہئے کہ مخالف  
 نامہ اُٹھائیں سبقت کرے جو بھلا ہو تو سب کہیں کہ ہم  
 بھی اُٹھیں مددگار تھے خدا نخواستہ اگر کچھ اور صورت ہو  
 تو ہر ایک اُسی پر گناہ ثابت کرے \* چتر گریو نے کہا  
 اسوقت ملامت کرنی کیا فائدہ \*

\* ملامت و داہی ملامت کی جا \*

\* جو وہ جا چکی ہی ملامت خطا \*

ای بھائیو گناہ اور خطا کس کی نہیں جو کچھ خواہش الہی ہی وہی ہوتی ہی

\* قضا کے ہاتھ میں پانچ انگلیاں دو \*

\* اگر چاہے کرے بے جان کسی کو \*

\* رکھے آنکھوں پر دو اور کان پر دو \*

\* اور ایک رکھے لب پر وہ بولے کہ چپ ہو \*

یارو، اگر دن بر آتا ہی تو نیک کام بھی بد ہو جاتا ہی، چنانچہ مان باپ سے زیادہ مہربان اپنے بیٹا بیٹی کے حق میں کوئی نہیں لیکن بعضے وقت ایسا ہوتا ہی کہ وہی مان باپ اپنے فرزندوں کے دشمن ہوتے ہیں، مثل ہی، گوالا جب گائے کا دودھ دھو رہا ہی تب پچھمڑے کے گلے کو گائے کے پاؤں سے باندھتا ہی، اُس وقت وہی پاؤں پچھمڑوں کی پیرسی ہوتا ہی اور وہ گوالا اپنا مطلب حاصل کر لیتا ہی، سو دوستو، اب شور مت کرو، کچھ ایسا اندیشہ کرو کہ موجب ہر ایک کی مخلصی کا ہو، یارو ہی جو برے وقت میں کام آدے، فراغت میں ہر کوئی کہتا ہی کہ میں تمہارا دوست ہوں اگر کسی کو کچھ ضرور کام درپیش ہو اور اُس کے سبب مغموم ہو دے تو اُس کو لوگ مرد نہیں کہتے، بلکہ نامرد کر سٹ ہو کر کرتے ہیں، مرد وہ ہی کہ جو حادثہ اُس پر پڑے تو دل اپنا مضبوط رکھے اور سوچ بچار اس بات کا کرے کہ اُسے اپنا کام سرانجام ہوے، قول بزرگون کا ہی \*

\* ! ظمرا بی ہی عبث کلک قضا لے تیرے \*

\* لکھ دیا ہی جو نصیبوں میں وہی ہو دیگا \*

اب ایسی فکر کیا چاہیئے کہ ہر ایک ! اس بند سے نجات پاوے کیونکہ عقل مندوں نے کہا ہی کہ جہم چیزیں آدمی کو چاہئیں، پہلی اُنھ میں سے یہ ہی کہ اگر کسی بلا سے ناگہانی میں گرفتار ہو جاوے تو اُس سے ہرگز نہ گھبراوے، دوسری یہ جو کوئی کسو کے یہاں ہر آدمی آوے تو اُس کی تواضع کرے، تیسری یہ جو بات مجلس میں کہے سو بر محال کہئے، چوتھی یہ کہ لڑائی میں دل چلاوے، پانچویں یہ کہ اپنے تین خلق کی زبان سے بچاوے اور نیک کہلاوے، چھٹھی یہ ہی کہ علم کی تحصیل میں دل لگاوے اور چھ چیزیں مرد کو نہ چاہئیں پہلے بہت سونا، دوسرے عبادت میں کاہلی کرنی تیسرے ہر ایک کام میں درتے رہنا، چوتھے غصہ کرنا، پانچویں برا کہنا پروسیوں کو، چھٹھے غیبت کرنی لڑگوں کی اور ہنسنا اُن پر، اب امی بھائیو، میرے اتفاق سے کام کرو اور میری بات کو سنو تو تمھاری منخاصی ہووے، کبوتروں نے کہا،



اسی بادشاہ، جو پہلے تیار اکھاہم سنتے، ایسے فضیحت اور  
 رسوا نہ ہوتے، اب جو کچھ فرماؤ سو بجالادیں، بادشاہ نے کہا، یارو،  
 جو دس شخص پر ایک مشکل آیرے، اُنہم میں سے ایک  
 کو نہ چاہیئے کہ مختار ہو کر اپنے تین نمود کرے کیونکہ اگر وہ کام خوب  
 ہو تو سب کہیں کہ اُس میں ہم شریک تھے، جو بد ہو تو سب  
 کہیں کہ فلا نے یہ کام کیا ہی، اب جو کچھ ہو سو ہوا لیکن  
 بالفعل سب کبوتر ایک دل ہو کر ایک بارگی جال سمیت اُرد،  
 چنانچہ ایک گھاس کے تنکے سے جو ایک پرند کو باندھیں تو زور  
 سے اُس طائر کے وہ تنکا آوت جاوے اگر ویسے ہی بہت سے  
 تنکے ایک جگہ کر کے رسا باندھیں تو اُس سے ہاتھی بندھا رہے،  
 ہر چند ہاتھی زور کرے پر ہرگز نہ توڑ سکے، غرض جو اُس نے  
 کہا سو اُنھوں نے کیا، یعنی سب کے سب زور سے جال  
 لے اُترے اور چرتی مارنے لگی کو س تک پیچی، اُنہم کا کیا جب  
 دے نظر غائب ہوئے تب وہ نا اُمید ہو کر پھر گیا، کبوتروں  
 نے کہا، اسی بادشاہ، شکاری نے ہمارے گوشت کھانے سے  
 ہاتھ دھوئے اب کیا کیا چاہیئے، چتر گریو بولا، پارو، دنیا میں

مان باپ درد کے شریک ہمیں ، کیونکہ وہ اپنے دل سے  
 دوست ہمیں اور لوگ کو سبب سے ہوتے ہمیں لیکن اس وقت  
 وہ کہاں ملیں ، پر ایک میرا دوست ہرنک نام چوہا گندک  
 مذی کے کنارے بچتر بن میں رہتا ہی جو دن پھنچینگے تو وہ  
 تمہارے جال کے دورے کا قے گا ، یہ سن کر سب کہو نہ  
 اُس چوہے کے بل پاس جا پھنچے اور وہ دور اندیشی سے  
 اپنے رہنے کی جگہ میں سو بل بنا کر رہتا تھا ، کہو ترون کو دیکھ کر  
 چھپ رہا ، پھر اپنے دوست کو پہچان کر کہنے لگا ، اُہ ہو ، میں برا  
 نیک بخت ہوں جو میرے کھر پر میرا یا ر چتر گریو آیا ، پھر دیکھا  
 کہ سب کہو تر ایک جال میں پھنسے پرے ہمیں ، ایک الحظم چپ  
 رہ گئے کہنے لگا ، یا ر ، یہ کیا حال ہی ، چتر گریو بولا میں کیا کہوں ،  
 ہمارے گناہوں کا یہ نتیجہ ہی ، تم دانا ہو کر یہ کیا پوچھتے ہو ، چوہا  
 کہنے لگا جس شخص کو جہان کسی سبب سے جو کچھ ہوا چاہے  
 سو ہوتا ہی ، چنانچہ دکھ سکھ خوشی ناخوشی ہر ایک کو  
 اپنے اپنے گناہ اور نیکی کے موافق ملتی ہی یہ کہہ کر چوہا چتر گریو  
 کی طرف کا پسند اکاٹتے کو دورا وہ بولا ایسا نہ چاہئے پہلے

میرے رفیقوں کی گرہ کا تو تس پیچھے میری، چوہا بولاد اتوں  
 میں قوت کم ہی کیوں کر سب کے پھندے کا ت کر تمہارا  
 پھندہ اکا تو لگا، پھر چتر گریو نے کہا پہلے اُنہیں کا جال کا تو، ہزنک  
 بولا اپنے تئیں ہلاکت میں رکھ کر دوستوں کو بچانا خوب نہیں  
 بزرگوں نے کہا ہی مال کو اور دوستوں کو واسطے دفع  
 بلیات کے رکھنے ہیں یعنی جان کو دولت اور لواحقوں سے  
 بچاتے ہیں اپنی جان کی محافظت ہر ایک شئی پر مقدم جانا  
 چاہیے کیوں کہ اس کے سبب دین و دنیا کا کام انجام پاتا ہی،  
 چتر گریو بولا اسی دوست، تو جو کہتا ہی سو دنیا کا یہی دستور ہی  
 لیکن میں اپنے لواحقوں کا دکھ دیکھ نہیں سکتا، آگے بھی  
 لوگ کہہ گئے ہیں کہ دانا غیر کے واسطے جان اور دولت  
 دیتا ہی پس غیر کے لئے اپنی دولت اور زندگی سے ہاتھ  
 اُتھانا مناسب ہی اور یے سب ذات اور زور میں میرے برابر  
 ہیں، پس میری بزرگی سے فائدہ ان کو کیا ہوگا، بغیر اُجرت کے  
 میری رفاقت میں رہتے ہیں، اس میں اگر میری جان جاوے  
 اور انکی مخلصی ہو دے تو مجھے قبول ہی، کیوں کہ اس

جسم فانی کا کچھ اعتبار نہیں جو اس سے دنیا میں بھلائی رہے  
تو بہتر ہی کس واسطے کہ وہ تو ایک دم میں فنا پذیر ہی اور  
بہ ہزار دن برس رہتی ہی

بہ بات ہرنک سکر بہت خوش ہوا اور کہا، صد آفرین تم کو  
کہ اپنے رفیقوں پر تمہارا ایمان نک دل ہی، خیر ہرنک چوہے  
نے ہر ایک کو تر کے پانوں کے پھندے کا تکر تعظیم و تکریم سبکی  
کی، پھر چتر گزیو کی طرف متوجہ ہو کر کہا، سن یار، جال میں  
گر فتار ہونے کا افسوس نہ کرنا، کیونکہ ہرج مرج سب پر یو نہیں ہوتا  
جلا آتا ہی، بولا اگر ہم دانا ہوتے تو جال میں چرما کے نہ پھرتی  
ہرنک کہنے لگا کہ دیکھو کر کس نزدیک آسمان کے آتا ہی  
اور تگا گوشت کا جو دیکھے تو اُسی وقت نیچے آتا ہی اگر کسو  
نے وہاں جال بچھایا ہو تو کیا جانے، کیونکہ خدا کے کام میں عقل  
ضعیف کا کیا مقدر جو دخل کر سکے، روز بد کی تاثیر ایسی ہی  
جو چاند سورج چاہیں کہ اپنے تئیں گہن سے بچاویں تو بچا نہیں سکتے،  
ہرنک نے دو چار باتیں نصیحت اور دلا سے کی کر کے مہمانی کھلا  
پلا اُسے وداع کیا اور دونوں یار آپس میں بغلگیر ہو کر آنکھیں

بھڑلائے اور چوہے نے محمد اوم شیخ سعدی کا ہنر تحریر ہا،

\* چشم و دل سعدی کے تیرے ساتھ ہیں \*

\* جانیو تم مت کہ تنہا ہوں چلا \*

چتر گر یو پادشاہ کبوتروں کا شکر حمیت اپنے ملک کی طرف

چلا اور ہرنک اپنے بل میں گھسا، پھر وہی لگہ پتنگ کو اکہ

جکا مذکور پہلے ہوا اور اُس چریار کا منہ منہ اندھیرے دیکھ کر

ساتھ لگ لیا تھا، اُس نے تمام احوال (جو کبوتروں پر گذر تھا)

دیکھا تو حیران ہو کر کہا، سبحان اللہ، دیکھو تو محبت اور دوستی

میں کتنا برآفاؤدہی کہ کس برے وقت میں یار کام آیا

\* پیل کی پھر میں پھسے کو چاہیئے ہاتھی قوی \*

\* یار در ماندے کی کرتا ہی مدد یار دلی \*

وہ کو اچوہ کے بل کے پاس آیا اور نرم نرم آواز سے کہنے لگا،

ای ہرنک، میں نے اتنا سفر لیا ہی لیکن تمسایار و فاداد دنیا

میں کہیں نہیں دیکھا، میری ایک عرض ہی جو قبول کرو تو کہوں

جب چوہے نے آواز کوے کی سنی تو سوراخ سے بولا، تو کون

ہی، اور کہاں سے آتا ہی، کہا میں لگہ پتنگ نام کو اہوں، اب

یہ چاہتا ہوں کہ تم سے دوستی کروں ، چلو لا میں چلو تو لا میں  
تیری خوراک تو میرا کھانے والا ، پس ہماری تمہاری دوستی  
کیونکر بن پرے ، جاؤ کسی کوے یا اور کسو پنچھی سے دوستی  
کرو اگر میں تم سے دوستی کروں تو وہ مثل ہو جیسا گیدرا اور  
ہرن میں برب یاری کے ہوئی ، کو ا نے پوچھا کہ اُنکا قصہ  
کیونکر ہی \*

چوہ نے کہا میں نے سنا ہی کہ پورب کی طرف گنگا کے  
کنارے چنپاوتی نام ایک نگری ہی ، اسکے نزدیک ایک جنگل  
ہی ، اس میں ایک کوا اور ہرن دو یار جانی رہا کرتے تھے ،  
ہرن خوب تازا تو انا تھا ، ایک گیدرا اسکے مٹاپے کو دیکھ کر  
بہت خوش ہوا اور دل میں اپنے تھہرایا کہ پہلے اس ہرن سے  
روبا بازی کیا چاہیئے ، نیکے پیچھے اسکے گوشت سے اپنی دارہ  
کو گرم کیجیئے ، یہ نیت کر کے ہو لے ہو لے ہرن کے پاس آیا  
اور کہا سلام علیک ، اسی ہرن ، خیر و غافیت ، ہرن بولا تو  
کون ہی ، کہا میں گیدرا ہوں نام میرا چھد رہدہ ہی ، اس  
جنگل میں بخیر دوست کے جیون مردہ پرا رہتا ہوں اب تم سے

جو ملاقات ہوئی ہی تو اپنے تئیں میں نے جیتون کی دفعہ میں شمار کیا اور جانا کہ اب میرے قالب میں جان آئی، اسی گفتگو میں تھے کہ سورج کے قاغ نے دریاے نیل سے اُتر کر کنارے میں جا غوطہ مارا اور پیچھے سے باز کالی رات کا نمودار ہوا، بہرں جہاں رات کو رہتا تھا وہاں گیا، گید رہی اُس کے پیچھے لگا ہوا اُس کے دیرے لگ چلا گیا، وہاں ایک درخت چنپا کا تھا اور ایک سبد ہ نام کو بہرں کا قدیم دوست تھا، دیکھتے ہی بولا، اے یار بہہ دوسرا کون ہی، جو تم اپنے ساتھ کر لائے ہو، کہا بہہ گید رہی اور نیک ذات معلوم ہوتا ہی اور مجھ سے دوستی کیا چاہتا ہی، کوے نے کہا جسے کراٹھ نائی نہ ہو اُسکی بات کو یک بیک نہ سنا چاہئے اور اپنے جگہ میں رہنے نہ دیجئے، مگر تو نے بات اُس کر گس اور بلی کی نہیں سنی، اُس نے پوچھا وہ کیونکر ہی، کوے نے کہا میں نے یوں سنا ہی کہ ہاگ رتھی مذی کے کنارے ایک پہاڑ ہی، اُسے گرد کوٹ کہتے ہیں اور اُس پر ایک برادرخت سینبل کا تھا، اُس کے کھولے میں ایک بوڑھا ضعیف گدھہ برسوں سے

رہا کرتا تھا، اُس کے پرو بال میں اتنی تاب و طاقت نہ تھی جو کہیں ادھر ادھر کھانے پینے کے واسطے جایا کرے لیکن اکثر پرندے جو اُس درخت پر رہا کرتے تھے ہر ایک جانور کھانے کی چیز اُس کے لئے اپنے چونچ میں لایا کرتا، اسی صورت سے کرگس اپنی گزران ہمیشہ کیا کرتا \*

ایک دن ایک بلی اُس تک پرو بال میں اُسی کہ اُن جانوروں کے بچے کھایا چاہئے، بچوں نے اُسے دیکھ کر شور ڈالا، گدھہ کو ہر پلے کے سبب انکھوں سے نہ سوچھتا تھا، بچوں کا غوغا سن کر اُس خوف سے سر نہکا لا اور کہا کہ تو کون ہی جو یہاں چلا آتا ہی، بلی نے جو کرگس کو دیکھا تو ڈری کہ یہ جانور براہیت ناک ہی، اپنے دل میں کہا کہ اب میں ماری گئی کیونکہ جگہ بھاگنے کی نہ رہی پس اب یہی بہتر ہی کہ اُس کے نزدیک جا کر کچھ بات بنائیے کہ دل اُس کا فریفتہ ہو، آہستہ آہستہ کرگس کے پاس آکر سلام کیا، اُس نے پوچھا تو کون ہی، اس نے غریبی سے کہا میں غریب بلی ہوں، کہا اگر تو بلی ہی تو یہاں سے جلد بھاگ، نہیں تو میں ہوں بھوکھا، تیرا ابو پیجاؤ نکا، اُن نے کہا میں ایک بات تم سے کہتی ہوں



جو مارنے کے قابل ہوں تو تجھے مار ڈالیو اور نہیں تو چھوڑ دیجیو، وہ بولا جو تیرے دل میں ہو سو ظاہر کر، بولی کہ سو صاحب آدمی بد ذات اور نیک ذات قول و فعل سے پہچانا جاتا ہی۔ اگرچہ یہ بات درست ہی جو سب کہتے ہیں کہ بلی جانور کی مارنے والی اور مانس ادھاری ہی اگر یہ بات دل میں لا کر تجھے مار ڈالو تو تمھاری بزرگی معلوم ہوئی پر شاید تم نے میرے زہد کا احوال کسو سے نہیں سنا کہ میں بغیر اشنان کچھ کام نہیں کرتی ہوں اور گوشت کھانا بالکل جانوروں کا چھوڑ دیا ہی، کہ اپنی اور دوسریکی جان برابر جانتی ہوں اور رات دن خدا کی بندگی میں رہتی ہوں، اب یہ عاجز تمھاری خدمت میں آئی ہی جب یہاں سے اکثر جانور دانہ چگنے کے واسطے گنگا کے کنارے جاتے تھے، اُن کی زبانی آپ کے اوصاف سن کر دل اس عاصی کا نہایت راجب ہوا کہ ایسے بزرگ کے قدم دیکھا چاہیئے کہ جتنے گناہ اپنے میں ہوں سو دور ہو جاؤں، اس نیت سے آپ کے قدم آدیکھے ہیں اور تم میرے مارنے کا قصد رکھتے ہو، ایک کسو نے نہیں کیا جیسا تم کیا چاہتے ہو اگر کوئی کھاتا ہی، ہاتھ میں لیکر درخت

کاشتے کے واسطے آتا ہی اور وہ اُسکی چھاؤن میں بیٹھتا ہی  
 درخت اپنی برآسی سے چھاؤن اُسکے سر سے دور نہیں کرتا،  
 میں تیری ملاقات کے واسطے اتنی راہ طی کر کے آئی ہوں  
 اور تو چاہتا ہی کہ مجھے مار ڈالے اگر مہمان کسی کے گھر جاتا  
 ہی جو صاحب خانہ مہمانی نہیں کرتا تو تیری طرح کر دے بات بھی  
 نہیں کہساگر بہت مدارات نہیں کرتا بھلا تھوڑا تھنہ دیا پانی پلاتا  
 ہی اور میری بات تو کہتا ہی \*

جہان کہیں صاحب درد ہی اگر اُسکے پاس کوئی ہنرمند یا  
 بے ہنر جاتا ہی تو دونوں پر برا بر نظر رکھتا ہی جیسا کہ آداب  
 اپنی شماع سے کسی کو محروم نہیں رکھتا، بہہ نہیں کرتا کہ برے  
 آدمی کے گھر پر اُجالا کرے اور چھوٹے آدمی کے گھر پر اندھیرا  
 جب دل کر گس کا اُسکی باتوں سے نرم ہوا تب کہا، اس درخت  
 پر جانوروں کے بچے ہیں، واسطے احتیاط کے اتنی تجھے باتیں کہیں،  
 اپنے دل میں کچھ نہ لانا، بلی دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر  
 کہنے لگی استغفر اللہ، بہہ بات جو تو نے کہی اگر کوئی اور کہتا تو  
 میں اُس پر زہر کھاتی کیونکہ میں نے بہت علم کی کتابیں پڑھی ہیں

اور خدا کی راہ خوب معلوم کی ہی اور عالموں فاضلون اور  
 دینداروں سے سنا ہی کہ کسی کا دل آزرہ کرنا گناہ کبیرہ ہی  
 جو کوئی جانور کو مار کر اُس کا گوشت کھاوے جب لُگ وہ اُسکی زبان  
 پر ہی تب ہی تک مزہ پاوے جب حلق کے نیچے اُتر اتو کچھ  
 نہیں اور بہہ نہیں جانتا کہ وہ غریب اپنی جان سے جاتا ہی  
 اور جان اُسکی کس مشکل سے نکلتی ہی \*

بھلا اِس کھانے میں کیا لطف ہی، بہہ نہیں جانتا کہ کل کو حساب  
 دینا ہو گا اور اُسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہو گا، حیوان کو  
 اذیت دینے کی اور حیوانی کی جان مارنے کی سزا اپنی آنکھ  
 سے دیکھتا ہی پس چاہیئے کہ اپنی جان سے حیوانی کی جان کو بہتر  
 جانے کیونکہ مرنا حق ہی جب لُگ ہو سکے بدی نہ کرے، بلی کی  
 ہر فریب باتوں نے دل گدھہ کا ملائم اور نرم کیا، خیر بعد اِس  
 جواب و سوال کے وہ بلی وہاں رہنے لگی، دو ایک دن رہ کر بہہ  
 مکارہ ہونے ہو لے جا کر دو تین بچوں کو پکڑ لائی، کرگس بچہ بکی  
 آواز نہ کر بولا، اِن بچوں کو تو کیوں لائی، کہا میرے بھی دو تین  
 ایک لڑکے ہیں، بہت دن ہوئے میں نے اُنہیں نہیں دیکھا،

میرا دل اُن میں لگ رہا ہی، اکثر اُنکو یاد کر کر کے روتی ہوں  
 اِس واسطے انہیں لائی ہوں کہ جو اُن کی جگہ اِن کو دیکھ کر  
 میرا دل پیچھے پڑے \*

گدھہ نے جانا کہ بلی سچ کہتی ہی اور بلی نے اُن بچوں کو  
 لا کر کھالیا پھر اِسی طرح سے ایک ایک دود دلاتی تھی اور  
 کھاتی تھی، یہاں تک کہ سب کو تمام کیا اور اپنی راہ لی، جب  
 سب پرندے اُس درخت کے رہنے والے اپنے اپنے  
 گھوسلے میں آئے تو بچوں کی تلاش کرنے لگے کہ ہمارے  
 بچوں کو کون لیگیا، جب بہت سی جست و جو کی تو بچوں کی  
 کچھ ہدایاں درخت کے نیچے اور کچھ گدھہ کے کھندھلے میں پائیں  
 تب تو سب کو یہی یقین ہوا کہ بچوں کو اِسی گدھہ نے  
 کھایا ہی، اپنی کڑکھم کی آگ سے ہر ایک جانور بے تاب ہو کر  
 اُس گدھہ کو مارنے لگا یہاں تک چونچین مارین کہ اُس بیچارے  
 کو مار ہی دالا، یہ کہہ کہہ کر کوئے نے کہا امی ہرن، غیر آشنا کو  
 اپنے گھر میں راہ دینے سے یہ فائدہ ہوتا ہی، گیدڑ، یہ بات  
 سن کر غصے ہوا اور بولا امی کوئے، تیرا سبب یہ نام ہی پر

ٹچھ میں کچھ عقل نہیں ہی کیونکہ کوئی شخص دوستی مان  
کے پیت سے نہیں لے نکلتا \*

پہلے جب ٹچھ سے اور اس ہرن سے ملاقات ہوئی تھی، نہ تو  
اُسے پہچانتا تھا نہ وہ ٹچھے جب تم دونو ایک جگہ رہنے لگے تو  
روز بروز دوستی زیادہ ہوئی جو اچھے لوگ ہمیں دے سب  
کو دوست جانتے ہیں، یہ کام منافقوں کا ہی جو کسی کو دوست  
اور کسی کو دشمن جانے ہم ایک ہی گھر کے غلام ہیں،  
جیسا کہ ہرن میرا دوست ہی، ویسا ہی تو بھی بلکہ اُسے  
بہتر پھر ہرن بولا ای سبدھہ، فی الحقیقت ہم سب آپس میں  
بھائی ہیں، جیسا کہ کلام مجید میں بھی آیا ہی، اُس کا حاصل یہی  
ہی کہ سب مومن آپس میں بھائی ہیں اگر بہ گید آچاہتا ہی  
کہ ہماری صحبت میں رہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہی، جتنے  
یار آشنا کسی کے زیادہ ہوں تو گویا اُس کی دولت  
زیادہ ہوئی، یہ سنکر کوئے نے یہ مصرع پڑھا \*

\* یار جانی کی خوشی گر اس میں ہی تو خوب ہی \*

۱۔ اسی گفتگو میں رات کت گئی، چاند چھپ گیا اور سورج نکل

آلاتینون یار کو اگید تہرن اپنی اپنی چرائی کو چرائی کی جگہ جاتے ،  
ہر روز اسی طرح ہر ایک طرف سے چرچا آتے اور  
ایک جگہ میں آکر سو رہتے یوں اوقات بسر کی کیا کرتے ،  
ایک روز شغال بد باطن ( جو ہرن کے گوشت پر دانت لگا رہا تھا )  
ایک جو کا کھیت تر و تازہ ( کہ جس میں کان نے ہرن پکڑنے  
کے واسطے کل لگا ہی تھی ) دیکھ کر دوڑا آیا ، ہرن کو ایک طرف  
لیکے کہا سن یار ، تو سوکھی گاس کھاتا ہی ، مجھے دیکھا نہیں جاتا ،  
مجھے کمال قلق رہتا ہی ، آج ایک جو کا ہر کھیت تمہارے لائق  
دیکھ آیا ہوں اور خاطر جمع سے بے کھتیکے چرو تو دل میرا تھمہا  
ہو اور آنکھیں رلوشن \*

فجر ہوتے ہی دونوں چلے جب کھیت کے نزدیک پہنچے ، گیدر  
بولا جاؤ ، جی بھر کے کھاؤ ، ہرن ہیٹے کا اندھا کھیت کی ہریا دل کو  
دیکھ بے تامل دوڑا اور بے اندیشے کھانے لگا ، اُسی وقت  
چندے میں پھس گیا ، گیدر بہ ذات دل کی خوشی سے لگانا چنے  
اور اپنے ہاتھ پاؤں کو لگا دے دے مارنے ، آہو نے جانا کہ میرے  
گرفتار ہونے کے سبب اپنی جان کھوتا ہی ، یہ نہ جانا کہ صوفی

دستر خوان کو دیکھ کر کو دتاہی، ہرن بولا ای یار، میرے واسطے کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتاہی، کیا تمہیں معلوم نہیں جو تمہارے دانت فضل الہی تلوار کی دھار سے بھی تیز ہیں، اس پھندے کی رسی کو کیوں نہیں کاٹ دالتے ہو، گیدر بولا ای میری آنکھوں کے تارے، میں بسم و چشم حاضر ہوں لیکن آج میں اپنے روزہ رکھاہی اور یہ دامن چمڑے کا، جو دانت لگاؤں تو روزہ مکروہ ہوگا، شب درمیان ہی کل صبح کو جو کچھ اپنی نجابت ذاتی کے موافق ہوگا سو آپ کی خدمت سے قصور نہ کروں گا، رات تو یوں گزری جب فجر ہوئی اُس سبدھ کو نے اپنے یار قدیم ہرن کو نہ دیکھا، دل میں اندیشہ کیا کہ آج رات میرا یا درمکان پر نہیں آیا تجھے بے آثار بھلائی کے نہیں نظر آتے، دیکھوں تو کیا صورت ہی، یہ کہہ کر ہر طرف دھو تہنے لگا \*

دیکھتا کیاہی، کہ ایک جگہ دام میں ہرن گرفتار رہی، اپنا سر زمین سے دے مارا اور آہ مار کر کہنے لگا، کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ گیدر بد بخت شیر ہی جو کوئی اپنے یار کا کھانا کرے، یہی خرابی کا دن اُس کے آگے آتاہی، اب وہ تیرا یا ر گیدر

کہاں ہی، کہا میرے گوشت کا بھوکھا یہاں کہیں بیٹھا ہوگا، بولا خیر جو کچھ ہو فی تھی سو ہوئی، اب تین اپنے تئیں مردہ بنا کر دم سادھ جا جب میں بولون تب تو اُتھ بھاگیو، ہرن نے وہی کیا جو کوئے نے کہا، اتنے میں کھیت والا جب اُس کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک مو اہرنا مو تا سادام میں پھنسا ہی بہت افسوس کیا جو میں اسے زندہ پاتا تو کیا خوب ہوتا، ہولے ہولے اُس کے گلے کا بند کات کر اُسے تفتاد کر دیا اور آپ جال اُٹھانے کی فکر میں لگا، اُس نے چھترکار اپایا اس میں کو ا بولا، تو یہ اُتھ کر بھاگا \*

اُس نے دیکھا کہ ہرنا چلا ایک خیتکا

اُس کے ہاتھ میں تھا، بھاگتے کے پیچھے پھینکا، گیدر جو وہاں اُس کے لہو کا پیا سادہکا ہوا بیٹھا تھا اس کے سر میں جا لگا، لگتے ہی یہ تو کھیت میں رہا، وہ سلامت نکل گیا، بزرگوں نے کہا ہی جو کوئی کسی کے واسطے کو اکھو دتا ہی تو وہی گرتا ہی \*

\* جس نے اور دن کے لئے کھو دا کو ا \*

\* ہی یقین اُس میں وہی جا کے گرا \*

غرض آہو اور کو ادونون ایک جگہ ہو کر بہت خوش ہوے



کو اہرن سے کہنے لگا کہ دشمن کی چال اور چمکھرمی ایک جانو،  
اکثر پہلے تو پاؤں پر آ بیٹھتا ہی، پھر پیستھہ پر، تس پیچھے کان  
کے پاس آ کر بولتا ہی، اگر کھلا بدن پاوے یا کپڑے میں  
کہیں سوراخ نظر آوے تو وہیں گھس کر اہو پیسنے کے لئے  
کاتتا ہی، ایسا ہی دشمن بھی جو سختی نہ کر سکے تو نرمی سے  
پیش آوے اور پاؤں پر گرے اور کان میں بات ملائم  
کہے اور دل میں اپنی جگہہ کرے جب رخنہ کہیں پاوے  
تو اپنا کام کر گزرے \*

الغرض چوہ نے جب قصہ تمام کیا تو یہ بات کہی، اسی زاغ،  
میں جاتا ہوں تو میرے خون کا پیاسا ہوا ہی، کو ابولا تمہارے  
گوشت کھانے سے میری حیات ابدی نہ ہوگی اور دولت بے  
زوال کچھ میرے ہاتھ نہ آدگی، اس بات کو تم سچ ہی جانو  
کہ میں اپنے دل و جان سے تمہاری دوستی کا خواہن ہوں جیسی  
کہ چتر گریو کے اور تمہارے درمیان محبت تھی کیونکہ میں  
نے تمسایار و فادار کہیں نہیں دیکھا، بھلے آدمیوں سے دوستی  
کرنی بہتر ہی، اس واسطے کہ وہی خاصیت دریا کی رکھتے ہیں

جیسا کہ وہ عمیق ہی ایسے ہی تھے بھی گہرے ہیں اگر کوئی آگ  
 دریا میں دالے تو وہ ہرگز گرم نہیں ہوتا اور نیک مرد بھی کسی  
 کی بری بات سے ہرگز خفا نہیں ہوتے، میں نے تمہارا احوال  
 خوب دریافت کیا، تم نیک بخت ہو، تمہاری نیک خصلت  
 پر میں عاشق ہوا ہوں، چو! بولا میں نے تجھے کئی بار کہا کہ میں  
 دوستی تجھ سے کیوں کر کروں، میری تیری دوستی گویا آگ  
 و پانی کی سی ہی ہر چند آگ پانی کو ہندی میں لیکے اپنے سر پر  
 رکھ کر گرم کرتی ہی لیکن وہ اُس کی عداوت سے ہاتھ نہیں  
 اٹھاتا جب دونوں اکٹھے ہوئے تو وہ اُسے بچھا ہی دیتا ہی،  
 اسی زاغ، تیرا کیا اعتماد، جیسا تو باہر سے کالا ہی دیا ہی اندر  
 سے، میں تیری غذا ہوں، تو جہاں تجھے پاؤں کھاناوے، تجھ  
 سے محبت کا لگاؤ کیوں کر ہو سکے \*

کو! بولا جو تو نے کہا سو میں نے سنا، اب میں نے اپنے اوپر  
 لازم کیا ہی، کہ تیری ہی رفاقت میں رہوں اگر تین قبول  
 نہ کریگا تو تیرے دروازے پر اتنے فاقے کھینچو لگا کہ میری جان  
 سیٹی طو! اس خاک کے پنجرے سے پرواز کر لگا، تو بھلا مانس

ای اگر تیرے ساتھ میری دوستی ہوگی تو کبہو تہاوت  
 نہ پرانے لگا کیون کے مصاحبت رزائے کی کیسی ہی جیسے مستی کا برتن  
 راسی تھیس میں توت جاوے اور رفاقت اشراف کی مثل  
 ظرف مسی کی ہی کیسا ہی صدمہ پہنچے تو بھی نہ توٹی اگر کہیں  
 چوت کھاوے تو وہیں درست ہو سکے، اسی چوہ، اکثر  
 چارپائے جانور کچھ کھلانے سے اپنے ہونے میں اور نادان  
 کم عقل طمع اور حرص سے دوستی اختیار کرتے ہیں لیکن  
 جہاں کہیں مرد عاقل اور زیرک ہیں سو وہ برب نرم  
 دلی کے ملاقات کرتے ہیں اور مہربان ہوتے ہیں اور تو  
 ایسی خوبی رکھتا ہی کہ میں تمام ملک میں پھر اپر تجھ سایا دو فادار  
 میرے دیکھنے میں نہیں آیا، اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ  
 تجھ سے ربط دوستی کا اور رشتہ محبت کا پیدا کروں \*

چوہ کا دل ان باتوں سے نہایت ملایم ہوا اور اپنے سوراخ سے  
 باہر آیا، ملاقات کر کے کہا اسی عزیز، تو نے میری جان کے  
 سوکھے درخت میں گویا میہ تپانی دیا اور میرے دل کو نہایت  
 خوش کیا، اب تو میرا یاد جانی ہوا، آج تجھ سے ہنساں گیر ہوں، دونوں

آپس میں ملکر بہت خوش ہوئے، چوہے نے مہمانی اُس کی تکلف سے کی جب کھاپی کے فارغ ہوئے تو یہ اپنے ہاں میں آیا، وہ اپنی جگہ پر گیا، پھر دے دو نوں یا دن کو آپس میں ہر روز ایک جگہ ہوا کرتے اور چرنے چگنے کے لیئے ہر ایک طرف جایا کرتے پر رات کو ایک مقام میں رہا کرتے اگر کو اکچھ اچھی چیز کھانے کی پاتا تو چوہے کے واسطے اکثر لاتا، اسی طرح اُس میدان میں اوقات ب سری کیا کرتے \*

بعد ایک مدت کے، کو اکھنے لگا کہ یار، اب تو کچھ کھانے پینے کی چیزیں اس اطراف میں نہیں ملتیں جو ملتی بھی ہمیں تو برسی محنت اور دوتر سے، میں اب یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے دوسری جگہ چلئے اور وہاں چلکر فراغت سے گذران کیجئے، ہرنگ چوہے نے اُسے جواب دیا کہ سن یار، بغیر دیکھے سنے دوسری جگہ کیونکر جاؤں، اقتصاد انا ہی کا یہ ہی کہ پہلے اپنے واسطے مکان تلاش کیجئے جو خاطر خواہ جگہ ملے تو قدیم مکان کو چھوڑ دیجئے، نہیں تو اسی جگہ میں بھلی بری طرح سے دن کاٹیئے \*

کو ابولا کہ ایک مکان میرا دیکھا ہوا ہی، اُسی کو میں نے

تھمرا یا ہی، چوہے نے کہا وہ کہاں ہی، کو اکہنے گا دند کارن  
ایک جنگل ہی، اُس میں کاویری ندی اتر سے دکن کو بہتی  
ہی، متھمک کچھو امیر اقدیم یار ومان بار ابرس سے رہتا  
ہی، ومان پہنچ کر جو غذا درکار ہوا کرنگی سو اُس سے طلب کیا  
کرینگے، یقین ہی کہ اُس کے وسیلے سے خد اہم کو روزی پہنچایا  
کرینگا تب چوہا بولا کہ اگر تمہارا ارادہ مصمم ہی کہ یہاں کی  
سکونت سے ہاتھ اُٹھاؤ تو میں تنہا یہاں کیوں کر رہوں گا، مجھے بھی  
اپنے ساتھ لے چلو، اس واسطے کہ بزرگوں نے فرمایا ہی کہ  
جس ملک میں خاوند بیانا اور چرچا عالم کا اور عاقل دور اندیش  
اور حاکم عادل و طیب کامل اور دوست جانی نہ ہو ومان بودو  
باش اختیار نہ کیا چاہئے، چنانچہ اسکے آگے میرا پرانا یار چتر گریو  
کبوتروں کا پادشاہ چلا گیا اور میں یہاں اکیلا رہ گیا، تس پیچھے تو میرا  
یار ہوا اب تین بھی یہاں سے جایا چاہتا ہی، پس ایسے تنہائی  
کے دن میں کیونکر کا توں گا، یار، اگر تو جاتا ہی تو مجھے جی اپنے  
ساتھ لے چل، زاغ نے جب چوہے سے یہ احوال سنا تب  
اُس میں متفق ہو کر اُس ندی پر گئے، کچھو ومان دونوں کو

دور سے آتے دیکھ کر بہت خوش ہوا آگے بڑھ کر ملاقات  
 کی اور خیر و غافیت پوچھی، کوئے نے بھی جواب دیا بچہ سوے  
 نے کہا، یہ دوسرا تمہارے ساتھ کون ہی، زاغ بولا یہ وہ  
 چوہا ہی کہ جو میرے ہزار زبان ہوتا ہم اسکی تعریف نہ کر  
 سکون اور نام اس کا ہرنک ہی، پھر سنگ پشت دوبارہ  
 گرم جوشی سے بغل گیر ہوا \*

مثل اہی کہ بہا جو ان لڑکا کوئی ہو جو اپنے گھر آدے تو اسکی  
 تعظیم و تکریم کرنی ضرور ہی کیونکہ مہمان کی بزرگی ہر ایک مستحسن  
 کے نزدیک ثابت ہی اور یہ کہادت ہی کہ اگر چھوٹا آدمی  
 برے کے گھر آدے تو اسکی بھی تواضع لازم ہی اور چتر گربو کا تمام  
 قصہ بھی کہہ سنایا تب کچھ سوے نے خوب سخی ضیافت  
 کی اور بعد اٹھلانے پلانے کے پوچھا کہ حضرت سلامت، تم نے  
 اپنی جگہ کو کیوں چھوڑا اور اس برے جنگل میں کیوں آئے،  
 اس کا سنیب بیان کیجئے، چوہا کہنے لگا کہ سن اسی مذہبی کے  
 راجا، چند نام ایک پھارتی، اُس کے نیچے ایک بستی  
 بستی ہی، اُس کا نام چنپا پورا اکثر جوگی وہاں رہتے ہیں،

اُن میں سے ایک چور اکرن نام جوگی کے گھر میں میں اپنا بل بنا کر رہتا تھا، وہ جوگی ہر روز اُس شہر میں بھیکہ مانگ کر کچا پکا اناج لایا کرتا، کھاپی کر جو بچتا تو کو تھری کے اُونچے طاق پر رکھتا اور میں اپنے بل سے سر نکال کر جھانکتا رہتا، جب وہ سوتا تو میں سوراخ سے باہر آتا اور اُچھل کر طاق پر جا رہتا، اچھی طرح خاطر جمع سے کھاتا اور باقی جو رہتا سو اُسے ضائع کرتا اور کہیں نہ جاتا وہ میں اپنی زندگی بسر کیا کرتا ایک دن چور اکرن جوگی لا تھی ہاتھ میں لیکر میرے بل کے پاس آیا، اُس کے منہ کو کھٹکھٹانے لگا اُس وقت ایک بیٹا کرن نام دوست دار قدیم اُس کا اُس کے گھر آیا اور رہہ اُس تھکے تھکے کی فکر میں ایسا لگ رہا تھا کہ اُسکی طرف متوجہ نہوا تب وہ بولا کہ میں تمہاری ملاقات کے واسطے آیا ہوں اور اختلاط کیا چاہتا ہوں اور تم میرے دراز کے لیئے ہاتھ میں لکر سی لیئے بیٹھے ہو تب چور چور اکرن کی بہ صورت دیکھ کر کہنے لگی کہ آج بیٹا کرن مدت گے بعد آیا ہی، اُسکی تعظیم کر، اُس کا احوال پوچھہ اور اپنی حقیقت اُس سے کہہ، چور اکرن بولا میری بہ حرکت بیجا نہیں، اس بل میں ایک چوہا ہی جو چیز

کھانے کی طاق پر رکھتا ہوں وہاں وہ اُچھل کر جاتا ہے جو کھاتا ہے سو کھاتا  
 ہے اور باقی کو رانگاں کرتا ہے، بیٹا کرن بولا کہ وہ جگہہ ذرا اُٹھے دیکھاؤ  
 کہا دیکھو یہی ہے، وہ طاق اُسے دیکھ کر کہا کہ یہ اتنا اونچا ہے کہ  
 اس پر بلی بھی زغذغ نہ مار سکے اور چوہے لی تو کیا تاب و طاقت  
 کہ اس طاق پر جست کرے، یہ ہرگز بے سبب نہیں، شاید  
 اس کے نیچے جہان وہ رہتا ہے کچھ نہ کچھ مال ہو گا، یہ قوت بنیر  
 مال کے نہیں ہوتی، چنانچہ ایک بوڑھے بیٹے کی جوان جورو نے  
 اپنے ختم کے لگا کر کسی بوڑھے یہ حرکت اُسکی حکمت سے  
 خالی نہ تھی، چوراکرن نے پوچھا وہ بات کیونکر ہے، بیٹا کرن  
 کہنے لگا کہ ہندوستان کی کسی سرزمین میں ایک شہر ہے،  
 اُس میں چند راسین ایک بنیابرآدولتمند (کہ برس سو ایک کی  
 عمر اُسکی تھی) رہتا تھا اور ایک نوجوان عورت کسو بیٹے کی  
 بیٹی بھی (کہ نام اُس کا کیا وقت تھا) اُسی شہر میں رہتی تھی،  
 ایسی خوب صورت کہ اُسکے دیکھنے سے چاند و سورج بیتاب  
 ہوتے اور بالوں کی سیاہی سے اُسکے بھور اثر مند ہوتا  
 اور چشم نرگس شہما اپنی سے خلعت کو فریفتہ کرتی اور جادو



فریب کمان ابرو اپنی سے لوگوں کو دیوانہ بناتی اور اپنے دانشور کی  
چمک سے پادشاہی جواہرات کو جلا بخشتی \*

بہہ بقال مال کی مستی سے اُسے اپنے نکاح میں لایا لیکن بہہ  
نہایت بوڑھا تھا اور وہ جوان نو خیز تھی، اس واسطے  
بوڑھے خاوند کی صحبت سے خوش نہ رہتی، ایک دن اُس  
نے ایک جوان خوب صورت بقال بچے کو (جو نام اُس کا  
منوہر تھا) دیکھا، دیکھتے ہی عاشق ہو گئی، کہنے لگی کہ سن منوہر،  
میں جو بن کے دریا میں ڈوبتی ہوں میرا ہاتھ پکڑ آ اپنے عشق کی  
کشتی میں اُٹھا سکتا ہی کہ نہیں، تعشق سے بولا کہ ہاں میں بھی  
یہی چاہتا ہوں کہ تم سے کسی طرح آشنائی پیدا کروں کیونکہ  
میرا دل بھی بہت دنوں سے تمہاری محبت کی کمند میں گرفتار  
ہوا ہی \*

جب منوہر اور کیاا دق کا عشق غالب ہوا تب دونوں غلوت  
میں آئے اور شہوت کی پیاس موصلت کے پانی سے  
دونوں کی بجھی، اُسی ذوق شوق میں یونہی ایک مدت گزری،  
ایک دن چند رین بے وقت اپنے گھر میں آیا، اُس وقت

منوہر اُس کے گھر میں تھا کیلادتی نے دیکھا کہ اب میرا بھید ظاہر ہونا ہی، وہیں چار پاسی سے اُتھ کر اپنے گھر کی دہلیز تک دوڑی آئی اور اپنے خصم کے سر کے بال پکڑ پانچ چار چوڑے پیہم اُس کے منہ کے لیئے اور ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں لے گئی، منوہر اتنی فرصت میں اُس کے خاوند کی آنکھ سے بچا کر گھر سے باہر نکل گیا، جب اُس نے دیکھا کہ وہ جا چکا تب اپنے شوہر کو دو چار لاتیں مار کر کہنے لگی کہ امی بوڑھے خبیث، شہوت نے تجھے اتنی مدت میں آج نہایت بیکل کیا تھا سو تجھ سے کچھ بھی میرا مطلب حاصل نہ ہوا، غصہ کر کے پلنگ پر آئی اور سر سے پاؤں لگ چار دھان کے سوراخ ہی، تب چورا کر ن بولا چنانچہ چو مناجوان عورت کا بورہے کے منہ کو بے علت نہیں، اسی طرح زغند چوہے کی بے سبب نہیں \*

الغرض دونوں جو گیون نے اپنی جیب سے سفید مٹی نکال کے زمین پر لکیریں بنو میون کی طرح کھینچ کر معلوم کیا کہ اُس چوہے کے سوراخ میں خواہ مخواہ مال ہی نہیں تو اتنی قوت چوہے میں کہاں سے آئی، جس کے پاس دولت ہی اُسی کو

بہت زور ہی \*

\* بخشہ ہی مرد دولت مند خوب \*

\* مفاسون کا دل شکستہ ہی سدا \*

\* آدمی کی قدر و قیمت زر سے ہی \*

\* مرد جو بے مال ہو کس کام کا \*

جو گیون نے کہ الی سے اُس بل کو کھودا اور سارا ڈھیر روپیوں کا وہاں سے نکال لیا، وہ مال میرے بزرگوں کا اور میرا جمع کیا ہوا تھا انھوں نے وہ سب کا سب اپنے قبضے میں کر لیا میں نے دیکھا کہ جب میری ساری دولت اپنی کر لی تب تو مجھے کچھ تاب و طاقت نہ رہی، وہیں مہوت سا ہو گیا لیکن چند روز میری زندگی کے دن باقی تھے اس واسطے جان عزیز قالب سے بندی نہ ہوئی، اسی بادشاہ، ایک تو میرا مال گیا دوسرا جوگی طعنے مارنے لگے، اس دکھ اور بری باتوں سے میرا دل جل جل کے خاک ہو گیا سو اسی واسطے اپنی جائے جگہ چھوڑا، اب آپ کے قدموں تلے آ پہنچا ہوں، کچھ دے نے پوچھا کہو یار، تم کو کیا بات زبوں کہی تھی، کہا اگر یہ مال کسی معتبر پاس ہو تا تو اتنی

کفایت اور جزر سی نہ کرتا، سر حساب رہتا، یہہ چوہا سخت  
مادان اور احمق تھا جس نے اپنے زور کو ظاہر کیا \*

مثلاً بزرگ کہہ گئے ہمیں جو کسی کو مال مفت ہاتھ آوے یا  
اپنے زور بازو سے کھاوے اور وہ اُسے نہ کھاوے، نہ کھلاوے،  
نہ کسی کو دے، نہ دلاوے تو اُسکے جمع کرنے کی محنت ناحق  
اُٹھاوے اور مفت کی اذیت پاوے اور عالم میں شوم بد بخت  
کہلاوے، برسی فجر اُٹھ اُسکا کوئی نام نہ لیوے، بلکہ اُسکے  
نام پر نت اُٹھ لوگ جو تیان مارین اور وان کی زمین کو سبکے  
سب بد کہیں، ایسی ایسی گفتگو سے اور طعن تشنیع سے  
ٹٹھہ غریب کو ہر روز جلاتے تھے سو یہہ بری باتیں ٹٹھہ

برداشت نہ ہوئیں \*

کچھہ ابو لایار، تو اپنے دل کو رنجیدہ مت کر، جیسا دے  
ٹٹھہ کہتے تھے کہ شوم کی موت اور حیات دونوں برابر ہمیں،  
حقلمند و ن نے بھی ایسا ہی کہا ہی \*

\* کھانیکے واسطے زرہیگا امی طفل خوشتر \*

\* رکھنے کو سنگ اور زرہیں دونوں ہمیں برابر \*

اسی بھائی، خوب ہوا جو تمہارے ہاتھ سے مال جاتا رہا، نہیں تو تمہیں کوئی روپیوں کے واسطے مار ڈالتا، باری شکر خدا کا تم سلامت رہے، مال بہتیرا پھر ہو رہیگا، جس کے یہاں دولت جمع ہو اور وہ اُس کے موافق خرچ نہ کرے، یہی اُس کے درپیش آوے جو تیرے آ کے آیا چوہے نے کہا کیا تو بھی طعنے دیتا ہی جو گیون کی طرح، لیکن بدون مال کے آدمی ناچیز ہی اگر مالدار نا آشنا کسی کے گھر مہمانی میں جاوے تو لوگ اُس کی مدارات حد سے زیادہ کریں جو غریب مفاسس دوستوں کے یہاں جاوے تو اُسے خاطر میں نہ لادیں، دولت بہت اچھی چیز ہی، مرد بے زر ہمیشہ زندگی کا زبردست ہی، جب تک آدمی اپنا ہاتھ خرچ کی طرف سے نہ سمیٹے اور پیسوں کی تھیلی پر مضبوط گانتھ نہ دیوے، ہرگز دولت نہیں رہتی، اسی عزیز، میں نے جو دیکھا کہ میرا مال واسباب ظلم سے بدبخت جو گیون کے جاتا رہا، گھر خالی ہو گیا پر کسی طرح وہیں گزارا نہ کرنے لگا \*

دنیا میں دولت کے برابر کوئی دوست نہیں بہنزلہ مان باپ

کے ہی بلکہ زیادہ کیوں کہ وہ ہر طرح سے حاجت روا ہی ،  
یعنے بد و ن اُس کے دنیا میں کوئی کام انجام نہیں پاتا ، میں نے  
اپنے دل میں کہا ، اب مجھے یہاں رہنا صلاح نہیں اور یہ بات  
غیر سے کہنی بھی مناسب نہیں ، جیسا کہ کہا ہی اگر عقلمند  
ہو ۔ ان تین چیزوں کو حتی المقدور چھپا دے ایک تو اپنے  
مال کا نقصان ، دوسرے زبونی اپنی عورت کی ، تیسرے  
دل کا دکھ ، تم جو میرے دوست ہو ، اس واسطے اپنا احوال  
کہا جب کو ذمے کی قوت نہ رہی ، ناچار اپنے قدیم مکان کو چھوڑ  
دیا اور جنگل میں گنگا کنارے رہنے لگا ، بارے میں نے خدا کا شکر  
کیا کہ بالفعل آپ کے دامن دولت کے سائے میں آہنچا ہوں  
سچ ہی جو کہہ گئے ہیں کہ دنیا زہر کا درخت ہی جس پر حق تعالیٰ  
کا رحم ہوتا ہی اُس کو پانچ چیزیں میسر ہوتی ہیں اول ہر روز  
ترقی ظلم کی ، دوسرے بندگی خدا کی ، تیسرے شناسائی  
دل کی ، چوتھے سچائی بات کی ، پانچویں محبت بھائے آدمی کی ،  
امی سنگ پشت ، میں بد بخت جو گیون کے ظلم سے دلگیر نہیں  
ہوا ہوں جو جان سلامت رہی اور تم سے مرلی کی ملاقات ہوئی

تو مال کیا بلا ہی سب شے مہیا ہو سکی ہی، دنیا کی دولت کا کچھ اعتبار نہیں کبھی آتی ہی کبھی جاتی ہی، کچھ بڑے نے کہا بھائی جو اپنے مال کی ذکوۃ دیوے تو اُس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اور کوئی اُس میں حرکت نہیں کر سکتا جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہی جو کوئی پانی کو بند کرے اور اُس کے نکلنے کی تھوڑی بھی راہ نہ رکھے تو جمع ہو کر باندھ کیسا ہی مضبوط ہو تو راکر کے سب پانی نکل جاوے، مال کی بھی یہی حالت ہی جو کوئی محنت سے مال جمع کرے اور اُسے نہ کھاوے اور نہ کسو کو خدا کی راہ پر دیوے تو اُسکی قسمت میں یہی ہی کہ اُس کا مال اور کوئی کھاوے \*

\* آپ کھا اور دن کو دے کچھ ہاتھ اپنے سے عزیز \*

\* واسطے اور دن کے بھی کچھ رکھ لے اسی صاحب تمیز \*

اسی دوست، دولت مند شوم نگاہ بان مال کا ہی، نہ مالک اُس کا ہی بلکہ فقیر اُس سے ہزار درجے بہتر ہی کہ جو کچھ تھوڑا بہت اُس کے ہاتھ آوے سو بے تامل خرچ کرے رات کو بہ فراغت اپنے لڑکے بالوں میں سودے اور کسی طرح کا غم و غصہ دل

میں نہ لاوے، غنی اور بخیل کتہیں ہر ایک رات کو مال و جان کا ڈر ہی رہتا ہے، مبادا کوئی روپیوئن کی طمع سے جان نہ مار جاوے مگر تم نے کیا اُس گیدہ کی، حکایت نہیں سنی چوہا بولا کہو تو یار، اُس کا قصہ کیونکر ہی \*

کچھوا کہنے لگا کہ کلیان پور نام ایک شہر ہے، اُس میں ایک شخص حاکم تھا، نام اُس کا پرمان، اتنا قایک دن سوار ہو کر شکار کے واسطے کسو جنگل میں گیا، جاتے ہی وہاں ایک ہرن خوب صورت سا نظر آیا، جلد گھوڑی سے اتر کر اُس نے اُسے تیر مارا، وہ اُس کے ہاتھ کا تیر کھاتے ہی تھم تھم کر گرا، اُس نے اُس کو اپنے کا نہ ہے پر اٹھایا اور گھوڑے کی طرف چلا، وہ نہیں ایک ہر اسانخوک اپنے سامنے آتے دیکھا، آہو تو اُس نے مارے حرص کے کا نہ ہے سے زمین پر رکھ دیا اور رات ایک سامنے سے اُس کے کتر اکر اور آنکھ اُس کی بچا کر پیچھے اُس کے لگ لیا، آخر شش قابو پا کے اُسے بھی تیر سے مارا، سو در کو جب تیر لگا تو وہ بچلا کر اپنے دانتوں سے اُس کو بھی مار رکھا اور آب بھی وہاں مر رہا،



غرض پرمان شکاری ہرن اور خوک تینوں ایک ہی جگہ پر  
مر کر رہ گئے \*

گھمڑی دو ایک کے پیچھے اُسی میدان میں اتر تھو لو بھی نام ایک گیدڑ  
وہاں آٹھنچا خوشی بہت سی کی اور خدا کا شکریہ بجالایا اور کہا، ایسی  
غذا می لطیف مجھے کبھی میسر نہیں ہوئی تھی جیسی آج ہوئی  
اب چند روز اچھی طرح فراغت سے کھاؤنگا اور کبابوں کے  
واسطے اچھا اچھا گوشت سکایا کر لگوں گا، خیر وہ عریض  
بہ خیال اپنے دل میں باندھ کے پہلے کمان کے چلے کو لگا چبانے  
کمان تو چرہ ہی ہوئی تھی جب زہ کت گئی تب کمان کا گوشہ  
ایسا زور سے سینے میں اُس لالچی کے لگا کہ پانی نہ مانگا،  
جب اُس عریض نے وہ شکار نہ کھایا اور اُسے ذخیرہ کر رکھا  
اور کمان کی زہ چبانے لگا، یہی اُمکی قسمت کا بد تھا جو اُس کے  
آکے آیا جو کوئی زہ پیدا کرے لازم ہی کہ اُس میں سے کچھ  
کھاوے کچھ رکھے کچھ خدا کی راہ میں دیوے سر تو تو نے نہ کیا،  
مفت برباد دیا، اب اُس کا افسوس بھی مت کر، جو ابو لاجبائی،  
بات یہی ہی جو تو کہتا ہی، پھر باغی نے کہا امی یار، اگر

مال کے واسطے کرہیگا ، تو اُس کرہن سے تصدیق اُتھاویگا  
اور اُسی کو فت میں مر جاویگا اور لوگ تھتھے مار کر بہہ کہیں گے کہ کیا  
حقلمند تھا ؟ جسے مال کے لیئے اپنے تئیں ہماک کیا اگر جان  
سلامت ہی تو مال بہتیرا ہو رہیگا \*

باخا چمر کہنے لگا ، اسی چوہے ، جو گیدراتنا گوشت کھاتا تو اُسکی  
نوبت یہاں لگ نہ پہنچتی ، حاصل بہہ ہی جو تو نے مال نہ کھایا  
تو غم بھی نہ کھا ، کیونکہ کہا ہی جب ہاتھ پاؤں کے ناخون اور  
دانت اور سرگے بال اپنی جگہ سے جدے ہوئے تو محض  
ناچیز ہمیں جو زر کے واسطے غمناک رہیگا تو گوشت تیرا گل  
جائیگا اور ہدیہاں چونہ ہو جاویں گی ، خدا کی بندگی میں اتنا متوجہ رہ کہ  
دنیا تیری لوندی ہو رہے ، دیکھا نہیں جب عورت کو پیست  
رہتا ہی لڑکا ہونیکے آگے خوراک اُسکی حق تعالیٰ اُسکی مان کی  
چھاتیوں میں پیدا کرتا ہی ، ہمارا تہارا روزی کا دینے والا وہی  
داتا ہی ، اسی یار ، اس مکان کو اپنا گھر جان اور تو میرے  
پاس رہ ، جب اتنی فروتنی لکھ پتک کوئے نے سنی تو  
زبان اپنی کچھڑے کی تعریف میں کھڑی اور کہا اگر ہاتھی مذی کی

دلیل میں پھنسنے تو ہاتھی سوا کوئی اُسے نہیں نکال سکتا ہی، اُسی طرح اِس عالی خاندان چوہہ پر جواب ایسا برا وقت پر آہی، ٹھہر لگ آ پھنچا کہ تم بھی برے گھرانے سے ہو، بعد اِس گفتگو کے چوہہ کوے اور کچھوے میں دوستی دلی ہوئی اور تینوں ایک جگہ میں رہنے لگے، ایک دن دیکھتے کیا ہمیں، کہ چتر لگدہ نام ایک ہرن انکی طرف بھاگا چلا آتا ہی، اُس کو دیکھ کر تینوں یار بھاگے، باخاندی میں جارہا، چوہل میں گھس گیا، اور کوہ درخت پر اُتر گیا، اور چاروں طرف آنکھ اُتھا کے دیکھا جو ہرن کے پیچھے کوئی نہیں آتا، خیر جب وہ اُن کی جگہ میں پھنچا تب کوہ بولا، کوے کے بولتے ہی تینوں یار آ اکتھے ہوئے، اُن میں سے باخے نے آہو سے پوچھا تیری پیچھے تو کوئی نہیں تئیں کس واسطے اتنا ہر آ کر دوڑا آیا خیر تو ہی، وہ بولا کہ میں شکاریوں کے در سے اپنا گھبرا کے بھاگا آیا ہوں اور اب اپنا یہ ارادہ ہی کہ اِس باقی عمر کو تمہاری رفاقت میں کا توں، کچھوے نے چوہہ کی طرف دیکھا چوہہ نے کہا: اب جو تو در کریہاں

آیا ہی، خاطر جمع رکھہ دل میں کچھ اندیشہ نہر، تئیں ہمارا  
 مٹا تھی ہوا، اسی یارو، ہرن اور ہم آپس میں شریک نیک و  
 بد کے ہوئے، یہہ بات سن گرد بہت خوش ہوا اور  
 درخت کے نیلے نزدیک یارون کے بیٹھا، کچھ ہوے نے  
 اُس سے پوچھا، یار، شکاری کون ہی، اور انہیں تو نے کہاں  
 دیکھا ہی، یہہ بولا راجا کے بیٹے حاکم ملک کتک کے اپنے  
 شکر سمیت کنارے بھاگ رہی مذی کے آترے  
 ہمیں، میں نے یوں سنا ہی کہ وے کل اس جھیل میں مچھلیوں  
 کا شکار کھینگے، یہہ سنتے ہی باخے کے دل میں شکاریوں  
 کا ڈر پیدا ہوا، وہ کہنے لگا جو میں آج اس جھیل میں رہو نکا تو  
 کل بھوکھہ کی آگ میں جلاؤنگا، یعنی وے مچھلیاں پکڑینگے  
 میں بھوکھا مرؤنگا، بہتر یہہ ہی میں کوا در تالاب میں جاؤں،  
 کونے اور آہو نے کہا بہت اچھا \*

ہر ملک چوہا متامل ہو کر بولا کہ باخے کو خوش کی میں چلنا سٹکل  
 ہی جو تری کی راہ ملے تو سلامت پھنچے، جیسا کہ کہا ہی پانی کے  
 رہنے والوں کو پانی کی قوت ہی اور آدمیوں کو پناہ کو ت سے ہی

یارو، جو اس کو زمین پر چلنے دو گے، چنانچہ بقال اپنے کئے سے پشیمان ہوا تھا، تم بھی اپنے کیسے کی ندامت کھینچو گے، یاروں نے پوچھا وہ قصہ بنئے کا کیوں کرتھا، جو بولا، شہر فوج میں بیرسین نام ایک راجا تھا، اُس نے اپنے نام کا ایک شہر بسایا اور نام اُس کا بیرپور رکھا، اُس شہر کی حکومت نکبیر نام ایک اُس کا ملازم تھا اُسے دی، ایک مہینے کے پیچھے وہ شہر دیکھنے کو نکلا، ایک بقال کی بیٹی نوجو بنا نام اپنے کو تھے پر کھرتی تھی، اُسے دیکھا وہ نہیں اُس کی زلف ناگن نے اُس کو دسا، گھوڑے سے زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا \*  
لوگوں نے پالکی میں ڈال اُس کے کھر پر لا پھنچایا، داسی نے پوچھا امی فرزند، تجھے کیا ہوا، کہا میری نظر ایک بنا زمین پر پڑی ہی، میں نہیں جانتا وہ پری تھی یا آدمی، اُس کے نگاہن کا کانتا میری آنکھ میں چبھ گیا، اُسی درد سے میں بیترا ہوں، داسی نے معلوم کیا کہ بہر لڑکا نوجو بنا کے حسن کے تیر سے زخمی ہوا ہی، وہ اس فکر میں ہوئی کہ اس کا اور اس کا کسی طرح ملاپ ہو، کسی بہانے سے نوجو بنا کے یہاں آکر

دیکھتی کیا ہی کہ اُس کے جہاں کی کتاری کی ماری ہوئی بہت  
 بھی۔ اسی وقت پوتہ ہوا ہی ہی جو ہلنے کی طاقت نہیں رکھتے  
 آتے آتے اُس کے کان میں کہا اسی نوجو بنا، تیرے واسطے  
 میرا تنکبیر دوتا ہی اور مدہوش پر آ ہی اگر تجھ سے اُس کی  
 دستگیری ایک بوسے سے ہو سکے اور سچیت کرے تو  
 میں تجھے سونے کا تکا دوں، نوجو بنا بولی، اسی نادان داسی، بہت  
 سودا اور دوکان سے جا کر خرید کر، داسی نے پھر عذر کیا کہ پھول  
 میرا تیری محبت کے آفتاب سے مرجھا یا ہی، جو تیرے ہی  
 جمال کا سایہ پرے تو تر و تازہ ہو دے، نوجو بنا بولی اسی داسی،  
 اس میرے باغ کا نگہبان میرا خاوند ہی، بہت اُس کے منہ کی بات  
 سن کر داسی چپ کے پھر آئی تب تنکبیر دیکھ کر کہنے لگا اسی  
 داسی، کفچہ زد دی حلو کو یعنی محنت کی مزدوری کہاں، داسی نے  
 کہا میں اپنے کام کو پختہ کر آئی ہوں لیکن چند روز صبر کیا چاہئے،  
 وہ اپنے شوہر سے دلاتی ہی، اُس کا میں ایک علاج کرتی ہوں، جو  
 اُس کا خاوند از خود تمہارے پاس لا پھنچا دے، سن کر اُس کے،  
 کام نکت اور عقل سے نکلتا اور زبردستی سے ہرگز نہیں بن سکتا

ہی کیا تو نے قصہ گیداروں کا نہیں سنا کہ عقلمن کے زور سے جیتے ہی ہاتھی کو کھا گئے \*

تنبکیر نے کہا وہ قصہ کیونکر ہی، دائی بولی یون کہتے ہیں کہ دندکارن نام ایک جنگل ہی اُس میں دمول تک نام ایک مست ہاتھی تھا، گیدار اس فکر میں ہوئے کہ کئی طرح دو تین مہینے تک اس کا گوشت کھا دیں، اُن میں ایک آتما نام گیدار تھا، اُس نے کہا یارو، اس ہاتھی کو میں دائی کی زنجیر سے باندھ کر حکمت کے تیرون سے مار دوں گا، یہ کہہ کر جلد چلا جب ہاتھی کے پاس پہنچا، سلام کر کے ادب سے تفاوت کھرا ہوا، اُس نے پوچھا تو کون ہی کہاں سے آیا، بولا مجھے سب جانوروں کے اور گیدار کے راجاؤں نے تمہاری خدمت میں بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں اس جنگل کا بادشاہ کریں، اگر قبول ہو تو آپ اس میں ایک دم توقف نہ کیجئے جلد چلئے، دونوں بادشاہ مارے جانوروں ممیت تمہارے منتظر ہیں، ہاتھی مارے خوشی کے جلد جلد چلا گیدار فریبی جھیل کی راہ سے (جس میں چور بالو تھی) لیچلا، وہ تو ہلکا تھا دے

پاؤن جے میل کے پار جا کھرا ہوا اور اُس کو بلانے لگا کہ ناک  
 لی سیدہ چلے آؤ، پانی بہت تھوڑا ہی، ہاتھی بوجھل تھا،  
 پاؤن رکھتے ہی دل دل میں پھنس گیا کہ یار، کیا کیا چاہئے، گیدر  
 بولا کہ میری دم پکڑ لے تو میں تجھے ندی سے نکال لوں اُس  
 نے کہا امی نادان، تیرے زور سے میں کیوں کر نکلونگا تب  
 گیدر بولا اگر تم کہو تو میں اپنی قوم کو بلالوں جو تمہیں اُس  
 دل دل سے گھنچ نکالے \*

ہاتھی اُس چہلے میں پھنسے = ایسا عاجز ہو کے ہاتھ پاؤں مارتا  
 تھا کہ جیسے کوئی دریا میں بہتے ہوئے بہتا تنکا دیکھ کر ہاتھ  
 برتاوے کہ شاید اُسی کے آسے سے بچ جاؤں پر اُس کو  
 وہ تنکا ناچیز کیا فائدہ کرے، مارے بدحواسی کے کہنے لگا کہ اچھا  
 تو جا اپنے یار و نکو بلالاکو دے تجھے اِس مصیبت سے بچھڑا دین،  
 گیدر دوڑا اور اپنی تمام برادری کو بلالایا اور آپ اُس کے  
 تمام بھائی اکھرا ہوا اور دے پیچھے سے ہاتھی کا گوشت کات کات  
 کھانے لگے تب ہاتھی نے کہا \*

\* باغ دل میں تو نے میرے تخم اُلفت بودیا \*



\* آخرش تو نے کیا وہی ترے دل میں جو تھا \*

\* دل مرا لیکر ہوا افسوس ظالم سنگ دل \*

\* تھا ترے دل میں یہ کب میں جانتا تھا دل جلا \*

پھر داسی نے کہا امی تنکبیر، تو نے دیکھا کہ اپنی عقل کے زور سے گید آنے لگی تھی کا کام تمام کیا، کیا تجھ سے اتنا بھی نہ ہوگا کہ میں اپنی عقل کی داسی سے تیرا کام بخوبی انجام دوں، وہ کون سا کام ہی جو عقل سے نہیں ہو سکتا، تنکبیر نے کہا امی داسی، میرے دل کی شاہین نو جو بنا کے مرغ حسن کے در پی ہی، اس سبب سے نہ چہرے پر رنگ ہی نہ دل میں قرار، آخرش داسی تنکبیر کے کان میں کچھ ایسی باتیں کر کے اپنے گھر چلی گئی کہ جس سے طالب اپنے مطلب کو پہنچے تب تنکبیر نے نو جو بنا کے خاوند کو بلا کر نوکر رکھا اور بہت سا سر فراز کیا اور اچھے اچھے کام اُس کو سونپے \*

ایک دن تنکبیر نے اُس سے کہا کہ امی یار \* میں نے آج رات کو ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک عورت شیر پر سوار ہی اور مجھ سے کہتی ہی کہ اگر تو ایک مہینے تک ہر روز

ایک عورت کو اپنے گھر بلو ادے اور تاش باد لا پناوے اور پتکا اپنے گلے میں ڈال کر اُس کے پاؤں پرے اور رخصت کر دیا کرے تو تیری عمر و دولت دن بدن برتھے گی اور جو عورت تیرے پاس سے زری پوش ہو کر جاوے گی اُس کے بیتا بے شبہ پیدا ہووے اور اُس کے خاوند کی عمر درازا اگر یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا تو شوہر نو جو بنا کا (جو تیرے پاس رہتا ہی) مر جائیگا اور اُس کے بعد تو بھی نہ سچے گی، بہلا کہ تو اب کیا کیا چاہئے، اُس بتال نے کہا جو کچھ حکم ہو موافق اُس کے کروں، تنکیر نے کہا کہ عورت لانا تمہارا کام ہی اور تاش باد لا پنا میرا ذمہ \*

جب رات ہوئی، بتال نے ایک رندی اُس کے یہاں لا پھنچائی، اُسے وہ اپنی خلوت میں لیگیا تب بنیا چھپ کر دیکھنے لگا کہ دیکھو تو اُس عورت پر وہ ماتھہ ڈالتا ہی کہ نہیں، دیکھا کہ اُس نے ایک جوہر زری کا پہنا کر پتکا اپنے گلے میں ڈال اُس کے پاؤں پر رخصت کیا، بتال نے یہ سب احوال دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ تنکیر برآیہ قوف

ہی جو اتنا لباس زر و بفت کا مفت اُسے دیا، جب بقال  
 اور وہ عورت دو نو باہر آئے، اُس نے عورت کو کہا کہ  
 آدھے کپڑے اس میں سے مجھے دے، وہ بولی مجھے تو تنکیر دے  
 دے ہیں مجھے کیوں دوں، غرض وہ دو نوں آپس میں  
 یہاں تک جھگڑے کہ کپڑے عورت کے تنکے سے تنکے ہوئے  
 اور آدھی ڈاھر ہی بقال کی اُس عورت نے کھسوت لی، تنکیر  
 کو جو یہ خبر پہنچی تو بہت سا ہنسنا اور جانا کہ آج کل مطلب  
 میرا حاصل ہو گا \*

بقال نے اپنی جو رو سے سب احوال متصل رات کا کہا، اُس نے  
 جواب دیا کہ تو کسو اوچھی کم ظرف کو لیگیا ہو گا اگر کسی  
 معتبر کو لیجاتا تو ایسا فضیحت نہ ہوتا، دوسری رات ایک عمدہ  
 رندی کو لیگیا، تنکیر نے ویسا ہی سلوک اُس کے ساتھ بھی کیا  
 جیسا پہلی کے ساتھ کیا تھا \*

بقال بہنہ دیکھ کر اپنے دل میں حسرت کرنے لگا، تیسرے  
 دن اپنی عورت سے کہا امی نو جو بنا، اتنی دولت بے فائدہ جاتی  
 ہی، اگر ایک رات تو میرے ساتھ چلے تو سب دولت تیرے

ہاتھ آدے، وہ بولی کہ میں نامحرم مرد کے گھر کیونکر جاؤں، بقال کو اپنی عورت پر نہایت اعتماد ہوا اور کہنے لگا کہ تنکبیر پہنچتے ہی لباس زری کا دیتا ہی اور پاؤں پر کے رخصت کرتا ہی، نوجو بنائے کہا، جو عورت اپنے خاوند کے حکم میں نہ ہو، قیامت کے دن اُسکو عذاب میں گرفتار کریں گے، میں تیری رضامندی چاہتی ہوں، جو کچھ کہیگا بہ سروچشم قبول کرونگی، بقال نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا رحمت خدا کی تیرے مان باپ پر \*

جب آفتاب سیاح آسمان کے میدان کو طی کر کے مغرب کے گوشے میں پہنچا تھمیں پھر رات گئی ہوگی جو بنیا کم عقل بدستور سابق اپنی جو رد کو بھی دولت کی طمع سے تنکبیر کے لباس لیگیا، وہ اُسے دیکھتے ہی باغ باغ ہو کر اپنے خاوند خانے میں لایا اور کہنے لگا میں نوجو بنان، تیرے کافر عشق کے شکر نے میرے ملک دل کو خراب کیا تھا، تیرے آنے سے بارے آباد ہوا، بنیا (جو دن چھپا ہوا کھڑا تھا) اس بات کے سنتے ہی بزمندہ ہوا اپنا سر پیٹتے گھر کی راہ لی \*

ای یارو، اگر کچھ خواست کی کی راہ چلیگا تو جیسا بقال اپنے

لئے سے پشیمان ہوا تھا، یہ بھی ہو گا، کچھوے کا دل ہرن کے  
 خبر دینے سے شکاریوں کے در کے مارے تو گھبراہٹ رہا تھا  
 چوہ کے کہنے پر عمل نہ کیا، ہرن اور کوئے کی صلاح سے معا  
 نالاب کو چھوڑ چل نکلا، کوئے چوہ اور ہرن کو بھی اُس کے  
 ساتھ جانا ضرور پر آکچھوے کے پیچھے لگ چلے بہ ہزار خرابی  
 کو سبھر گئے ہونگے، چاہا کسی درخت کی چھاؤں میں تھہرین،  
 یکایک دیکھتے کیا ہمیں کہ ایک مرد شکاری تیر کمان لئے چلا آتا  
 ہی، ہر ایک یار نے اپنی اپنی راہ پکرتی، گوا تو درخت پر جا بیٹھا  
 اور چوہا کسی بل میں گھس گیا اور ہرن جنگل کی طرف بھاگ گیا  
 کچھو اتری کا جانور تھا خشکی میں بھاگ نہ سکا  
 وہیں رہ گیا تب شکاری نے اُسے پکڑ کر چاروں ہاتھ  
 پاؤں باندھ کمان کے گوشے میں لٹکا اپنے گھر کی راہ لی  
 جب تینوں یاروں نے دیکھا کہ کچھو ا پکڑ آ گیا، دے دے  
 لگے چوہا بولا امی بھائیو، میں تم سے نہ کہتا تھا کہ کچھو ا اگر خشکی  
 سے جائیگا تو نہایت بربخ اٹھائیگا، اب یہ تمہاری آہو زاری  
 کچھ کام نہیں کرتی، اب ایسی تہ بیر کرد جس سے کچھوے

مئی مخلصی ہو وے کوے اور ہرن نے کہا اسی ہرنک، بغیر  
تیری عقل و تدبیر کے اس کا جھٹکا را معلوم، چوہا بولا اسی  
ہرن، یہاں سے آگو چل کر جہاں کہیں پانی کا ذہرا نظر آوے  
تو لنگر آ کر کھرا رہنا جب وہ تیر انداز نزدیک آوے تو آستے  
آستے لنگر آتا ہوا بھاگیو، ہرن نے وہی کیا جب وہ مرد کچھوے  
سمیت پانی کے کنارے پہنچا، دیکھا کہ ہرن لنگر آتا جاتا ہی  
! کچھوے کا وزن بہاری تھا، سکوزمین پر رکھ دیا اور ہرن  
کے پیچھے چلا جب قریب ایک تیر کے فاصلے پر گیا، چوہے نے  
پیچھے سے کچھوے کی پھانسی کا تکرہ ہرن کو پکارا اور کہا  
امی ہرن، کچھوے صحیح سلامت پانی میں آ پہنچا تو بھی جنگل کو  
بھاگ جا، وہ یہ بات سنتے ہی بھاگا، جس وقت وہ  
تیر انداز ہرن کے پیچھے سے پھر آیا دیکھتا کیا ہی کہ کچھوے  
نہیں، پشیمان ہو کر بولا کہ بزرگ یوں کہہ گئے ہیں جو کوئی  
آدمی کو چھوڑ ساری کو دھاوے وہ آدھی بھی ہاتھ نہ آوے  
اگر میں ہرن کے پیچھے نہ جاتا تو کچھوے میرے ہاتھ سے نہ جاتا  
شکاری افسوس کرتا چلا گیا تب اُن چاروں یاروں نے ایکٹھے

ہو کر خوشی کی اور کہا یہ مکان ہم کو سزاوار ہی ! اسی جگہ  
 ہم رہیں گے ، چوہا کو اہرن کچھو اچارون اسی جگہ گھر بنا کر رہنے لگے \*  
 جب برہمن نے بات ستر لاجھہ مکی تمام کی  
 راجا کے بیٹوں کو کمال خوشی ہوئی اور کہنے لگے کہ محبت و  
 دوستی کرنی ایسا فائدہ رکھتی ہی مہاراج ، اس قصے کے  
 سننے سے ہم کو نصیحت و فائدہ ہوا ، پھر دوستوں کی جدائی کا  
 احوال بشن سرماند ت راجا کے بیٹوں سے کہنے لگا کہ ایک  
 باگھہ اور بیل سے آپس میں دوستی تھی ، گیدڑوں نے  
 اپنی دانائی اور عقل کے زور سے اُن کے بیچ میں بدائی دال  
 دی ، راجا کے لڑکوں نے کہا کیونکر ، پندت بولا کہ چند رپوڑ  
 نام ایک شہر تھا ، اُس میں ایک مالدار بنیا بھاگ بھر نام  
 رہتا تھا جب کسی برے دولت مند کو دیکھتا تو اپنے تئیں فقیر جانکر  
 دل میں یہ بات تھہراتا کہ تجارت کو جایا چاہئے تاکہ مال زیادہ ہو ،  
 دے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہی کہ مجھول آدمی کے ہاتھ  
 دولت نہیں لگتی اور دنیا ایسی جگہ ہی کہ اگر مال کمینے اور  
 کم ذات کے پاس ہو دے تو سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے

مہین، یہ سوچ کر دو بیل خرید لایا ایک کا نام سنجوگ اور دوسرے کا نندو رکھا، موتی اعلیٰ ہیرا پنا اور کچھ زرہی بافت خرچہ و ن مین بھر بیٹون پر لاد کر کشمیر کی راہ لی، تخمیناً بیس ایکس منزل گیا ہوگا کہ سنجوگ کا ایک گرہے مین پاؤن پرتے ہی ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے باز رہا تب بنیا متحکم ہو کر کہنے لگا کہ یہہ عبث کا دیوان پن ہی جو کوئی مال کے جمع کرنے کے واسطے کہیں جاوے، کیونکہ جو کچھ خدا نے قسمت میں لکھا ہی جہاں رہے مل رہتا ہی پھر یہہ فکر کرنے لگا کہ اس اسباب کو کس طرح لیجاوے، اسی تردد میں دو تین روز اسی جنگل میں رہا \*

اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مال بیچ کر بیٹونکو خالی لئے ہوئے وہاں آ نکلا، بنیا اُن تاجروں کو دیکھ کر اُن کے پاؤن پر لے لگا اور اپنا احوال کہنے، سوداگروں نے اُسکی بے کسی پر رحم کھا کر ایک بیل حوالے کیا، اُس نے اُس لنگرے بیل کو وہیں چھوڑا اور جو بیل قافلے سے لیا تھا اُس پر خرچی لاد کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی اور سنجوگ دو تین مہینے تک نہ آگے نہ پیچھے



پگھا ایسی گھاس اُس جنگل کی کہ کسی جانور نے آنکھوں نہ دیکھی ہوگی، ہر چگ کر سنا آہن گیا \*

ایک روز ندی کے کنارے وہ پرتا تھا کہ پنگل نام ایک شیر (جو اُس جنگل کی پادشاہت کرتا تھا) پانی پینے کے لئے آ نکلا۔ بیل اُس شیر کو دیکھ کر مارے مستی کے کھوڑ کر لے اور سینگوں سے زمین کھودنے لگا اور جیسا بادل گر جتا ہی، ویسا ہی دکار نے شیر نے جو اُسے اس طرح دیکھا تو اُس کے دَر کے مارے بھاگ کر اپنی آنکھ میں جا گھسا اور جی میں کہنے لگا کہ آج خدا نے میری جان بچائی، کئی برس سے میں اس جنگل کی پادشاہت کرتا ہوں لیکن ایسی بلا اور ایسا مہیب جانور میں نے آج لگ نہیں دیکھا \*

اسی فکر میں تھا کہ دو گیدرد و تک و کرتک نام (جو شیر کے وزیر تھے اور اُس نے اُن کی کچھ تقصیر پا کر نکلا دیا تھا) آسن پاس اُس کے لگے رہتے تھے شیر کے پانی نہ پینے کی کیفیت اور اُس کی سراپیدگی کو معاموم کر کے آپس میں کہنے لگے کہ آج کیا ہی کہ شیر نے پانی نہ پیا پیسا ہی جلد چلا آیا

اور نہایت غمگین ہو رہی تھی چل کر مجھرا کی بندھے اور سبب  
 پریشانی کا پوچھئے کہ آپ متفکر کیوں ہیں! اس میں وہ خوش  
 ہو گا غالب ہی کہ سرفراز بھی کریگا، کر تک نے کہا کہ بھائی،  
 اُس نے ایک مدت ہوئی کہ ہم کو اپنی خدمت سے معزول  
 کیا ہی، ہمیں کیا غرض جو اُس کے پاس جاوین، وہ جانے اُس کا  
 کام جس روز سے کہ ہم اُس سے جدا ہوئے ہیں خدا ہم کو  
 بے غل و غش روزی پہنچاتا ہی، اُس کا شکریہ بجالاتے  
 ہیں سو یار \*

جو خوب دیکھا تو بندگی خالق ہی کی خوب ہی اور کی اطاعت  
 کرنی اچھی نہیں، اس واسطے بادشاہ کی نوکری کرنے کو ہمارا  
 جی نہیں چاہتا اور جو شخص کسو کی حاجت روانہ کر سکے تو  
 اُس کی چاکری کرنی حماقت ہی، کیونکہ خسرو دل ہمارا  
 جہنم کے ملک میں آپ پادشاہت کرتا ہو اُس کو کیا ضرور ہی  
 کہ غیر کا فرمان بردار ہو اگر کسی نوع کی کچھ احتیاج رکھتا ہو تو  
 مضائقہ نہیں، اسی یار، نوکری میں کچھ اختیار اپنا باقی نہیں  
 رہتا، چنانچہ جا آ اگر می ہر سات بھوکھ پیاس زمین پر سونا جنگل

جنگل چھڑنا یہ سب اپنے پر اُٹھانا ضرور پڑتا ہی اگر ایسی محنت خدا کی بندگی میں کوئی کرے تو فرشتے سے بھی فوقیت لیجاوے اور دوسرے کی تابعداری میں جینا مرنے سے بدتر ہی کیونکہ جب کوئی کسی کا نوکر ہو اور وہ کہے کہ تو فلا نے مکان کو جا، گو کہ ہر ایک منزل اُس کی دشوار پر خطر ہو اور وہاں جاتے ہی مارا جاوے تو بھی خواہ مخواہ جانا ہی بندے \*

دو تک نے کہا امی بھائی، جب لگ کہ کوئی کسی کی خدمت نہیں کرتا تب لگ برے مرتبے کو نہیں پہنچتا اور ہاتھی گھوڑے دولت دنیا نہیں پاتا، صاحب جاہ و حشم نہیں ہوتا، ہم نے ایک مدت تک اُس کانٹک کھایا ہی، ضرور ہی کہ ہم اُس کے پاس جاوین اور اُس کا احوال پوچھیں، کر تک نے کہا کہ میں یہ صلاح نہیں دیتا کہ تو شیر کے پاس بے بلائے جاوے اور اُس کے بے پوچھے کچھ بات کہے کیونکہ اب اُس کام کا عہدہ (کہ جس پر ہم تھے) اوروں کے ہاتھ میں ہی جو کوئی ہاتھ ڈالے تو اُس کی وہ حالت ہو جیسی بندر کی ہوئی \* دو تک بولا کہ اُس کا قصہ کیونکر ہی، کر تک نے

کہا، یوں کہتے ہیں کہ کسی ولایت میں مدن دھرم نام ایک جنگل ہی، اُس میں ایک برہمن بھی تھا آدے سے چیرتا تھا جب آدے اٹکنے لگتا تو دو رکی پھر اُکھیر کر نزدیک لاگتا، برہمن کی یہ حرکات کسی درخت پر بیٹھا ہوا بندہ دیکھتا تھا جو اتنے میں اُس برہمن کو پیاس لگی پانی پینے کو کسی تالاب پر گیا، بندہ درخت سے اتر کے اُس لکڑی پر آ بیٹھا اور جس طرح برہمن کو پھر اُکھیر فے دیکھتا تھا یہ بھی اُکھیر فے لگا جو نہیں پھر اُکھرتی دو نہیں اُس کے فوٹے بہاوری کے در زمین پھس کر پس گئے اور فی الفور وہ مر گیا کیونکہ بندہ کا کام بنجاری نہیں، مثل مشہور ہی کہ جس کا کام اُسی کو چھاجے اور کرے تو تھینگا باجے جو غیر کے کام میں دخیل ہو گا تو ایسا ہی برادن اُس کے آگے آدیکا پھر کہا کہ اسی یار، ان دنوں میں شیر کے پاس بہت سے مصاحب ہیں، تیرے جانے سے دے کب خوش ہو گئے بلکہ تیری فکر میں رہینگے \*

دو تک فے کہا بھائی، شیر ہمارا قدیم خاوند تھا اور ہم اُس کے خدمتگاروں میں تھے پس ہم کو اور تم کو لازم ہی کہ اُس کے

پاس ایسے وقت میں جاوین اور جو کچھ ہم سے ہو کے اُس میں  
 قصور نہ کریں، تب کر تک بولا اسی یار، جو کوئی اپنا کام چھوڑ  
 کر دوسرے کے کام میں دخیل ہو تو ویسا ہی انعام وہ پاوے  
 جیسا شام بھگت گدھے نے اپنے خاوند سے پایا، دو تک  
 بولا وہ کیونکر ہی، کرنک نے کہا \*

یوں سنا ہی کہ گنگا کے کنارے بنارس نامے کوئی شہر ہی،  
 وہاں ایک نوجوان دھوبی کنجو نام برآورد لٹمنہ رہتا تھا، ایک  
 شب وہ اپنی چورو کے ساتھ غافل سوتا تھا کہ اُس کے گھر میں چور  
 آئے، شام بھگت گدھا انگن میں بندھا تھا اور اُسکی بغل میں  
 کنست نام کتا بیٹھا ہوا تھا، گدھے نے کہا اسی کتے گھر میں خاوند کے  
 چور آئے ہیں تو ذرا بھونک جو گھر کا مالک جاگے، کتا بولا اسی  
 گدھے، میرے کام میں دخل مت کر، تو کیا جانے، اس دھوبی  
 کے گھر میں میری قدر کچھ نہیں جب لگ اسکا نقصان نہوگا  
 تب لگ میری قدر نہ جائیگا، گدھے نے کہا اسی کتے، جو کوئی  
 اپنے صاحب کی بندگی میں قصور کرے تو وہ مطعون خلاق ہوتا  
 ہی، کتا بولا اؤ گدھے، اگر تو میرے عہدے میں ہاتھ ڈالے گا تو

ٹچھہ پر میرا صبر پر یگا \*

اُس نے اُسکی بات نہ مانی اور جلدی سے اپنے ہاتھ پاؤں کے  
 چھاندہ باندھ توڑتا آجہان دھوبی اپنی جو رو کے ساتھ سوتا تھا،  
 وہاں جا کر دینکے نگا، وہ جو کچی نیند سے چوکا تو مارے غصے کے  
 ایک سوتلا لیکر اُسے خوب سا پیت ڈالا، جو کتے کی بات نہ مانی  
 تو اُس کے صبر میں گرفتار ہوا، دو تک بولا اسی کر تک، سچ ہی  
 جو کوئی دوسرے کے کام میں دخل کرے تو اُسکی یہی سزا ہی  
 لیکن تو جانتا ہی کہ جب ہم شیر کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے،  
 جو کچھ اُس کا جھوٹا پاتے تھے کھاتے تھے اور برون کے  
 پاس رہنے سے کسی کام نہ کھاتے ہمیں، پہلے دوستوں کا بھلا ہوتا  
 ہی پھر دشمنوں کا برا اور جو اُس کے ساتھ رہتے ہمیں اُن کی  
 پرورش بہ خوبی تمام ہوتی ہی \*

اگر تک نے کہا کہ اسی دو تک، ہر سونے بہ شیر ہم سے آزدہ  
 ہی اور اُس نے اپنے درد و لت سے نکال دیا ہی ٹچھے ٹچھے  
 کچھ اُس سے اب علاقہ نہیں اگر بے بلائے اُس کے تو جاوینگا اور  
 لیے پوچھے کچھ کہہینگا تو وہ کب تیری سینگا، مثل مٹھو

ہی، اُتر اُس سحنہ مردک نام، اُس نے کہا کہ تو نہیں جانتا،  
خاوند کبھی خفا ہوتے ہیں اور کبھی مہربانی کرتے ہیں۔ اُس  
بات کو اپنے جی میں لا کر اُس کو تنہا مت چھوڑ \*

سنو بھائی، نیکی حاصل کرنی بے رنج و محنت ممکن نہیں جیسا  
ایک بھاری پتھر نیچے سے اونچے پر لیجانا اور یہی اسی ہی  
کہ اُس سی پتھر کو نیچے گرا دینا اگرچہ شیر ہم سے آرزو ہے  
لیکن اب وہ حادثے میں گرفتار ہے اگر اُس وقت ہم نہ جاوین تو  
اُس کو کوئی برا نہ کہیگا بلکہ ہم کو لوگ حرام خورد کھینکے، تھوڑے  
کے واسطے بد نامی اُنھانا خوب نہیں اگر تو کہے تو شیر کے  
پاس جاؤن \*

کر تک بولا، میں نے تیری بات مانی لیکن پادشاہ کے حضور میں  
جا کر پہلی کیا کہیگا، دو تک لے کہا یہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ  
کسی سے ڈرا ہے اُس لئے غمگین ہو کر بیٹھا ہے جو احوال  
ہو سوا اُس سے پوچھ لیجئے اور خلش اُس کے دل سے مٹا  
دیجئے، کر تک نے کہا، یہہ اُس پر کیونکر کھائے کہ تو اُس پر مطلع  
ہو اہی اور تو نے کیونکر جانا کہ اُس کے جی میں دہشت پیتی ہے،

دو تک نے جواب دیا کہ آراہو اقرینے سے چھنچانا جاتا ہی اور وہ عاقل نہیں ہی جو پوچھ کر معلوم کرے تب کر تک نے کہا، بھلا آدمی اُسے کہتے ہیں جو نیکی کرے لیکن منہ پر نہ لاوے اور خاوند کو خوش رکھے اگرچہ وہ کتنا ہی منہ لگاوے پر اپنی حد سے قدم اگے نہ برتاوے اور اپنے تئیں نت نیا نو کر جانتا رہے، اور اُس کے حکم کو مانتا رہے \*

پھر دو تک نے کہا کہ تجھے مناسب نہیں جو میں گیداروں میں بیٹھ رہوں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اپنی خدمت کی قوت سے شیر کو اپنا کروں، کہتے ہیں خاوند کی مرضی کے تابع رہنا اور اپنی قدر کے موافق بات کرنا ہر ایک سے نہیں ہو سکتا اور سب ہنردن سے میں واقف ہوں، کر تک نے کہا بھائی خدمت کرنی بہت مشکل ہی، جیسی چاہئے ویسی کو سے ادا نہیں ہو سکتی \*

دو تک بولا کہ نوکر پہلے اتنا دریافت کرے کہ جب خاوند کے سامنے جاوے، وہ اُسے دیکھ کر خوش ہو کے کچھ بات کرے اور بیٹھنے کی پروا نہ لے کرے تب معلوم کرے کہ کچھ ہر



مہربان ہوا اگر اُس کے دیکھنے سے وہ تیوری پر آھا کر منہ  
 پھرا دے تو برعکس سمجھے اور یقین جانے کہ اُس کے دل میں  
 میری طرف سے کچھ کدورت ہی، اُس وقت خاوند سے  
 کچھ نہ بولے اور تہجد دے \*

کر تک نے کہا اگر پادشاہ تجھ کو کتنا ہی سرفراز کرے، چاہئے  
 کہ بے پوچھے اور بے محال دم نہ مارے دو تک نے کہا تو اپنے  
 دل میں کچھ فکر مت کر کہ میں اپنے نقد سخن کو بے جا خرچ  
 نہ کروں گا مگر دو جگہ، ایک تو جس وقت دشمن ایسی گھات  
 میں ہو کہ آج کل میں دغا سے کام کو ابتر کرے اور دوسرے  
 ایسے کام میں کہ جس سے نقصان خاوند کا ہوتا ہو اور تو اسے  
 دیکھنا کہ میں بغیر خیر خواہی کے ایک بات بھی پادشاہ سے  
 ہرگز نہ کہوں گا، خدا چاہے تو تھوڑے دنوں میں میں اپنے ذہن  
 کی رسائی سے وزیر کہلاؤں گا، اب تجھ پر مہربانی کیجئے اور خوشی  
 سے رخصت دیجئے، پھر ایسا قابو نہ پاؤں گا، اتھ ملکر رہ جاؤں گا،  
 کر تک بولا کہ تجھے یہ معلوم ہو کہ تو جائے بغیر نہ رہیگا  
 لے اب میں نے تجھے بہ خوشی رخصت کیا اور خداے کریم

کو سو پاتب دو نک یہاں سے رخصت ہو کر پادشاہ کے پاس گیا اور آداب بجالایا، شاہ نے اُس پر بہت سی مہربانی و شفقت کر کے بیٹھنے کا حکم کیا اور کہا اسی دو نک، ہم نے بہت دن پیچھے تجھ کو دیکھا، اتنے دنوں تو ہمارے پاس کیوں نہ آیا، بولا، اپنی کم نصیبی سے، لیکن اب میرے طالعوں نے جو پھر یاد رہی تھی تو میں حضور میں حاضر ہوا اور جہان پناہ کی خدمت میں مشرف حضرت نے فرمایا، خیر آئندہ ایسا نہو تب وہ مادیب ہو کر کہنے لگا کہ غلام کا کیا متہور کہ خداوند کی خدمت سے ایک دم غیر حاضر رہے \*

شیر نے کہا اسی دو نک، تو تو ہمارا قدیم رفیق ہی سچ کہہ، اتنے دنوں نہ آنے کا تیرے کیا سبب، اُس نے عرض کی \*

\* میں ہوں کس لائق جو تیری دوستی کا دم بھرون \*

\* ہاں مگر ادنا تیرے کو چے کے میں کتوں میں ہوں \*

غلام اس واسطے حاضر نہ ہوا کہ تجھ بغیر جہان پناہ کا کام کسی نوع سے بند نہیں، شیر نے کہا اسی نادان، مرد کو چاہئے کہ اپنے قدیم خاوند کی نمک حلائی میں قصور نہ کرے اور کبھی کبھی اُس کے یہاں حاضر ہوا

کرے اور جسکو خزانے ہاتھ پاؤں اور دانائی بینائی اور ہوش  
گوش دیا ہی وہ کیونکر کسی کے کام نہ آوے، سنا ہی  
اتنے دنوں جو تو ہم سے جدا رہا تو اس میں سراسر تیرا ہی نقصان  
ہوا اب جو تو ہمارے حضور اعلیٰ میں حاضر ہوا ہی تھو آئے  
دنوں میں اتنی دولت تیرے ہاتھ لگیگی کہ ستغنی ہو جائیگا،  
پادشاہ کو جو آئینے اپنے اوپر مہربان دیکھا تو عرض کی خداوند  
اگرچہ بگلا درخت کے اوپر رہتا ہی اور قاز نیچے، لیکن وہ اوپر  
کے پتھنوں سے افضل نہیں ہو سکتا جہاں پناہ نے جو اور ون کو  
وزارت عہدہ سپرد کیا ہی کیا وہ مجھے فہم و فراست میں  
زیادہ ہمیں پادشاہ کو چاہئے کہ بیٹا اور نیک نظر ہوا و ہمیشہ  
ہنرمند ون کی جست و جو میں رہے کیونکہ عقلمند بہت کم یاب  
ہیں اور نادانوں کی سیخ کنی میں خداوند، اگرچہ حضور میں ہرن پاتے  
چکارے بہت سے جمع ہمیں لیکن بے وقوفوں سے بھلائی  
کی کیا تو فتنے سے اسکی کام کے ہمیں کہ سرپرستینگھ لئے  
پھرین اور ایسے کام جو دشمن نہ کرے سو کریں \*

\* دشمن جان ہوئے اگر ہو شیار \*

\* اُس سے ہی بہتر جو نادان یار \*

جہاں پناہ، یہہ جو اور اُمر احوال میں حاضر ہمیں مجھے بہ نظر حقارت دیکھینگے، اور جناب عالی کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اُس نے وقوف کم اصل گیدہ کو سردار نہ کیا چاہئے اور جو کوئی اُن اُمر اُن میں سے لائق ہو اُس پر مہربانی کر کے نہ فرما کیجئے جو ہر وقت خدمت میں حاضر رہے \*

یہہ کہہ کر کہنے لگا پیر مرشد، خاوندان کو یہہ لازم نہیں ہی جو ہر ایک کو منہ لگا دین اور ہر کہام کی بات سنیں بلکہ یوں چاہئے جو جس لائق ہو اُس کی اتنی ہی قدر کریں اور ہمیشہ احوال پرسان رہیں، اگر خاوند عقلمند اور قابل رفیق کو ذلیل کر کے احمق کو عزیز رکھے اور کسی مشکل کام کرنے کے واسطے اُس کو حکم کرے تو ایسا ہی جیسے کوئی سر کی پگڑی پاؤں پر لپٹے اور پاؤں کی جوتی سر پر تھام دے، لوگ جوتی اور پگڑی پر نہیں ہنستے بلکہ اُسی پر تھمتے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ شخص دیوانہ ہوا ہی \*

پس پادشاہ کو چاہئے کہ عاقل اور ہنرمندوں کو دوست اور

منہ زور کھے تاکہ اچھے اچھے لوگ اُس کے یہاں جمع ہوں اور  
 حو پادشاہ اپنے یہاں سے اہل علم و ہنر کو خارج کرے تو یقین ہی  
 کہ پادشاہت اُسکی قائم نہ رہے، کیونکہ داناؤں کو نکال دینے  
 سے اُسکے ملک میں فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اور رعیت و پر جا  
 خود بخود بھاگ جاتے ہیں، ملک اُجاڑ ہو جاتا ہی، سلطنت  
 اُس کے قبضے میں نہیں رہتی ہی، یہ یاد رکھو کہ ملک کسی  
 آبادی عدل و انصاف سے ہی اگر انصاف نہ ہو تو ملک  
 ویران ہو جاوے اور جب تک وزیر و اشراف اور بادشاہ  
 نیک نیت نہ ہوں تب لگ ملک میں خلل ہی پیدا ہوتا ہی،  
 اسی خداوند، اگر اچھی بات داناؤں سے لڑکا کہے تو اُس کو  
 بھی بلے باندھئے اور بوڑھا جو بری بات نادانی سے کہے تو ہرگز  
 اُس پر کان نہ دھرتے جس میں عقل اور علم اور تحمل ہو، کیا  
 چھوٹا کیا بڑا کیا بوڑھا کیا بالا، وہی سب سے بہتر ہی، پنگل نے  
 کہا اسی دو تک، اگرچہ تو کسی مہینے دشمنوں کے در سے میرے  
 پاس نہ آیا کچھ مضامین نہیں تو بڑا نیک حلال ہی، اس لئے  
 میں نے تجھے اپنا وزیر کیا، دو تک نے عرض کی آپ کے

اقبال سے در تو کسو سے نہ تھا، مگر پیادہ پائی کے سبب سے  
حاضر نہ ہو سکا \*

شیر بولا کیا گھوڑا چاہتا ہی، اُس نے التماس کیا کہ خداوند،  
اسی اندیشی سے آپ نے مجھ کو حضور سے دور کیا تھا،  
اُس نے سکر اکر کہا یہ چالاکی تو نے کس سے  
سیکھی، پھر بولا اب تیرے افلاس کے دن گئے اور  
فراغت کے آئے، سچ ہی کہ تجھے حا عقل مند میرے نوکروں  
میں کوئی نہیں، اب میں تجھ پر مہربان ہوں جو تیرا مطلب ہو سوتا  
وہ اس حضور میں ظاہر کر، وہ بولا کہ غلام کی عرض یہہی جو  
آپ اُس روز مذہبی پر پانی پینے گئے تھے، بے پیئے پھر آئے  
اُس کا کیا سبب، اُس نے کہا تو برا دانا اور نہایت عقل مند ہی  
اس میں ایک بات تنہائی کے کہنے کی ہی کیونکہ اگر اُسے  
ہمارے مصائب سنیں تو بھاگ جاویں، یہہ کہہ کر اُسے خلوت میں  
لے جا کر کہنے لگا کہ اس جنگل میں ایک ایسا جانور آکر رہا ہی،  
جس کی مہیب آواز نے میرے دل کو اس قدر بے چین  
کیا ہی کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں، اسی اندیشے سے میں

اپنا گھر چھوڑا چاہتا ہوں بلکہ تو نے بھی اُس کی آواز سنی ہوگی، اُس نے کہا خداوند مجھے تو یہ معلوم ہوا تھا کہ شاید کہیں آسمان تو تباہ دِل گر جا \*

پھر شیر بولا کہ تو اس میں کیا صلاح دیتا ہے، اُس نے جواب دیا کہ یہ صلاح وقت نہیں کہ یکایک اپنا تھر چھوڑ دیجئے یا لڑ بیٹھئے اگرچہ وہ تمہارا دشمن ہی، پر اب ذرا دیکھو تو تمہارے ان نوکر دن سے کیسی خدمت ہوتی ہیں، نوکر اور جوڑو اور رفیق اُس کو کہتے ہیں جو وقت پرے پر کام آدین اور وے اُسی سے پہچانے جاتے ہیں، وہ بولا جو تو کہتا ہے درست، اب کچھ ایسی تدبیر کیا چاہئے کہ اُسکی آواز سے میرے دل میں جو دہر کا پہنچا ہے سو نکل جاوے، اُس نے کہا جہان پناہ، جب تک کہ میری جان میں جان ہی، مطلق کسی نوع کا خطرہ اپنے دل میں نہ لائے اور اگر حکم ہو تو کر تک جو میرا بھائی ہی اُس کو بھی حضور میں حاضر کروں کہ آنا اُس کا ہستر ہی کیونکہ وہ برا قاتل و زور آور ہی، ایسے وقت میں دینے نوکر کا بلانا مناسب ہی، شیر نے کہا بہت اچھا، اُسی وقت اکثر جانور اُسکے اشارے سے

کر تک کے بلائے کو دوڑے اور بادشاہ کی خدمت میں  
اُسکو لا حاضر کیا \*

بادشاہ نے اُسوقت دو تک کو خلعت و زارت کا دیکر بہت سی  
مہربانی اور شفقت اُن دونوں کے حال پر فرمائی تب کر تک  
نے دو تک سے کہا اسی بھائی بہہ انعام اور خلعت جب حلال  
ہو کہ ہم بھہ نمک حلالی کریں، پھر دونوں بادشاہ کے حضور میں آداب  
بجالاتے، پادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا کہتے ہو، اُنھوں نے عرض  
کی اگر جی کی امان پاویں اور حکم ہو تو ہم دونوں جست و جو سے  
اُس کا احوال دریافت کریں کہ وہ ایسا کون ہی کہ جس نے  
خداوند کی سلطنت میں دخل کیا بہہ بات سنکر شاہ نے  
اُن کو رخصت دی \*

جب وے کھوج کو نکلے تو راہ میں کر تک نے کہا بھائی، جس سے  
شیر ذرا ہی اور تو بھی اُسکی ہیبت کا مقہر ہی اُس سے  
جواب و سوال اور برابری کیونکر کریگا، جو چیز کہ ممکن نہ ہو،  
اُس کا قبول کرنا خیال فاسد ہی، دو تک نے کہا اسی نادان،  
مادشاہ کے روبرو جو دانا ہمیں تو وے دور اندیشی سے رانی



کو پرہت کر دکھلا تے ہمیں اور اپنی دآرہی کی حرمت رکھتے  
 ہمیں کر تک نے کہا کہ جو شاہون کی نگاہ لطف سے نہال ہوتے  
 ہمیں سو اُسکی چشم غضب سے خرابی بھی دیکھتے ہمیں چاہئے  
 یوں کہ جتنا کوئی کر سکے اُتنا ہی قبول کرے، دو تک بولا کہ  
 وہ ایسا ایک جانور ہی کہ گیدار کو بھی نہیں مار سکتا تب وہ  
 کہنے لگا کہ بھلا کتنے روز پادشاہ اسی فکر میں تھا، تو نے پہلے ہی  
 کیوں نہ کہا دو تک بولا کہ بھائی، اگر اُسکو دہشت نہ ہوتی  
 اور میں پہلے ہی کہہ دیتا تو مجھے وزیر کیوں کرتا اور تجھے کیوں  
 بلاتا، حق تعالیٰ نے بہر حیوان اس جنگل میں ہمارے نصیبوں  
 سے بھیجا ہی اور بغضے بزرگوں کی بہر خواہی کہ پیت کے وقت  
 خواہن ہو لے ہمیں اور نہیں تو بات بھی نہیں بولتے، اپنے ہی  
 حال میں خوش رہتے ہمیں، چنانچہ آدمی کو جب مجھمڑ کاٹتے ہمیں  
 تب وہ دھواں کرتا ہی تاکہ وے اُس کی کرواہت سے جانے  
 رہیں، اس بات کو یقین جانو کہ بے غرض کوئی کسی کو  
 نہیں بول پھرتا \*

آخر وے دونوں بھائی سنجوگ کی طرف گئے، کر تک ایک

درخت کے نیچے بیٹھا اور سر اٹھا کر موچھون کو تاو دینے لگا اور دو تک  
سنجوگ کے پاس جا کر کہنے لگا کہ امی بیل ، ٹھم میں کیا تاب  
و طاقت اور تیری کیا بساط اور مجال ، اگر اپنی خیریت چاہتا  
ہی تو میرے ساتھ کر تک کے پاس چل کہ وہ پادشاہ کا خاص  
ملازم ہی اور نہیں تو تجھے مار ڈالینگے اس در سے وہ اُس کے  
ساتھ ہو لیا اور کر تک کے نزدیک جا کر سلام کیا ، وہ تیوڑی چرھا کر  
کہنے لگا ، امی نادان ، تو کون ہی جو اتنی دلیری کی ، کہ بد و ن  
حکم پادشاہ کے ( کہ جکامین وزیر ہوں ) اس جنگل میں آیا ،  
ابھی حکم کروں تو تیری کھال کھنچی جاوے ، سنجوگ در ا  
اور تھم تھرا کر کہنے لگا کہ ٹھم سے یرتی خطا ہوئی ، جو تم سے  
ہو سکے تو میری نصیر معاف کرواؤ ، کر تک نے کن انگھیوں  
سے دو تک کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو میرے پاؤں پر  
ڈال دے ، دو تک نے سنجوگ کا کان پکڑ کر تک کے  
پاؤں پر ڈالا ، اُس نے کہا کہ اگر اپنی بھلائی چاہتا ہی تو میرے  
ساتھ پادشاہ کے حضور چل \*

بیل نے کہا اگر ٹھک کو حضور میں لے چلتا ہی تو میری جان بخشی

کروانا، تب کر تک نے نہایت مہربانی سے اُسکی پیٹھ تھونک کر کہا کہ تو اپنے دل میں کچھ خطرہ نہ کر کیونکہ کیسی ہی سخت ہوا چلے پر کسی گھاس کو نہیں گراتی، مگر برے درختوں کو، اس واسطے کہ گھاس نے جو اپنے تئیں پایمال خلائق کا کیا ہی! اسی عاجزی و انکساری کی برکت سے صحیح و سلامت رہتی ہی اور درخت اپنے تئیں برآ جانتے ہیں! اسی سبب برے اُکھر پرتے ہیں، سن اسی، بیل، پادشاہوں کا بھی وہی خواص ہی، تو بھی جو اُس غریبی سے میرے ساتھ پادشاہ کے دو برو جادو کا تو نہایت سرفراز ہو گا \*

جب پادشاہ کی دیوڑھی کے نزدیک پہنچے تب اُسکو دروازے پر کھڑا کر کے وے دونوں بھائی پادشاہ کے حضور گئے اور آداب بادشاہی بجالائے، شاہ نے پوچھا کہ جس کام کے واسطے تم گئے تھے کچھ اُسے دریافت کیا کہ نہیں، دو تک نے عرض کی کہ خداوند، جیسا آپ نے فرمایا تھا اُس سے زیادہ دیکھنے میں آیا، لیکن اُسکو ہم ایک تقریب اور فریب کی دیوڑھی سے باندھ لائے ہیں اور وہ قدم بوسہ کی آرزو میں

دروازے پر کھڑا ہی ، شیر نہایت خوش ہو کر پھول بیٹھا اور  
 کہا لے آؤ ، دونوں گیدڑ گئیے اور ناتھ پکڑ کر اُسے حضور میں لے آئے  
 اور مہجرا کروایا ، بادشاہ نے اُس کو مہربانی کا خلعت دیا اور  
 اُس کے رہنے کے واسطے ایک جگہ مقرر کر دیا ، وہ اُس  
 میں رہنے لگا اور دو تک و کر تک کو روپی اشرفیوں کے  
 توڑے کے توڑے بخشے اور خدمت خزانچی گری کی کر تک  
 کو دی اور دونوں کو پاس بیٹھلا کر پوچھا کہ کہو ! اُس کو کیونکر لائے  
 دو تک نے عرض کی خداوند ، میں نے اسکی ناک میں عقل کی  
 نشتر سے سوراخ کیا اور نرم باتوں کی رسی سے ناتھ کر حضور  
 میں پہنچایا اور میں ہمیشہ جہان پناہ کا کام جان و دل سے اس  
 واسطے کرتا ہوں کہ خداوند روز بروز میرے حال پر مہربانی زیادہ  
 فرمادیں اور اگر کوئی دشمن میری طرف سے پیر مرشد کے  
 دل میں بدی ڈالے تو اغلب کہ غلام کی طرف سے خاطر مبارک  
 میں گرد کہ درت کی نہ بیٹھے اور شفقت میں تلافی نہ آوئے ،  
 جیسا کہ راج کنور اور بننے کے بیٹے کی دوستی میں ایک  
 برہیا عورت نے ادنا حرکت سے جدائی دلوائی \*

شیر نے پوچھا، اُس کا قصہ کیونکر تھا، دو تک نے کہا میں نے یوں سناہی کہ دھولا گر ایک پہاڑ ہی، اُس کے نیچے ایک نہی بہتی ہی، پانی اُس کا صاف سفید کافور سے زیادہ خوشبو ہی، اُس کے کنارے پر ایک بوندی نام شہر بناہی اُس شہر میں ایک راجا تھا کہ اُس کے بادورچی خانے میں ہر روز سو من نمک خرچ ہوتا تھا، اُس سے اور جس کا انداز کیا چاہئے کہ کتنی کچھ خرچ ہوتی ہوگی، اُس کے ایک لڑکا تھا، نام اُس کا کرپا کنور، نہایت شہقت سے اُس کو کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کرتا جو حرکت اُس سے ہوتی اُس کے نزدیک خوش آئند تھی اور اُس کا دل کسی بات سے آزر دہ نہ کرتا \*

ایک دن اُس لڑکے نے اپنے خدمتگاروں سے پوچھا کہ کوئی اچھا چوپڑا بازار اُس شہر میں ہی، اُنھوں نے عرض کی کہ دھنپت نام ایک بندیں کا بیٹا خوب کھیلتا ہی اگر حکم ہو تو اُسکو لاوین، کہا جلد لاؤ تب لوگوں نے بقال کی دیوڑھی پر جا کر دستک دی، وہ گھر میں سے نکلا اور کنور کے لوگوں کو اپنے

وہ روزے پر دیکھ کر ڈرا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو،  
 انہوں نے کہا کہ تم ہر گز اپنے دل میں جتنا نہ کرو، راج کنور نے  
 تم کو چوہر کھیلنے کو بلایا ہی، دھنپت جہاڑ چوہر سونے روپے  
 کی نردون ممیت اور کچھ جواہریش قیمت اپنے ساتھ  
 لیکر اُس کے پاس حاضر ہوا اور اُسکی خوبصورتی دیکھ کر بہت  
 خوش ہوا اور سلام کر کے اُس جواہرین سے کچھ اُسکو نذر  
 گزارا، اُس نے اُسکی نذر قبول کر کے چوہر پیچھوا کھیلنا شروع کیا،  
 برسی دیر تک کھیلا کیئے پر برابر برابر ہی رہے \*

جب وہ رخصت ہو کر جانے لگا تب کنور نے ایک اشرفی  
 اُس کو بطریق انعام دیکر کہا کہ تو ہر روز ہمارے یہاں آیا کر،  
 وہ ہمیشہ آتا اور چوہر کھیلا کرتا اور ایک اشرفی ہر روز اسی  
 صورت سے لیجاتا اسی طرح بہت سے دن گزرے،  
 اُن دنوں میں یہاں تک خلاص ہوا کہ کنور بھی اُس کے  
 گھر جانے لگا، چنانچہ وہ دو نو آتھ پہر ایک ساتھ ہی رہنے لگے  
 اور وہ ایک کھیل میں غرق ہوا کہ کھانے پینے کی سرت بھلا دی،  
 بلکہ خبر گیری ملک و شکر کی اور دیکھنا بھالنا ہتھی گھوڑے

ال خزانے کا ایک قلم دل سے اُتھا دیا جب یہ اظہار اپنے  
 لڑکے کے راجائے دیکھے تب اُس نے غمگین ہو کر دیوان سے  
 یہ بات کہی کہ یہ لڑکا ملک کو برباد دیگا، کوئی ایسا شخص  
 اس شہر میں ہی کہ اس میں اور اُس لڑکے میں جہاں دال  
 دے، دیوان نے تدبیر تو بہت سی کی کہ اُن دونوں کی  
 دوستی میں خال پرے پر کچھ پیش رفت نہ گئی \*

بعد دو تین برس کے ایک عورت مکارہ نے راجا کو آکر سلام  
 کیا اور کہا کہ اگر مہاراج کہیں تو میں اُن دونوں میں بات کہتی  
 دشمنی دال دوں، یہ سنکر وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا،  
 یہ کام مشکل ہی سچ کہو کہ کتنے عرصے میں کتنی محنت اور  
 کس قدر روپیہ خرچ کرنے سے ہو سکے گا، بولی مہاراج،  
 جو کوئی دوستی اور نیکی کیا چاہے تو وہ نہایت محنت و مشقت  
 سے حاصل ہوتی ہی لیکن دوستوں میں دشمنی اور بدی دالنی  
 بہت سہج ہی، پھر اُس نے کہا کہ تو یہ کام تو کسی دن میں  
 کر لگی، وہ بولی ایک نپل میں، یہ بات سنکر دل میں مستعجب  
 ہوا اور ایک بیر آدیکر بہا کیا، یہ یہاں سے وہاں گئی جہاں

وے دونوں بیٹھے تھے اور سامنے اُن کے گہری ہو کر بنیں  
 کے بیٹے کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا اور ہاتھ سے بلایا، وہ  
 نور کے منہ دیکھنے لگا، اُس نے کہا جاؤ دیکھو تو کیا کہتی ہی  
 وہ اُس کے پاس آیا کتنی نے اُس کے کان کے پاس اپنا منہ لگا  
 جھوٹھ موتھ کھسپھس کر رستا پکڑا، وہ سچا رہ کنور کے نزدیک  
 پھر آیتھا، اُس نے پوچھا کہو برہیا تمہارے کان میں کیا کہہ گئی،  
 بقال بچے نے قسم کھا کے کہا کچھ نہیں \*

اسی ردہ ل میں دو چار گہری کا عرصہ گزارا، کنور نے کہا  
 کیا برا وقت ہی جو کوئی کسی کے حق میں بھلائی کرے تو  
 گویا اپنے واسطے برائی، وہ عورت میرے روبرو مجھ سے  
 کچھ کہہ گئی اور تو مکرنا ہی بہہ کہہ کر اُس نے تیوری چڑھائی  
 اور اُس سے علیحدہ ہو کر اپنے لوگوں سے کہا کہ اُس  
 برہیا کو پکڑ لاؤ جو کچھ کہہ گئی ہی اُس سے معلوم ہوگا،  
 اتنے وہ کتنی پھر اُس کے پاس آیتھی نوکر چاکر جو اُس کے  
 دورے تو اُس سکا رہ کنور کو اُس کے پاس سے پکڑ لیگئے کنور نے  
 پوچھا برہیا، سچ کہہ تو کون ہی، اُس نے کہا میں اُس کے



باپ کی قدیم نوکر ہوں، اُس نے مجھے بھیجا تھا کہ تو دھنپت کو جا کے آتے سے پوچھ کہ کنور کو تو نے کھلایا کہ نہیں، اُس نے کتنی سے پوچھا وہ کیا چیز ہے، وہ بولی کہ میں نہیں جانتی وہ شیرینی یا کچھ اور کھانے کی چیز ہو گی \*

یہ سنکر اُسے تو رخصت کیا آپ من میں سوچنے لگا کہ اگر اُس کے باپ نے کچھ اچھی چیز میرے کھلانے کے واسطے کہی ہوتی تو دھنپت مجھ سے ہرگز نہ چھپاتا اور اتنی قسمیں نہ کھاتا، اب اس قرینے سے مجھے خوب معلوم ہوا کہ سوائے زہر کے اور کوئی چیز کھلانے کو نہ کہی ہو گی، یہ گمان اپنے دل میں لا کر غصے ہوا اپنے نفرون سے کہا کہ بقال بچے کو میدان میں لیجا کر جلد گردن مار دتا کہ ایسے برے کا پھر کبھی میں منہ نہ دیکھوں تب اُنھوں نے اُس غریب کو دھان لیجا کر ناحق ذبح کیا \*

جہاں پناہ، ایسی ایسی باتوں سے مجھے کمال خطرہ ہی کہ مبادا کوئی میرا بدخواہ کچھ جھوٹھ مٹھہ نہمت لگا دے تو میرا جی حال اُسی کا سا ہو دے، پیر مرشد، دانا وہ شخص ہی کہ دشمن کے کہنے سے اپنے دوست کی برائی نہ چاہے اور

بدخواہ کو لہجہ نے اور اُس کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرے ، شیر  
نے ہنس کر کہا \*

\* خدا نے لکھا جس کا جو سن و سال \*

\* دسے سناپ اُس میں نہ کھاوے بہر \*

\* نہ پانی کا خطرہ نہ آتش کا خوف \*

\* پھرے گونج تاج میں جون شیر نہر \*

امی دو تک ، تو اپنے دل میں ہرگز کسی چیز کا اندیشہ نہ کر ،  
اپنے کام سے ہر وقت ہوشیار خبردار رہ ، غرض جب دو تک  
اور کر تک نے پادشاہ کے یہاں خلعت سرفرازی اور  
جان کی امان پائی رخصت ہو کر خوشی سے بغلین بجاتے  
ہوئے اپنے گھر کو آئے ، اسی طرح ایک مدت تک دونوں  
بھائی وزارت اور خزانچی گری کرتے رہے اور پادشاہ کی  
مہربانی اُن پر روز بروز زیادہ ہوتی رہی ، سنجوگ رفتہ رفتہ  
اپنے درجے سے یہاں تک گرا کہ خد متکا رون میں رہنے لگا ،  
نہ پادشاہ اُس کو بلاوے نہ یہ حضور میں مجھے کو جائے  
پادوے ، اس لئے نہایت مغموم رہا کرے \*

ایک دن پند کر ن پادشا کے بھائی نے چاہا کہ میں شکار کو جاؤں ،  
 اتفاقاً اُس روز سنجو گ کہیں نزدیک کھڑا تھا ، یہہ بات  
 سنتے ہی روبرو پادشاہ کے عرض کی کہ اتنا شکار کل آیا تھا  
 کیا وہ سب خرچ ہو چکا ، پادشاہ نے فرمایا کہ اس کو دو تک اور  
 کر تک جانے ، اُس نے پھر التماس کیا کہ حضرت ، اُس کو  
 دریافت کیجئے کہ اُس میں سے کچھ باقی ہی کہ نہیں ، تب پادشاہ  
 مبرا کر کہنے لگا کہ کل پر کیا موقوف ہی ہم ہر روز شکار  
 لاتے ہیں جو ہمارے دن رات کے ناشتے اور کھائے سے  
 چلتا ہی ، دو تک کر تک لیجاتے ہیں ، کچھ آپ کھاتے ہیں  
 کچھ فقیر و ن کو کھلاتے ہیں \*

وہ بولا کہ خداوند ، یہہ بات خیر خواہی اور عقل سے بعید ہی  
 کہ بدون حکم آپ کے ایجاد میں اور پاشا ہی خزانے میں کچھ  
 پس انداز نہ کریں ، پیر مرشد ، نوکرا یہاں ہے کہ خاصیت  
 کو تھی کی رکے ، وہ ایک طرف ہی کچی سستی سے بناتے ہیں  
 اکثر اناج رکھنے کے لئے اُس میں ایک ہی بار بہت عاغلہ  
 اوپر سے بھر کے بند کر دیتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا موکھے کی راہ سے

موافق احتیاج کے نکال نکال خرچ کرتے ہیں اور نوکریاں  
 نہ چاہئے کہ جو کوئی اُسے اپنے گھر کا مختار کرے یا کچھ اسباب  
 بہ طور امانت کے سونپے ، وہ اُسے غنڈت سے برباد دیوے  
 یا کھوکھنڈا بیٹھے یا سب کا سب کھا جاوے \*

خداوند ، خزانے کو بادشاہ اپنی جان کے برابر سمجھتے ہیں کیونکہ  
 اگر خزانہ رہے تو شکر بھی جمع ہو سکتا ہی جو یہاں ہو تو  
 فوج نہ رہے اور فوج نہ ہو تو ملک ہاتھ سے نکل جاوے اور یہ  
 سخت عیب ہی کہ بادشاہ خزانے کی خبر نہ لے ، کس واسطے  
 کہ چار چیزیں خزانے کے حق میں زبوں ہیں ، ایک تو تھوڑی  
 آمد بہت خرچ ، دوسرے غافل رہنا ، تیسرے آپ سے جدا  
 رکھنا ، چوتھے لوٹ کا مال خزانے میں داخل کرنا ، یہ بات سنکر  
 پتہ کریں کہ بادشاہ سے کہا کہ دو تھک اور کر تک کو اپنے اپنے  
 گھر کا بالفعل یہاں تک مختار کیا ہی کہ تمام خزانہ اور شکر اُن کے  
 قابو میں ہی جو اسی طرح سے اُن کے ہاتھ میں رکھو گے  
 تو یقین ہی ایک دن دے سر اُٹھا دیں گے اور مخالف بنیں گے \*  
 اُس سے بہتر یہی کہ خزانہ اُن کے ہاتھ سے

نکال لیجئے اور سنجوگ کے حوالے کیجئے ، صرف کام وزارت  
 کا اُن دونوں کے ذمے رہے جیسا کہا ہی کہ تین شخصوں کو  
 خزانے کا مختار نہ کیجئے ، ایک تو اپنے کو ، دوسرے سپاہی کو  
 تیسرے جو وقت پر اپنے کام آیا ہو ، کیونکہ اگر اپنے کو سو نہینگے  
 تو اپنیت جان کر کھا جاوے گا اور کہیگا کہ میرا کیا کریں گے اور مجھ سے  
 کیا لینگے اگر اُس کو ستاویں تو تمام خلقت اپنے ہی تئیں برا  
 کہیں گی اور لوگ ہنسن گے کہ واہ اپنوں سے خوب سلوک کیا اگر  
 سپاہی کے حوالے ہو تو وہ اپنی تر واد کے زور سے سب  
 چست کر جاوے ، ایک کانی کو آری بھی گھس لگانے کو نہ دے اگر  
 مانگو تو لڑنے کو موجود ہو ، تیسرے وہ جو وقت پر کام آیا ہو جو  
 اُسے دیجئے تو وہ بھی ہضم کر بیٹھے اس بات پر کہ جس کا مال ہی  
 وہ میرا احسان مند ہی اگر اُس سے لیا چاہیں تو ہر ایک سے  
 کہے کہ میں نے اس سے قلانی جگہ بہ بہ سلوک کیا اور وہ مجھ سے  
 بہ بے مروتی کرتا ہی \*

امی پادشاہ ، سیوانے ان تین شخصوں کے خزانچی گری یا  
 اور کام ( کہ جس سے آقا کو فائدہ ہو ) کی کو سپرد کرے

اور اُس کو بھی خوب سادریافت کرے اور دیکھے کہ بادشاہی  
خزانے میں سے خرچ کرتا ہی یا نہیں اگر اپنے خرچ میں لاتا ہی  
تو اُس کو بھی کام نہ دیجئے اگر کام دیا ہی تو اُسے معزول کیجئے  
تا کہ اور نوکو عبرت ہو \*

بادشاہ نے کہا کہ بھائی، جو تم کہتے ہو سو سچ ہی، میں بھی  
جانتا ہوں دو تک و کر تک نے کچھ ہاتھ پاؤں پھیلائے ہیں اور  
کبھی کبھی عدول حکمی کرتے ہیں، پس نہ کرن بولا کہ بزرگون نے  
کہا ہی کہ وزیر عقلمند اور مدبر چاہئے کہ اسباب و اجناس  
ہر طرح کی مہیا رکھے تو وہ وزارت کے قابل ہی، یہ بات میں  
آپ کی خیر خواہی سے مصلحتاً کہتا ہوں اور دانا کو ایک اشارہ  
بس ہی، چنانچہ میں نے آگے بھی عرض کی تھی خزانہ سنجوگ  
کے حوالے کیا چاہئے، کس واسطے کہ وہ گیدار گوشت کے  
کھانے والے ہیں اور یہ بیل گھاس چرنے والا ہی \*

پادشاہ نے یہ بات قبول کی اور اُسے خلعت بخشی گری کا دیا  
اور خزانہ بھی حوالے کیا جب دو تک اور کر تک نے اُس  
مجلس کارنگ اور پادشاہ کی اعتراض کی گفتگو دو چار دن کے

پیچھے کسی طرح معلوم کی تب آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو، ہم نے اُس بیل کو پادشاہ سے ملا یا اور وہ ہمارے ہی اُکھاڑنے کے درپہی ہوا اگر اُسے ہم پادشاہ کے پاس یوں نہ لیجاتے تو اُس کی نظروں سے کیوں گرتے اور یہ آفت ہم پر کیوں آتی، ہمارا کیا ہمارے ہی آگے آیا اور اس بات کو اب کسی سے کہہ بھی نہیں سکتے، کیا کیجئے جی ہی میں مسوس مسوس کر رہئے \*

مثل مشہور ہی، چور کی مان کو تھی میں سر ڈال کر روئے، بہرہ روداد گندھرپ کیت اور نند و نائی اور سادکنوار کے قصے کی نائی ہی کہ اپنے کئے سے ذلیل و خوار ہوئے، ویسا ہی ہم بھی نادم و پریشان ہو گئے، کر تک فے کہا کہ وہ قصہ کیونکر ہی، دو تک بولایوں سنا ہی کہ کنچن پور نام ایک شہر ہی، اُس میں راجہ بیر بکرماجیت رہتا تھا، اُس کے نائب نے اپنے لوگوں کو ایک روز حکم کیا کہ نند و جہام کو مقتل میں لیجاؤ، گندھرپ سادکنوار اور جہام کے قصے سے واقف تھا، اس واسطے اُن کے پیچھے تماشا دیکھنے کو ہو لیا \*

جب وہ لوگ قتل گاہ میں پہنچے اُس حجام کی گردن مارنے لگے تب گندھرپ نے اُس کا ہاتھ پکڑا اپنے پیچھے کر لیا اور کہنے لگا کہ یہ حجام واجب القتل نہیں ہی، کیونکہ احوال اُس کا اور قصہ سادکنوار کا دونوں ایک سانہیں اور میں اُس سے خوب واقف ہوں نائب کے آدمیوں نے پوچھا کہ وہ کیوں کر اور تو کون ہی اور کیا جانتا ہی، گندھرپ نے کہا کہ میں بنارس کے راجا کا بیٹا ہوں جو سنگدھپ کا حاکم تھا ایک دریا میں اپنے باغ کی بارہ دریا میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک سوداگر بچہ کشتی سے اتر کر میرے پاس آیا، میں نے اُس سے پوچھا کہ کچھ حقیقت دریا کے سفر کی بیان کر، اُس نے کہا کہ میں نے جہاز پر ایک عجب تماشا دیکھا ہی اگر میں تجھ سے کہوں، خدا جانے تو باور کرے یا نہ کرے، میں نے کہا کہ تو کہہ، میں یقین کر دے گا سو داگر بچہ کہنے لگا کہ دریا میں پانی کے اوپر ایک صندل کا درخت ہی اور اُس درخت کے نیچے ایک جڑاؤ پانگ بچھا تھا اور اُس پر ایک عورت خوب صورت بیٹھی تھی کہ ایک بیک میرے



کان میں آواز آئی کہ اُس کا نام رتن منجری ہی، مجھ کو دیکھ کر جو ہنسی تو موتی سے دانتوں کی جھلک سے تمام دریا روشن ہو گیا اس سے زیادہ اُس کی تعریف کیا کیجئے، جس دن سے کہ میری آنکھ اُس سے لگی ہی، اُس دن سے ایک پل آنکھ نہیں لگتی اور وہی صورت میری آنکھوں میں آٹھ پہر پر ہی پھرتی ہی اور دل میں ایسی گہری ہی کہ میرے ہوش و حواس بالکل جاتے رہے ہیں اگرچہ فقیر ہو گیا ہوں پر اُسکی یاد میں خوش رہتا ہوں ماور کبھی اُس کو نہیں بھولتا بلکہ جسطرح دیکھا ہی وہی نظر آتی ہی، جب میں نے سو داگر چمے کی زبانی یہ احوال اور تعریف اُس کے دانتوں کی سنی تب ایک حالت سکتے کی سی ہو گئی، پھر بعد ایک پہر کے مجھ کو ہوش ہوا، اُسی گہری اُس کے دیکھنے کے اشتیاق میں جہاز پر سوار ہوا جس جگہ سو داگر چمے نے اُس کا پتا دیا تھا، میں اُدھر ہی گیا \*

بعد چند روز کے وہاں جا پہنچا اور جتنی خوبیاں میں نے اُسکی سنی تھیں اُس سے زیادہ دیکھیں اور یہ چاہا کہ اُس کو میں اپنے

گلے سے گلاؤں، دوہیں رتن منجری چار پائی سمیت پانی میں جاتی رہی میں بھی اُس کے پیچھے کود پر آ، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شہر نہایت آباد ہی، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہی، اُنھوں نے کہا کہ اس کو گنگ بین کہتے ہیں \*

بہہ سنکر میں کچھ آگے برہا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سو فے کا محل بر آؤ جگنگا راہی اور اُس کے اُد پر رتن منجری بناؤ کیئے ہوئے بیٹھی ہی، میں اُس کو دیکھتے ہی خدا کی درگاہ میں سجدہ کر کے خوش ہوا اور دل میں کہا کہ اللہ نے مجھے کو جیتے جی بہشت میں داخل کیا اور اُس نے جو مجھے دیکھا تو لونڈیوں کو بھیج کر بلوایا اور بہت سی تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ اسی شخص، تو کون ہی اور کہاں سے آیا، اس بات کو سنکر میں نے کہا کہ میں سنگم پ کے راجا کا بیٹا ہوں اور مجھے گند مرپ کہتے ہیں لیکن اب تیرا غلام ہوں \*

رتن منجری نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تیری لونڈی ہوں اور تو میرا میان ہی بہ شریکے تو ایک بات سے باز رہ اور اُس کے سوا جو تیرا جی چاہے سو کرے، میں نے کہا کیا کہتی ہو کہو، تمہارا کہنا

بہ ستر و چشم قبول کیا، جس چیز کو منع کر دگی سو نہ کرونگا،  
 و تن منجری نے کہا کہ یہہ تصویر جو اس محل میں کھینچی ہوئی ہی  
 کبھی تو اسے ہاتھ نہ لگانا، میں نے کہا کہ ہاتھ لگانے کا تو کیا ذکر  
 ہی بلکہ میں اُسکے پاس بھی نہ جاؤنگا، یہہ سنکر رتن منجری ٹھکو  
 دل و جان سے پیار کرنے لگی \*

چند روز اُس کے باعث سے میرے عیش عشرت میں  
 گزرے ایک دن میرے دل میں یہہ خیال گذرا کہ ذرا اس  
 تصویر کو دیکھئے کہ وہ کیسی ہی \*

غرض اُس کے پاس گیا تو ایک صورت عجیب و غریب دکھلائی  
 دی، بیقرار ہو کر اُسکی چھاتی پر ہاتھ ڈالا، جونہیں میرا ہاتھ اُسکی  
 چھاتی تک پہنچا، دونہیں اُسنے ایک لات ایسی ماری کہ میں  
 کوہ قاف میں جا پر آ تو کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہ بستی ہی نہ وہ مکان  
 نہ رتن منجری، غرض اس خرابی سے میں پھرتے پھرتے تھارے  
 شہر میں آنکلا ہوں جب آفتاب غروب ہوا تب میں ایک اہیر  
 کے گھر میں اُترا اور کچھ کھاپی کر شور، پہر شو، پہر رات گئی ہوگی جو  
 میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غیر شخص اہیرنی سے

مٹ غول ہی کہ اپنے مین اہیر شراب کے نشے مین سرشار  
 آٹھنچا، اُسنے پاؤن کی آہٹ سے معلوم کیا کہ اہیر آیا و نہین  
 دے پاؤن بھاگا، اہیر تار گیا کہ کوسئی اہیرنی کے پاس تھا،  
 جاتے ہی اُس کے جھونٹے پکڑ کر خوب ہی لٹیا یا اور سایہ بان  
 کے کھنبے سے کس کے بازو اور آپ سور، گھڑی  
 ایک کے بعد کیست چرنا نین کتنی آکر اہیرنی سے کہنے لگی کہ  
 تیرا یار مودھو حواسی کی دکان کے چھو آئے کھڑا رہتا ہی  
 اور کہتا ہی کہ اگر وہ آج میرے پاس نہ آو گی تو اپنے پیت مین  
 چھری مارو نگا، گوالن بولی تو دیکھتی نہین مین کس حالت مین  
 گر افتار ہون، بھلا اُس کے پاس کیونکر جاؤن آج میرے  
 خاوند نے مجھے مار کر اس ستون سے بازو ہا ہی جو کھلی ہوتی  
 تو سر کے زور جاتی \*

ناین نے کہا مین تجھے کھول دوں، وہ بولی جو اس عرصے مین میرا شوہر  
 جاگے اور کھنبہ خالی دیکھے تو خدا جانے اس سے زیادہ تجھے کیا  
 اذیت دے، اُسنے کہا خیر جو آج تو اُس کے پاس نہ جاو گی  
 تو کل اُسے جیتا نہ پاو گی، اہیرنی بولی جو تیری رضامندی اسی

میں ہی تو میں نے قبول کیا لیکن تو میرے بدل بندھی رہ اور  
 جب لگ کر میں وہاں سے نہ پھر آؤں تب لگ بھر گز نہ بولنا، ناین  
 نے اُسے کھول دیا، اُسکی جگہ اپنے تئیں بندھوا لیا، وہ اپنے  
 یار کئے گئی جب دو چار گھنٹی رات باقی رہی تب اہیر چوڑکا  
 تو اُٹھ کر اُس کو کھنبھے سے کھول ساتھ ملا کر کہا کہ میں نے تیری  
 تقصیر معاف کی اور تو بھی قسم کھا کہ پھر ایسا برا کام نہ کر دنگی،  
 کئی بار اُس نے یہی بات کہی یہہ سنکر دم کھا رہی دل میں  
 سمجھی کہ اگر بو اونگی تو یہہ پہچان جائیگا، میں شہر میں بہ نام  
 ہو جاؤنگی، اسی در سے اپنی آواز اُسے نہ سنائی گوالے  
 نے جب دیکھا کہ یہہ سو گند نہیں کھاتی تب حانا کہ اُس کے دل میں  
 حرم زدگی بھری ہوئی ہی، یہہ اُس کام سے باز نہ رہیگی، خفا  
 ہو کر پھر اُسے کھنبھے سے کس کے باندھا اور ناک اُس کی  
 کاٹ لی، آپ چار پائی پر سورا \*

گھنٹی دو ایک میں اہیرنی اپنے یار کے پاس سے آئی اور  
 آہستہ آہستہ ناین سے پوچھنے لگی، کہو بی بی، میرے پیچھے  
 تم پر کچھ حادثہ تو نہیں پہنچا، وہ بولی کیا پوچھتی ہی، تیری خاطر

میری ناک کت گئی، اُسی وقت اُسے تو گھول دیا اور  
 اپنے تئیں بندھوا لیا، یہ تو نکستی ہو کر دل میں چٹاتی ماولے کھاتی اپنے  
 گھر چلی گئی، اُس کے پیچھے اہیر کی آنکھ کھلی اور پو بھی پھٹنے  
 لگی تب یہ کہنے لگا کہ اسی نابکار، تو نے اپنی بدکاری سے تو بہ  
 نہ کی اور ناک کتوائی، وہ بولی اگرچہ تو نے مجھ بے تقصیر  
 پر زور و ظلم کیا لیکن تو دیکھ جو میں بھلے آدمی کی جنی اور  
 نیک بخت ہوں تو رام جی کی دیا سے نکستی نہ رہو گی، میری  
 ناک جیسی کی تیرسی ہو جاگی \*

اُس کی بات سنتے ہی وہ اُتھا، ناک جون کی تون دیکھ  
 کر حیرت میں رہا، جی میں کہنے لگا کہ یہ عورت نیک زنون سے  
 ہی جو اسکی ناک کتی ہوئی پھر درست ہو گئی، یہ سمجھ کر پتہ کا  
 گلے ڈال اُس کے پاؤں پر گر منتیں کرے لگا اور اپنی تقصیر  
 معاف کروانے اور بولا کہ میں نے ناحق تجھے دکھ دیا، یہ میری  
 خطا معاف کر پھر کبھی تیری اذیت کا روادار نہ ہو لگا \*  
 یہ کہہ کر گندھرپ نے کہا اسی یار، میں اُس  
 اہیرنی کے کمر سے توحہ ان تھا ہی پھر دل میں یہ خیال کیا کہ

کہ اس نائن کا اب تماشا دیکھئے کہ وہ اپنے خاوند سے کیا بہانہ کریگی،  
 غرض میں منہ اندھیرے اُس کے گھر کی دیوار کے کونے  
 لگ کر کھڑا ہو رہا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حجام باہر سے اپنے گھر میں  
 آیا، آنگن میں کھڑا ہو کے اپنی عورت سے آئینہ مانگنے لگا، اُس  
 نے پست کی اوت سے نہر نی ہاتھ برہا کر اُس کو پکڑا دی،  
 اُس نے کہا میں آئینہ مانگتا ہوں، یہ لے اُسے لادے، پھر اُسترہ  
 لادیا، اُس نے وہ اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور خذا ہو کر کہا کہ کچھ تو  
 دیوانی ہوئی ہی یا تو نے معجون کھائی ہی، میں آئینہ مانگتا ہوں  
 تو کچھ کا کچھ لے آتی ہی، یہ کہیے پکار پکار کر کہنے لگا کہ میں ابھی  
 اُس اُسترے سے تیری ناک کا تالتا ہوں، یہ بات  
 اُس کے سب محلے والوں نے سنی، اُس نے وہ اُسترہ باہر سے  
 گھر میں پھینک دیا وہ نہیں وہ رو کر کہنے لگی کہ ہی، اُس  
 اُسترے سے میری ناک کت گئی اِس آواز پر تمام محلے کے  
 رہنے والے دوڑے اور آکر جو دیکھنے لگے تو سچ سچ اُسکی ناک  
 کٹی دیکھلائی دی اور وہ حجام بھی اِس حالت کو دیکھ کر ششدر رہا  
 عذر خواہی کر کے کہنے لگا کہ بی بی، یہ مجھ سے برسی تقصیر ہوئی ہی

اسے معاف کر \*

اس بات کو سنکر نائب کے نوکر دن نے کہا کہ امی گندھرب تیرا  
 اور اُس نامی کا قصہ ہم نے سنا، اب سادکنوار کی کہانی کا بیان کر،  
 اُس نے کہا کہ سادکنوار برہی بچہ تھا اور کر و ر و پسی کا مال لیکر  
 اپنے گھر سے تجارت کرنے کو نکلا اور چودہ برس تک سوداگری ہی  
 کرتا رہا اور کئی کر و ر و پسی جمع کر اپنے گھر کو چلا، اتفاقاً رادھین  
 ایک شہر ملا کہ اُسے کام رو کہتے ہیں، یہ وہاں گیا اور سنا کہ  
 ایک عورت پنہ کی نام اس شہر میں ایسی حسین رہتی ہی کہ  
 جسکی خوبصورتی کی تعریف بیان سے باہر اور کمر اُسکی ایسی  
 پتلی کہ ویسی کسی عورت کی نہ ہوگی، ایک رات کی چوکی کے  
 ہزار روپسی لیتی، یہ سنکر نہایت بے قرار ہو دل میں کہنے لگا  
 کہ اگر اس عورت کو میں نہ دیکھوں گا تو قیامت تک افسوس رہیگا،  
 ہزار روپسی اپنے ساتھ لے اُسکے یہاں گیا، تمام رات عیش  
 و عشرت میں مشغول رہا، یہ ارادہ کیا کہ کئی شب اس کے  
 پاس اور بھی رہے، جب رات نے اپنا دامن صیبتا اور سورج  
 نے صبح کے گریبان سے منہ نکالا تب سادکنوار اپنے گھر آیا \*



اُسی طرح سے کئی رات آیا جایا کیا، اُس  
 رندی کے گھر میں کاٹھ کا ایک جڑاؤ پتلا طلسم کا بنا ہوا، نام اُس کا  
 عجیب، پستانی پر اُسکی ایک لعل بے بہا جڑا ہوا تھا کہ جس کی  
 روشنی کے باعث چراغ کی حاجت نہ تھی، اُس کو دیکھ کر سادکنوار  
 کا دل لچایا اور اپنی خاطر میں یہ بات لایا کہ اِس عورت نے  
 میرے بہت سے روپیے لیے ہیں، اُنکے عوض یہ جواہریش  
 قیمت لیجئے اور یہاں سے چپکے چل دیجئے \*

اُس رندی نے جو اُسکے بھرے سے دریافت کیا کہ یہ اُس  
 جواہر کو مفت اُرایا چاہتا ہی، یہ سمجھ کر اُسکے پاس سے  
 سرک گئی اور ایک پردے کی آرمین جاتی تھی، اُس نے جو اتنی  
 فرصت پائی تو چار پائی سے اُٹھ کر ہاتھ دوڑایا کہ اُس کو ہر شب  
 چراغ کو گھیر لے، جو نہیں اِس کا ہاتھ اُس تک پہنچاؤ نہ نہیں  
 اُس پتلے نے اُس کا پنجم پکڑ لیا، اُس نے بہتیرا چاہا کہ کسی  
 تدبیر سے اپنا پنجم چھڑا کر بھاگے لیکن اُس نے اور بھی ایسا  
 گھمکھم پکڑا کہ بہت قابو ہو گیا، نہ ان جب چھڑا نہ سکا تو گھبرا کر  
 چلا نے لکاتب اُسکی لونڈیوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنی بی بی سے

( جو پردے لو لگی اسی واسطے بیٹھی تھی ) جا کہا ، ' لو نہ بی بی ،  
تمھاری مراد ہر آئی \*

یہہ خوش خبری سنیتے ہی وہ وہاں سے دوڑی آئی ، آکر دیکھا کہ  
دام میں سونے کی چڑیا پھنسی ہی ہنس کر کہنے لگی کہ امی  
سادکنوار ، میں جانتی تھی کہ تو کسی برے آدمی کا لڑکا ہی اور یہہ  
نہ سمجھتی تھی کہ تو ایسا اچکا دغا باز ہی دیکھہ ابھی کو تو ال کو خبر  
کرتی ہوں ، وہ تجھے لیجا کر کل سولی دیگا ، ایسے چور کی یہی سزا ہی ،  
یہہ سنگہ بہت ڈرا اور اپنی کوتاہ اندیشی پر ہزار لعنت و  
لامت کی ، پھر منت والے بتائے کہ نہ لگا کہ امی پسند کی ، کسی طرح  
تو مجھے کو تو ال کی سولی سے پچالے \*

وہ بولی کہ ایک صورت سے تیری جان بخشی ہو سکتی ہی  
اگر تو تمام مال و اسباب اپنا تجھ کو منگا دے اور پھر کبھی اُسکا  
دعوا تجھ سے نہ کرے اور نہیں تو اپنی جان سے ہاتھ دھو ، اُس نے  
دیکھا کہ سوائے اسکے میرا چھتکارا نہیں تب اُس نے اپنے  
لوگوں کو بلوا کر کہا کہ میرا سب مال و متاع اس کے حوالے کرو ، نہیں تو  
میں اس کے ہاتھ سے مارا جاتا ہوں ، اُن نے تمام نقد و جنس

جو ہلچھ تھا اُس عورت کو لادیا تب اُس نے اُسکا ہاتھ چھڑا دیا تو وہ غریب راتوں رات بھاگ کر کسی طرف چلا گیا اور مین رفتہ رفتہ تمھارے ملک میں آگلا، یہ سب احوال راجا کے نوکروں نے سن کر حجام کو چھوڑ دیا، یہ قصہ دو تک نے کرتک سے کہہ کر کہا کہ جیسے گندھرپ اور سادکنوار اور حجام نے غور تو نیکی ہاتھ سے ذلت کھینچی، ویسے ہی ہم نے بھی اُس بیل سے \*

اب کچھ ایسی تدبیر کیا جائے کہ جس دھپ سے شیر اور بیل مین دوستی کروائی تھی ویسی اُن دونوں مین دشمنی دلوادُن، کرتک نے کہا یہ امر نہایت مشکل ہی کیا تو نے نہیں سنا، کہ سیتا باوجود کہ رام کی جوڑو تھی اُس سے کچھ نہ ہو سکا، دو تک نے پوچھا کیونکر \* اُس نے کہا اگرچہ وہ قصہ طویل طویل ہی لیکن مختصر کر کے کہتا ہوں، سیتا رام اور اُسکا بھائی، لکھمن اُن تینوں نے بارہ برس تک ایک جنگل مین گزراں کی جب لنگامین رادون نے یہ بات سنی تو اُس جنگل سے سیتا کو اُترا لیگیا رام پھر برسی محنتوں سے اُسکو واپس لایا \*

جتنی اُس کی عزت آگے تھی اتنی ہی رہی، کچھ اُس کی آبرو

میں بتانہ آیا اور اپنے دل کو اُس کی محبت سے ہرگز نہ پھرا ،  
 اُس کی بہنیں ( جو سیتا کو دیکھ نہ سکتی تھیں ) اُس میں  
 صلاح کی ، کچھ ایسی فکر کیا چاہئے کہ اُس کی محبت بھائی کے  
 دل میں نہ رہے \*

ایک اُن میں سے اُٹھ کر دوسری سے کہنے لگی کہ دیکھ ابھی  
 میں تجھے اُس کا تماشا دکھلاتی ہوں ، یہ کہہ کر بھائی کے گھر  
 گئی ، وہ اُس وقت چوہہ کھلتا تھا ، یہہ جاتے ہی بھاوج  
 سے تھرتھا کر نے لگی اور ہنستے ہنستے اُس سے پوچھا کہ  
 تجھے کچھ یاد ہی رادن کی شکل کیسی تھی ، سیتا بھاری  
 اُس کے مکر چکر سے واقف نہ تھی سداوت سے بولی ،  
 رادن کے دس برس آنکھیں اور سو آنکلیاں تھیں ، پھر  
 وہ کہنے لگی کہ اُس کی تصویر ذرا تو کھنچ تو میں دیکھوں وہ کیسا تھا  
 اُس بد ذات کے کہنے سے یہہ نیک بخت بے  
 خوف و خطرے سفید مٹی سے زمین میں اُس کی صورت کا  
 نقشہ کھینچنے لگی ۔ اُس میں وہ مکارہ بولی کہ جب تک تو کھینچے ہیں  
 اپنے لڑکے کو دودھ پلاؤں ، یہاں سے دوسری ہوئی جہاں

رام چوپر کھیلتا تھا چلی گئی، جاتے ہی کہا، ذرا اپنی جورو کا  
 ہاشا چل کر دیکھو، یہ کہہ کر بھائی کا ہاتھ پکڑ لائی جہاں سیٹا وہ  
 نقشہ کھینچ رہی تھی، کہا دیکھو جو اس نے اُسے نہیں دیکھا  
 اور اُس سے نہیں ملی تو اُس کی تصویر کھینچ کر کیون دیکھتی ہی،  
 یہ دیکھہ سنکر رام کو بہت غیرت آئی، خفا ہو کر کہنے لگا کہ  
 سیٹا، تجھے جان سے کیا ماروں، تو عورت ہی اور رندی کا  
 مار نامرد ہو کر خوب نہیں لیکن بہتر یہ ہی کہ میرے گھر سے  
 نکل جا \* کر تک نے یہ داستان سنا کر کہا کہ عورت  
 کی محبت میں رام نے دریا پر پل باندھ کر لڑکا کو جلایا اور  
 سونے کے کوت کو توڑا اور اُسے خاک سیاہ کیا اور  
 راؤن کو مارا لیکن اپنے گھر سے ایسی پار ساعورت کو ایک  
 دم میں رندی کے بہکانے سے نکال دیا، دو تک نے کہا بھائی،  
 وہ کون سی بات ہی جو مکر و حیاء سے نہیں ہو سکتی، سیٹا  
 نیک بخت تھی اپنے خاوند کی آبرو کے واسطے کچھ نہ بولی  
 اگر بدکار ہوتی تو جیسا کہ ایک ماں نے اپنے خصم کے ساتھ  
 یہ سلوک کیا کہ اُس کے دو بر ویک یار کو نکال دیا اور

دو سرے کو نہلا دھلا کھلا پلا اُس کے ساتھ کر کے تھوڑی دور تک بستی سے باہر پہنچوا دیا، ویسا ہی وہ بھی کرتی، کر تک نے کہا کہ وہ نقل کیونکر ہی \*

دو تک بولا، دوار کانگری میں ایک مالی کی رندی بدکار کو تو ال اور اُس کے بیتے سے رہتی تھی، ایک دن شب کو ایسا اتفاق ہوا کہ اُس کے لڑکے سے برے کام میں مشغول تھی کہ اتنے میں کو تو ال دروازے پر آیا اور کو آرون کو کھٹکے تباہ اُس نے لڑکے کو جلدی سے کوٹھی میں پھپھیا اور اُس کو دروازے پر سے اپنے پاس بلایا اور فی الفور ہم بستر ہوئے لگی،

قضا کار و دہین اُس کا خاوند بھی دروازے پر آن پہنچا تب رندی نے کو تو ال کو سکھایا کہ میں تو بت کھولنے جانی ہوں پر تم لٹھ کا نہ ہے بردہمے بر آتے غصہ کرتے باہر چلے جانا، میں پیچھے بات بنا لوں گی، اُس نے ویسا ہی کیا تب مالی نے گھر

میں آکر اُس سے پوچھا کہ آج ہمارے گھر میں رات کو کو تو ال کیوں آیا تھا اور خفگی کس پر کرتا چلا گیا، مالن بولی کہ اُس کا بیٹا اُس سے آزر رہا ہو کر میرے یہاں پھپھیا ہی اور وہ اُس کو

دھونڈتا ہوا آیا تھا، اُس نے جو اپنا بیٹا یہاں پایا تو کچھ بکتا ہوا چلا گیا، یہ کہہ کر اُس نو جوان کو کوٹھی سے نکالا اور نہلا دھلا کھلا پالا اپنے خصم کو اُس کے ساتھ کر کے تھوڑی دور اُسے پہنچوا دیا اور رخصت کے وقت کہہ دیا کہ یہ گھرا پناہی سمجھو جب تمہارا جی چاہے تب آیا کیجیو، اس لئے میں کہتا ہوں کہ کام پرتے پر جکی عقل بحال رہی وہی عاقل ہی \*

پھر کر تک نے کہا بھائی، اُن دنوں میں برسی دوستی ہی، تم کیونکر چھڑاؤ گے، دو تک بولا کہ یار، جو کام مذہب سے ہوتا ہے سوز و رے نہیں ہوتا جیسا کہ کوئے نے سانپ کو جان سے کھوایا، سب جو گ کیا مال ہی کہ میں اُس کو اُس کے رتبے سے گرانہ اُس کو لگا، پھر کر تک نے پوچھا کہ وہ قصہ کیونکر ہی، دو تک بولا کہ کسی درخت پر ایک جو را کوون کامد تون سے رہتا تھا اور اُسی درخت کی جڑ کے کھنڈے میں بر آسا کالا سانپ بھی رہا کرتا، کوئے کی مادہ نے اپنے گھونسلے میں اندے دیئے اور کو اسینے لگا، بعد بیس بائیس روز کے بچے نکلے جب مہینے ایک کے بچے ہوئے تب وہ سانپ اپنی جگہ سے نکلا

اور آتے آتے اُس درخت پر چڑھا، گوا تو اُس وقت وہاں نہ تھا اُس کے بچہ کو کھوندے میں سے کھالیا، ہر چند اُسکی مادہ ایک دوسری تہنی پر بیٹھی ہوئی بہتیرا کان کان کیا کی اور بہت وا دینا کر رہی پر کوئی اُسکی داد کو نہ پہنچا اور کچھ فائدہ اُسکی فریاد سے نہ ہوا جب کو ابھر سے پھر آیا تو مادہ نے اُس سے بچوں کی مصیبت اور اپنے کلپنے کا حوالہ کہا، یہہ اُس سانپ کا ظلم سنکر دو تین دن بچوں کے سوگ میں رہا اور بہت سا رویا دھویا کیا اور دانایانی چھوڑا تب اُس گردنواح کے جتنے کوئے تھے اُس حادثے کی خبر سنکر سب آئے اور اُسے جو اپنے جگر گوشوں کے ماتم میں ماتمی لباس پہن کر بیٹھ رہا تھا، تسلی دی اور اُس کا ہاتھ منہ دھلا کھانا پینا کھلا ہمارخصت ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے تب مادہ نے سر سے کہا، اب یہاں رہنا خوب نہیں صلاح یہی ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دیجئے، کہیں دوسری جگہ آرام کی اچھی سی دیکھ کر جا رہئے، کیونکہ حکما کہتے ہیں، تین چیزوں سے انسان جلد مرتا ہے، ایک تو یہ کہ جسکی عورت بیگانے مرد پر فریختہ ہو، دوسرے یہ کہ رہنا اس گھر میں



جہاں سانپ رہتا ہو، تیسرے یہ کہ دوستی کرنی احمق سے \*  
 کوئے نے کہا اسی ناقص عقل، تو! تنی بیقرار نہ ہو تک  
 صبر کر دیکھہ تو میں تیرے بچوں کا بہ لاکھ نکر لیتا ہوں، وہ بولی، تجھے  
 میرے ساتھ! تنی جھوٹھی باتیں کرنی نہ جاہلین تیری عقل کی  
 کیا رسانی جو اُس سے کچھ کام ہو سکے اور نادان میں ہزار  
 طرح کی قوت ہو پر اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا کوئے نے  
 اُس سے کہا، تو نے نہیں سنا جو خرگوش نے اپنی  
 عقل کے زور سے شیر کو مارا، وہ بولی یہ بھی تو جھوٹہ  
 کہتا ہی بھلا خرگوش شیر کو کیونکر مار سکتا ہی، کوئے نے  
 کہا منہ کارن ایک جنگل ہی وہاں اکثر اقسام طرح کے جانور  
 رہتے تھے، اتفاقاً در دانت نام ایک شیر کسی پہاڑ سے  
 نکل کر اُس جنگل میں آ رہا، ہر روز بارہ جانور وہاں سے مارتا،  
 ایک اُن میں سے کھانا اور سب چھوڑ کر چلا جاتا جب دو تین  
 مہینے اسی طرح گزرے تو بہت سے جانور مارے گئے  
 جب یہ صورت وہاں کے جانوروں نے دیکھی تو سب جمع  
 ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ اگر اسی طرح یہ شیر ہمیں مارا

کر لگا تو کئی مہینے کے عرصے میں کوئی باقی نہ رہیگا، سب کو  
تھکانے لگا و لگا \*

آخر سب نے ملکر یہ صلاح کی کہ شیر کے پاس کسی شخص  
وانا کو بھیجا جائے کہ وہ جا کر یہ بات کہے کہ تمہارا پیت ایک جانور  
کے گوشت سے بھرنا ہی، پس اتنے جانور دن کا روز تم  
خون ناحق کبوتے کرتے ہو، ایک جانور ہر روز تمہارے  
کھانے کے لئے پہنچا دیا کریں گے، یہ بات تمہارے واسطے  
بہت اچھی اور ہمارے بھی \*

جب آپس میں اُن کے یہ صلاح تھری کہ ایک گیدڑ کو یہاں  
سے یہ پیغام دیکر اُس کے پاس بھیجئے، اس میں ایک  
خرگوش مجلس سے بول اُٹھا کہ یارو، یہ بات گیدڑ سے  
ہرگز درست نہ ہوگی، بلکہ یہ وہاں جا کر ہمارے برخلاف کہیگا،  
لیونکہ جب سے یہ شیر اس جنگل میں آیا ہی تب سے ہمارے  
گھروں میں ماتم اور گیدڑوں کے شادی ہوئی ہی، وہ  
جھنجھلا کر بولا کہ اگر میری دکالت تجھ کو منظور نہیں اور  
فتہ انکیز جاتا ہی تو تو ہی جا اور اُس معاملے کو بنا لا تب خرگوش

نے اُس مہم کے واسطے کمر ہمت کی باندھی اور شیر کے نزدیک جا کر آداب بجالایا، اُس نے دیکھ کر پوچھا تو کہاں سے آیا، اُس نے اتھ جوڑ کے عرض کی کہ خداوند، اِس جنگل کے تمام رہنے والوں نے تجھے بطور ایلیچی کے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ عرض کی ہے کہ خود بدولت کو بہت جانور و نگو مارے اور اذیت دینے لگا، کیا حاصل، ہم سرکار میں بہہ اقرار نامہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمیشہ ایک جانور آپ کی خوراک کے واسطے بلاناغہ پھینچا کرے گا، اِس میں ہرگز کبھی خلاف نہ ہوگا، شیر نے قبول کیا، خرگوش وہاں سے رخصت ہو اپنے جنگل کو پھر آیا جو گفتگو اُسکے اور اُسکے درمیان ہوئی تھی سو جانور و نگو سب سنا دی، ہر روز ہر ایک گلے سے جانور شیر کے یہاں پھینچا کر تاجب نوبت خرگوش کی پہنچی اُس نے اندیشہ کیا کہ اب کچھ ایسی تدبیر کروں کہ جس سے شیر کا لقمہ نہ ہوں، بہہ خیال دل میں لا کر اپنے بچوں سے رخصت ہو رہا ہوا شیر کی طرف چلا، تھوڑی دور جا کر راہ میں بیٹھا اور اپنے دل میں بہہ فکر کرنے لگا کہ لوگ تجھے دانا اور عقلمند کہتے ہیں اگر میری عقل

اسوقت کچھ کام نہ آوے تو جائے تہجیب اور محل افسوس کا ہی وہاں سے اُتھ کر یہ خیال کرتا ہوا ہولے ہولے نزدیک شیر کے گیا، وہ بھوکھ کی جھانجھ میں بیٹھا تھا، اُسے دیکھتے ہی غرانے لگا کہ تو نے آج اپنی دیر کیوں نگائی، میرے ناشتے کا وقت تل گیا اور بھوکھ نے مجھے بیتاب کیا،

خرگوش درتے درتے کہنے لگا کہ اگر امان پاؤں تو کچھ عرض کروں، باگھ بولا جو کہنا ہو سو جلد کہلے خرگوش کہنے لگا کہ میں چلا آتا تھا راہ میں ایک شیر ملا، اُس نے میرا پیچھا کیا میں بھاگا اور پکار کے کہا کہ تو نہیں جانتا ہی کہ پادشاہ یہاں کا درانت ہی میں اُسکی خوراک ہوں تو کون ہی کہ مجھے کھایا چاہتا ہی، بادشاہ سے نہیں درتا اور اُس کا خوف نہیں کرتا وہ بولا کہ درانت گیا چیز ہی، اور اُسکو اپنی طاقت کہان کہ تجھ سے لڑے اور اب اس جنگل میں رہ سکے، تجھے میں نے اس واسطے چھوڑ دیا، تو جا کر اُسے خبر کرے، غریب پرور، میں نے آپکو اطلاع کر دی، آگے مختار ہیں \*

شیر اپنی بات سننے ہی غصے سے جل گیا، کہنے لگا کہ تو مجھے

اُس کا تھیکا بنا دے، یہ آگے آگے شیر پیچھے پیچھے جاتے جاتے ایک ایسے جنگل میں لیگیا کہ جس میں ایک برآ کو اتھا، اُس کوئے کے لب پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا دشمن اسی میں ہی، جیون شیر نے کوئے کو جھانکا تیون اپنا عکس پانی میں دیکھا، جانا کہ وہ یہی ہی، غضبناک ہو کر بھڑکے لگا اور ویسی آواز کوئے سے بھی نکلنے لگی، شیر خفگی سے بولا کہ اُس کوئے میں کوہ پر آ اور پانی میں دوب کر مر گیا، پھر کوئے نے کہا اسی مادہ، جس طرح اُس نر گوش نے اپنے عقل کے زور سے شیر کو مار کھپایا، اُسی طرح میں بھی اُس سانپ کو مار دوں گا، مادہ نے کہا اگر تجھ کو کچھ عقلمندی تو دیری نہ کر، کوہ ابو لاداشمند و ن نے یون کہا ہی کہ جلد ہی میں کوئی کام اچھا نہیں ہوتا ہی \*

\* جلد ہی نہ کر کہ کام ہی موقوف وقت پر \*

\* سارا انا تر کے ہی وقت آئے ہی اگر \*

انشاء اللہ تعالیٰ آج تو میں اپنے دل سے مصاحت کرتا ہوں، کل اپنا کام کر دوں گا، مادہ نے کہا اسی کوئے، جس کو جو کام

کرنا ضرور ہوا اور اُس سے وہ ہو سکتا ہو اور وہ کہے کہ آج  
 نہیں کل کرونگا اُس سادہ سرا کوئی دنیا میں نادان نہیں،  
 اس واسطے یہہ مثل لائے ہمیں \* شبِ حالمہ فردا چہ زاید \*

کو اب یہ بات سنکر چیت گیا، وہ بولی مناسب یوں ہی کہ  
 ابھی تو یہاں سے جا اور سانپ کے مارنے کی تدبیر کر کیونکہ  
 وہ ہمارا جانی دشمن ہی \*

کو اجو آرتا تو وہاں کے بادشاہ کے رنگ محل پر جا بیٹھا اتفاقاً  
 اُس وقت بادشاہ کی بیٹی غسل کرتی تھی اور اپنا نولکھا ہار  
 موتیوں کا گلے سے اتار کر کھونٹی پر لٹکا دیا تھا، کو اُس ہار کو اپنی  
 چونچ میں لیکر کوٹھے کی منڈیر پر جا بیٹھا، لونڈیوں نے غل مچا کر کہا  
 کہ شہزادی کا ہار کوا اٹھا لیگا اور کوٹھے پر جا بیٹھا، اس  
 بات کے سنتے ہی بادشاہ — لوگوں کو دوڑایا کہ خبردار  
 ہار جانے نہ پاوے \*

جب کوئے نے دیکھا کہ ایک خلقت میرے گرد جمع ہوئی  
 تب وہ وہاں سے آستے آستے اُرتا ہوا اپنے گھونسلے کی  
 طرف چلا، جتنے آدمی جمع ہوئے تھے سو سب اُسکے پیچھے پیچھے

ہاں ہاں کرتے دو آئے، وہ اُس درخت پر جا بیٹھا جس میں وہ سانپ تھا اور وہ لوگ بھی اُس کے نیچے جا کھڑے ہوئے، آدمیوں کے شور و غل سے سانپ درخت پر چڑھ گیا اور کوئے کے گھونسلے میں جا چھپا تب کوئے نے غنیمت جانکر وہ مار سانپ کے گلے میں ڈالا اور آپ دوسرے درخت پر جا بیٹھا \*  
 دو چار آدمی وہ مار اُتارنے کو اُن میں سے اُس درخت پر چڑھ گئے، وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ مار سانپ کے گلے میں پر آہی اور وہ اُنکو دیکھہ اپنا سر اُٹھا کر چاروں طرف پھینکاری مارنے لگا، وہ لوگ اُس کے در سے ہارنے لے سکے اور نیچے اُتر آئے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ مار سانپ کے گلے میں پر آہی، وہ غصے سے پھینکاری مار رہا ہے ہمارا ہوا وہ نہیں پرتا جو اُس کے گلے سے اُتاریں تب اُنھوں نے برہی کو بلوایا اور وہ پیر جہ سے کتوا یا، سانپ کو مار مار پادشاہ کے پاس لے آئے \*  
 پھر دو تک لے کہا بھائی، کوئے نے سانپ مارا اور خرگوش نے شیر، یہ بیل کیا چیز ہے جو میں اپنی عقل سے اُسکو نہ مار سکا، کر تک نے کہا ای دو تک، اگر مجھ کو

مارنے کی طاقت ہی تو جا اُس کام میں غفلت نہ کر، دو تک نے جب کر تک کی زبان پائی تو تنہا سنجوگ کو بنا کر جھوٹھ موٹھ کہنے لگا کہ تجھے بادشاہ نے کہا ہی کہ تو سنجوگ کو جا کر کہہ دے کہ سرکار پادشاہی میں فوج کم ہی اور خزانہ بہت، تو شکم رکھنے کی ایسی فکر کر کہ کسی کو خبر نہ ہو اور سپاہ رکھی جاوے، سنجوگ نے اُسکی بات پر اعتماد کر کے دروازہ خزانے کا کھولا اور سپاہ رکھنے لگا، جب دو تک نے دیکھا کہ سنجوگ نے فوج رکھنے کے پیچھے سارا خزانہ بادشاہی صرف کیا تب شیر کے پاس جا کر آداب بجالایا اور اپنے پائے پر کھم آہو کر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ، ان دنوں کچھ عجایب تماشائے نظر آتا ہی پر جناب عالی کے روبرو عرض نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ بزرگوں نے کہا ہی جو کوئی بن بنائے کسی کے گھر جاوے یا بن پوچھے بات کہے تو اُسکے برابر کوئی احمق نہیں، لیکن میں دانتا ہوں کہ میرا وہ حال نہ ہو جو استاد سے شاگرد کا ہوا \*

شیر نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہی، دو تک کہنے لگا کہ میں نے یوں سنا ہی کہ لکھنوتی ایک بستی ہی، وہاں کئی معلم سے ایک



لڑکا پڑھتا تھا اور میاں جی اُسکا اہمیت جی اہمیت اُتر جاتی اُسے  
 نیند آتی اور اُنکھنے لگتا، اگر اُس حالت میں کوئی اُسے کچھ کہتا  
 یا شاگرد کوئی لفظ سبق کا پوچھتا تو خفا ہو کر شاگرد کو خوب مارتا اور  
 کہتا کہ ایسا یوقوف، اول مکتب میں ادب کیا چاہئے کہ  
 جس کے باعث سے بہت کام نکلتے ہیں \*

غرض ہر روز شاگرد کو یہی تاکید کیا کرتا تھا کہ اگر بھر لہجی بغیر پوچھے  
 مجھ سے کچھ بات کی یا مجھے سوتے سے جگایا تو مارتے مارتے مار  
 ڈالوں گا، شاگرد نے تو بہ کی کہ پھر ہرگز ویسا کام نہ کروں گا،  
 ایک دن رات کو چراغ اپنے سامنے رکھ کر اُسی شاگرد کو  
 پڑھا رہا تھا، اتنے میں اُسے پینگ جو آئی تو شملہ اُسکا چراغ کی  
 تیم پر چا پڑا اور پگڑی جلدنے لگی، گرمی جو اُسکو چھنچی تو چونک کر  
 شاگرد سے کہنے لگا کہ اسی بد ذات، تو دیکھتا تھا کہ پگڑی میری  
 جلتی تھی مجھے کیوں نہ جگادیا، یہ کہہ کر اُسکو بہت سارا،  
 اُس نے رو رو کر کہا کہ آپ ہی نے مجھے منع کیا تھا سوتے کے  
 وقت مجھے مت جگائیو اور بے پوچھے بزرگوں کی بات میں نہ بولیو  
 کہ بے ادبی ہے، اس واسطے میں نے آپ کو نہ جگایا، آؤند جی نے

کہا کہ لاجول و لا قوت میں نے اس بات کو منع نہیں کیا تھا کہ  
کسی کا نقصان اپنے سامنے ہو وہ اُسے خبر نہ کرے اور  
بیٹھا دیکھا کرے \*

پھر دو تک نے کہا کہ خداوند، میرا اور آپ کا قصہ اُس  
استاد شاگرد کا سا ہی اگر کہوں تو بے ادبی جو نہ کہوں تو سرکار کا  
نقصان ہی، پادشاہ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا وزیر اسی  
واسطے کیا جو تو دیکھے سر حضور میں ظاہر کرے اگر تو نے کچھ دیکھا  
ہی تو کیوں نہیں کہتا، خصوص جس میں کہ سرکار کا فائدہ ہو،  
اُسے چھپانا نہایت نامناسب ہی تب اُس نے عرض کی جو غلام  
حضور میں ظاہر کرے اگر اُسے باور کیجئے تو مفصل گوش گزار  
کرے، شاہ نے اشارہ کیا کہ ہوں، دو تک بولا کہ خداوند،  
سبجو گ باغی ہو اہی کیونکہ جناب عالی کے بے حکم اُدپر ہی  
اُدپر فوج رکھتا ہی اور وہ آپ بھی زور آور ہی، سوائے  
اُس کے سرکار کا خزانہ اُسی کے ہاتھ میں ہی، اس بات کے  
سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کئی جاہل اُسی وقت  
اُسکا احوال دریافت کر لے کر مقرر کئے، اُنہوں نے دو چار دن

کے بعد اُس کا احوال موافق اظہار دو تک کے حضور میں ظاہر  
 کیا تب دو تک بولا کہ پیر مرشد، مقدمے کی صورت یوں ہی  
 جو آپ نے سنی، غلام نے خلاف نہیں عرض کیا، اب آپ  
 مختار ہمیں جیسا مناسب جائے ویسا کیجیئے تب شیر نے  
 دو تک سے کہا اگر میں اُس کو مار ڈالوں تو ساری خلقت مجھے کہنئی  
 کہ یہ کیسا بادشاہ ہی کہ جس کو بلا کر خلعت سرفرازی کا دیتا  
 ہی، پھر اُسے مار ڈالتا ہی، یہ بات میرے حق میں موجب  
 بہ نامی کا ہی \*

دو تک نے عرض کی کہ خداوند، غلام کی عقل ناقص میں یوں آتا  
 ہی، کہ بالفعل اُس کو خزانے کی خدمت سے تغیر کیجیئے اور  
 دوسرے کو اُسکی جگہ بحال اور اُسکے کھانے کے لئے کچھ تھوڑا سا  
 مقرر کر دیجیئے کہ جس سے اُسکے بدن کا زور کم ہو جاوے،  
 بادشاہ نے دو تک کے کہنے سے فرمایا کہ سنجوگ سے کام  
 چھین لیں اور راتب کم کر دیں تب دو تک حضور سے رخصت  
 ہوا اور پادشاہی دروازے پر آکر دربان سے کہا کہ حضرت کا  
 حکم یوں ہی کہ سنجوگ آج کی تاریخ سے بے حکم ہمارے

حضور میں نہ آئے پاوے، یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور سنجوگ  
لو بلا کر کہا کہ پادشاہ نے تیرے حق میں یوں فرمایا ہی کہ  
بے ہمارے بلائے حضور میں وہ نہ آوے اور فوج کے رکھنے  
میں مشغول اور سرگرم رہے جب بہت سی نگہداشت  
کر چکے تب حضور میں آوے وہ بیل بیوقوف اُس وزیر دغا باز  
کی بات کو سچ جان کر خوشی خوشی سپاہ رکھنے لگا اور کئی  
روز حضور میں مہجرے کو نہ گیا تب دو تک نے قابو پا کر دربار  
میں کسی سے بادشاہ کو سنا کر پوچھا کہ سنجوگ کئی دن  
سے یہاں نہیں آتا اس کا سبب کیا ہے، وہ بولا کہ مجھے معلوم نہیں  
وہ نہیں بادشاہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ پانچ چار روز  
سے حضور میں حاضر نہیں ہوتا \*

دو تک نے کہا کہ بندے نے پہلے ہی جناب عالی میں عرض کی  
تھی کہ اُس کے پاس دن بدن فوج جمع ہوتی ہی یقین ہی کہ وہ  
آج کل آپ سے مقابلہ کرے، پادشاہ نے کہا اسی دو تک،  
اگرچہ اُسکی بد ذاتی جاسوسوں کی زبانی کچھ کچھ ہم سن چکے ہیں تاہم  
جس کو تو عقلمند جانے اُس کو وہاں جلد بھیج دے کہ قرارداد فی

اُس کا احوال دریافت کر کے ہم کو خبر دے \*

وہ ایک عقلمند چوسہ کو جو اُس کا یار جانی تھا اپنے طور کی باتیں  
 سکھا پر آمادہ و برو بادشاہ کے لایا اور اُسی کو اس مقدمے کی  
 تحقیقات کے واسطے مقرر کروایا جب یہہ سنجوگ کے  
 بہان مہنچا، وہ اُسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بہت سی  
 تعظیم کی اور اپنے پاس بیٹھایا، عطر و پان اُس کے سامنے رکھوائے  
 اور پوچھا کہ تمہارا آنا یہاں کیونکر ہوا، کہا دو تک وزیر نے  
 تجھے تمہارے ماس اس واسطے بھیجا ہی کہ سواری بادشاہ کی  
 عنقریب ہی تم نے اب تک کچھ فوج رکھی ہی یا نہیں، اگر  
 رکھی ہی تو بہت اچھا والا بادشاہ کو کیا جواب دو گے جب وہ  
 پوچھیگا، سنجوگ بولا کہ میری طرف سے وزیر کی خدمت میں  
 ملام عرض کر کے التماس کرنا کہ میں نے خداوند کے اقبال سے  
 برتری کتیلی فوج جمع کی ہی تھو آئے سے لوگ اور بھی رکھ لوں  
 تو حضور میں حاضر ہوں \*

یہ کہہ کر کچھ اُسے دے والا بہ خوبی رخصت کیا پھر وہ حضور میں  
 حاضر ہوا اور آداب بجالایا تب حضرت نے پوچھا کہ میں نے

جو تجھے وہاں بھیجا تھا سو تو نے کیا دیکھا، اُس نے عرض کی: میرا مرشد،  
 میں اپنی آنکھوں کو دیکھ کر آیا ہوں کہ اُس نے بہت لوگ  
 رکھے ہیں اور اُسکی بات چیت اور اوضاع اطوار سے اور  
 اُسکے بعضی ملازموں کی زبانی یوں معلوم ہوتا ہے کہ آج کل خداوند  
 کا سامنا کرے، یہہ سنتے ہی شیر آگ کا بگولا ہو کر دوڑا  
 اور جھپٹ کے سنبھوگ کی گردن توڑ دالی اور اُسکا  
 لہو پی گیا، بعد اُسکے وفاداری اور خوبیاں اُسکی جب یاد آئیں  
 بہت سا افسوس کیا اور کہنے لگا کہ یہہ میرا براخیر خواہ نوکر تھا،  
 میں نے اُس کے مارنے میں عبث جلدی کی، بہتر یہہ تھا کہ  
 اُسکا احوال بہ تامل دریافت کر کے جو مناسب جانتا سو کرتا \*  
 دو تک نے کہا خداوند، اب اُس کے لیئے پھٹانا  
 جھٹ ہی کیونکہ یہہ بات دنیا میں زبان زد ہی کہ نہ تو تاثیرِ شہ  
 بنتا ہی نہ موا آدمی پھر جیتا ہی، خدا نہ خواہے اگر وہ تم سے  
 مقابلہ کر بیٹھتا تو تمام عمر اُس رسوائی کا داغ تمہارے دل سے  
 نہ چھوٹتا، خوب ہوا جو دشمن زبردست مارا گیا اور اگر وہ آپ کے  
 ہاتھ سے بچ جاتا تو آخر بدلا اُس کا کبھو نہ کبھو تم سے لیتا، یہہ

نکر بادشاہ اپنے دیوان خانے میں آ بیٹھا اور کھانا کھانے لگا  
تب دو تک فہر شمر حضور میں پرہا \*

\* اگر تو سیج کو سو طرح سے لگا دینگا \*

\* یہ یاد رکھہ تو کبھی اُس سے پھل نہ پاوینگا \*

جب بٹن سرما پنڈت نے دوسری کہانی سرمد بھید کی

( یعنی اچھی دوستی میں بگاڑ کرانا ) تمام کی

تب راجا کے بیٹوں نے کہا کہ مہاراج، ہم فہر لکھاسنی

اب تیری نقل بگرہ یعنی جنگ کی بیان کیجئے کہ اُس کے

سننے سے ہم مستفید ہووین، پنڈت نے کہا یوں سناہی

کہ کسی وقت خشکی اور تری کے جانوروں میں لڑائی ہوئی

تھی، آبی جانوروں کا بادشاہ قاز اور خشکی کے پنڈون کا ہد تھا

باوجود قاز کاٹ کر زیادہ تھا پر ہد نے اپنی دانائی اور تدبیر سے

اُس پر فتح پائی، اسے زادون نے پوچھا کہ مہاراج، وہ کیونکر

ہی، اُسے مفصل بیان کیجئے \*

پنڈت کہنے لگا کہ ہندوستان میں ایک شہر ہی، نام اُس کا

کرپور، اُس کے نزدیک ایک برسی سخی جیل تھی کہ اُس سے

کئی ندیان اور نالے بگلے تھے، اُس میں ایک قاز بادشاہی کرتا تھا اور مرغابی سے تارِ رخاب اور بگلے سے جل کوئے تک اُس کے حکم میں تھے، قاز ایک روز اپنے تخت پر خوش و خرم بیٹھا تھا، اتنے میں ایک بگلے نے آکر آستانہ بوسی کی اور آداب سے ہاتھ باندھ کر دو رکعت پڑھا، بادشاہ نے پوچھا کہ تجھے آج بہت دنوں پیچھے دیکھا، بگلا بولا کہ غلام گھر میں نہ تھا، ابھی ایک ملک سے چلا آتا ہوں کہ وہاں کا احوال تجھے سے بیان نہیں ہو سکتا \*

فرمایا کچھ کہا چاہئے، عرض کی کہ بیٹھے بیٹھے جو دل اُکٹایا تو جی میں یوں آیا کہ کہیں کی سیر کیجئے جب گھر سے نکلا، پھرتے پھرتے دکھن کی طرف جا پہنچا، وہاں ایک پہاڑ نظر آیا، اُس کو دھو لاگر کہتے ہیں اُس کے گرد میویدار درخت بہت سے دیکھنے میں آئے اور وہاں کے باشندوں سے یہ معلوم ہوا کہ یہاں کے پرندوں کا بادشاہ ہد ہدی \*

میں نے اپنے جی میں یہ اُراد کیا کہ اگر اُس سے ملاقات ہو جاوے تو کیا خوب اتفاق ہو، میں اسی سوچ بچار میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں اُس کے بھی دس بارہ نوکر وہاں آنکلیے، ٹچہ سے اور اُن سے



جو گفتگو درمیان آئی سو قابل اظہار کے نہیں \*

قاز نے کہا، تم شوق سے بے خوف و خطرے جو دیکھا اور سنا  
 ہی سو کہو، اُس کا کچھ مضائقہ نہیں، مثل ہی کہ نقل کفر کفر نباشد \*  
 جب بگلے کی خاطر جمع ہوئی آدب سے بیٹھ کر کہنے لگا کہ خداوند،  
 آنے ہی اُس کے نوکروں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہی اور  
 یہاں کیوں آیا ہی، میں نے کہا، قاض پادشاہ کے خاص نوکروں  
 میں سے ہوں اور بطریق سیر کے ادھر آنکلا ہوں، اب اپنے  
 ملک کو چلا جاؤ لگا، پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو،  
 بولے کہ ہم ہر پادشاہ کے نوکر ہیں جو اس وقت میں ویسا  
 بادشاہ کوئی نہیں \*

میں نے کہا کہ اتنی برائی اور فخر کرنا کیا ضرور ہی، خدا کی قدرت  
 معمور ہی، پھر اُنھوں نے پوچھا کہ تم سچ کہو کہ اپنے  
 اور ہمارے پادشاہ میں کس کو برا جانتے ہو اور دونوں کے  
 ملکوں میں سے کس کا ملک زیادہ آباد ہی، میں نے جواب دیا کہ  
 اسی نادانوں، کیا پوچھتے ہو، کہاں راجا بھوج اور کہاں گنگا تیلی،  
 \* چہ نسبت خاک را با عالم پاک \*

کرن پور ہمارا وہ شہر ہی کہ بہتون پر فضیلت رکھتا ہی اور ہمارے بادشاہ کا ثانی آج تک نہ کوئی ہوا ہی نہ ہوگا پس اب بہتر یہ ہی کہ اس جنگل اور پہاڑ میں رہ کر کیا کرو گے ہمارے بادشاہ کے یہاں چلو اور تمہارے بادشاہ کی وہی مثل ہی کہ جہاں روکھے نہیں تھان آرتی ہی روکھے ہی، اگر ہمارے ملک میں کبھی تم آؤ اور اُسکی برائی اور آبادی اور بادشاہ کے عدل و انصاف کو دیکھو تو دنگ رہ جاؤ اور بہت محظوظ ہو پس اب بہتر یہ ہی کہ اس جنگل اور پہاڑ کو چھوڑو اور ہمارے بادشاہ کے یہاں چلو \*

اس گفتگو کے سنتے ہی وہ چین آبرو ہوئے اور رشک کی آک میں جلنے لگے اور عداوت پر کمر باندھی، جیسا کہ داناؤن نے کہا ہی کہ سانپ کے منہ میں شربت اور احمقوں کو مصیبت کر دیتی لگتی ہی اور ان باتوں سے مجھے کمال پشیمانی حاصل ہوئی جیسا کہ بعض پرند جانور ایک بندر کو مصیبت کر کے پشیمان ہوئے \*

قاز نے کہا اُسے بیان کرو کہ کیونکر تھی، وہ بول لکسی پہاڑ تلی میں

ایک نالے پر بر آسا درخت پا کر کاتھا اُسکی تہنیوں پر بھانت  
 بھانت کے جانور گھونسلے بنا کر رہا کرتے، ایک دن ہر چہار  
 طرف گھنٹا اُمدی اور بجلی چمکنے لگی اور منہہ جھما جھم برسنے لگا،  
 جارے کا ایام تھا، سردی سے دانت پر دانت لگے باجنے، اتنے  
 میں ایک بندر کانپتا ہوا اُس درخت کے نیچے آیا \*

اُن جانوروں نے اُسکی بہہ آذیت دیکھہ اپنے دل میں ترس  
 کھا کر کہا کہ امی بندر، دیکھہ تو ہم کیا ایک مشیت پر ہمیں،  
 اس جُتے پر کس کس محنت و مشقت سے ایک ایک  
 تنکا گھاس کا چن لاتے ہیں اور اپنے گھونسلے بناتے ہیں  
 تب ہر سات کے موسم میں فراغت سے اپنے بچوں کو لیکر  
 سکھہ سے لہتے ہیں اور حق تعالیٰ نے تجھ کو ایسا جانور قوی  
 بنایا ہی اور ہاتھ پاؤں دے ہیں تجھ سے اتنا کام نہیں ہو سکھتا  
 کہ اپنے واسطے کوئی جگہہ ایسی بنا رکھے کہ بارش میں پانی کی  
 بو چھارے اور ہوا کے جھٹکے اور جارے کے صدمے سے  
 محفوظ رہے، بندر نے جب بہہ سنا درخت کی باندھی پر نظر کی  
 اول کہا سبحان اللہ، تم سکھہ میں رہو اور ہم دکھہ میں جب منہہ

کھولا، بندہ نے اُس درخت پر چڑھ کر جتنے کھوندے اُنکے  
تھے سب اُجاڑ ڈالے اور سچے سچے گرا دیئے \*

اسی پادشاہ، بے وقوف کو کچھ بات بتانی اپنے اُوپر اذیت  
اُتھانی ہی، مین نے اُنکے بھلے کو نصیحت کی تھی، دے سمجھے کہ  
ہمارے بادشاہ کی اہانت کرتا ہوں، چاہتے تھے کہ تجھے کو پکڑ کر  
ماریں، مین اپنی عقل کے زور اور خداوند کے اقبال سے بچ  
نکلا تھا لیکن اتنی بات جو میرے منہ سے نکل گئی کہ ہمارا  
پادشاہ کہتا ہی ہر ہر کو کس نے بادشاہ کیا، یہ بات سنکر  
دے غصے ہوئے اور لات مکی کرنے لگے، مین نے بھی اپنی  
جو انردی سے دو چار کو تھوٹکا \*

قادر نے کہا اسی نادان، عقلمند کو ہر ایک کام میں تحمل کرنا بہتر  
ہی جیسا کہ شرم و حیا عورت کا زیور ہی ویسا ہی تحمل مرد  
کی آرایش ہی، نکلا بولا خداوند، جب جو ر و اور خصم باہم  
لڑتے ہیں نہ عورت شرم کرتی ہی نہ مرد تحمل، فاز فے کہا  
اسی نگلے، دانا وہی کہ سمجھے کہ کسی کام میں ہاتھ ڈالے اور  
جو کوئی اکیلا ہو کر زور آدرون کے ساتھ لڑتا ہی فضیلت اور

رہا ہوتا ہی، اگر تو اپنی زبان نہ کھولتا تو اتنی خفت نہ اُٹھاتا  
جیسا کہ اپنی بے عقلی سے اُس گدھے نے مار کھائی اور رہا ہوا  
بگلے نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کہو نہ کہی،

قاز کہنے لگا کہ میں نے سنا ہی، دیبا پور شہر میں ایک  
پارس ناتھ دھوبی تھا، قضا کار اُس کے گدھے کی پیٹھ پر  
یونہی ایک زخم سانود ہوا، کوون نے چونچیں ایسی ماریں  
کہ گدھا نیست مجرد ہو گیا، یہاں تک کہ کھانا پینا چھت گیا اور  
نہایت دبلا ہو گیا، دھوبی نے دیکھا کہ دو تین روز جو اور  
اسکی پیٹھ کھلی رہتی ہی تو کوئے اسے مار ڈالینگے، دھوبی  
سے کہا کہ کوئی کپڑا ہو تو دے اس کے گھاؤ کو چھپا دین، وہ  
بولی کہ شیر کا جھالا مدت سے ہمارے گھر میں یونہی پر آ ہی،  
کہو تو نکال دوں، اُسے اسکی کمر پر ڈال دو، دھوبی نے  
خوش ہو کر گدھے کی پیٹھ پر گھاؤ کی حفاظت کے لیے باندھ دیا  
وونہیں اسکی شکل شیر کی سی دیکھائی دینے لگی تب وہ گدھا  
گھر سے نکال کر کھیتوں میں چرچا کر گھانے لگا \*

لوگوں نے جب اسکی شیر کی سی صورت دیکھی جانا کہ یہ

شیر ہی، گھر چھوڑ چھوڑ بھاگنے لگے، گدھے نے جو کانوں کے کھیتوں کو رکھوا لیا، سو ناپایا تو چند روز خوب ساکھا کر موتا تازہ ہوا، اتفاقاً ایک روز کسی کھیت میں ایک ہرن چرتا تھا، اُس نے جانا کہ یہ شیر ہی وہ بھاگنے لگا، گدھے نے اُس سے کہا تو درمت میں شیر نہیں ہوں، ارادہ میرا یہ ہے کہ تجھ سے دوستی کروں، ہرن نے بھی دریافت کیا کہ واقعی یہ شیر نہیں گدھا ہے، خیر دونوں میں دوستی ہو، ایک ہی جگہ شب و روز رہنے لگے، فراغت سے بے روک تو ک لوگوں کی کھیتیاں کھایا کرین، کھلے بندون جہان چاہیں سیر کیا کریں \*

قضا کا ایک دن کہیں چرتے چرتے وہ دونوں ایسے کھیت میں جا رکے کہ وہ نہایت تروتازہ اور سبز ہو رہا تھا اور ایک کان بھی اُسکی رکھوالی کے واسطے وہاں بیٹھا تھا، اُس نے اُس گدھے کو شیر کی شباہت میں دیکھا تو اُس نے جانا کہ یہ باگھہ ہی اُس کے در سے کھیت کے پینار میں جا چسپا، یہ دونوں خاطر جمع سے اُس کھیت میں چرنے لگے،

یکایک گدھا دہان خوش ہو کر دینکے لگا، ہرن نے بہر مکر وہ آواز  
 اُسکی سنکر اپنا چرنا چھوڑ کے اُدھر کان رکھا، گدھے نے پوچھا  
 یار، تو کس واسطے چرنا چھوڑ کر چپکا کھڑا رہا، اُس نے جواب  
 دیا کہ تم میرے احوال کو کیا پوچھتے ہو اپنے کام میں لگے رہو،  
 گدھے نے اپنے سر کی قسم دی کہ بھائی، سچ کہو، تجھ سے  
 کون سی حرکت بیجا ہوئی کہ وہ تمہاری پریشانی کا موجب ہوئی \*  
 ہرن بولا اسی یار، تیری خوش الحانی نے

میرے دل کو مرتد کر ڈالا، ایک عشق کی سی حالت میری  
 آنکھوں کے آگے پھر گئی، کیا ہی تو اُس وقت خوش الحانی سے  
 حکایا کہ تیر عشق کا میرے جگر میں ترازو ہو گیا \*

گدھا بولا کہ بھائی، تجھے اب تک مطلق معلوم نہ تھا کہ تمہیں بھی علم  
 موسیقی کا کمال بہرہ ہی، نہیں تو میں تمہیں اکثر سنایا کرتا،  
 خیر جو اسوہ آئندہ ایسا نہ ہو گا میں تمہیں ہر وقت سنایا کروں گا،

سننے ہو یار، میں دنیا میں بہت پھرا ہوں پر اپنے اُس علم کا  
 نکاہک کسی کو میں نے نہایا جو اُس کو اپنا ہنر دکھاؤں، پھر ہرن  
 قسم دیکر پوچھنے لگا کہ سچ بتا تیرا استاد کون ہی، گدھے

نے کہا کہ میں ادائیں میں اکثر ایک نذی کے کنارے جایا کرتا تھا، وہاں بہت سے منید تک راگ کے چرچے میں رہا کرتے تھے، میں نے یہ سوز برقی محنت سے سیکھا ہی، یہ بات سنکر وہ بہت ہنس ا اور کہا کیون نہ ہو جب تم ایسے بزرگوں کی خدمت میں رہے تب ایسے صاحب کمال ہوئے، انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے گھر پہنچکر خاطر جمع سے میں سونگا، گدھے نے کہا بھائی، جو تم متوجہ ہو کر گھر میں سونگے تو میں دل کھول کر گاؤں گا اور اچھے اچھے دھرم سناؤں گا بالفعل اگر کہو تو آستے آستے تمہارے سامنے کچھ نکاؤں \*

ہرن نے جواب دیا کہ اسی یار، اگر تو اس وقت گاؤں گا تو اپنی پردہ دری آپ ہی کریگا وہ بولا گانہ والے کو تو جان کنہ فی ہی اور سننے والے کو راحت، تو نیگا میں گاؤں گا، اس میں کیا برائی ہی، ہرن نے پھر صریحا کہا کہ اس وقت بولنا تیرے حق میں خوب نہیں اے کچھ عقل تو نہ تھی کہ اشارہ کنایہ سمجھے بلکہ وہ گدھا اپنی حماقت سے یہ سمجھا کہ اگر میں نہ بولوں تو یہ جانیکا کہ جھوٹا ہی، اپنے منہ کو کھول کر برے زور شور سے رینگنے لگا،



ہرن اُسکی مصاحبت سے متغیر ہو کر بھاگاکان جو چپکا  
خندق میں چھپا ہوا تھا، اُسکی آواز سنکر نہایت خوش ہوا اور  
جاناکہ بہرگہ ماہی ایک کتھہ لیکر دوڑا اور پھر پھر اگر پانچ  
چار ہاتھ ایسے مارے کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور کھوپری چور ہو گئی \*  
پھر قاز نے کہا امی بگلے، اسی واسطے میں نے  
تجھ سے کہا کہ انسان کو لازم ہی کہ ہر وقت اپنی زبان قابو  
میں رکھے اور کوئی بات یہود نہ کہے، اب سچ کہہ کہ تیرے  
اور ہدہ کے نوکرون کے درمیان اور کیا کیا باتیں ہوئیں،  
تب بگلے نے عرض کی جہاں پناہ میں نے جتنی آپ کی خوبی اور  
شجاعت اور سخاوت بیان کی، اُنوں نے ویسی آپکی  
اننت اور نامردی اور دمانت ظاہر کی اور کہا کہ سوائے ہدہ  
کے کوئی دوسرا پادشاہ روے زمین میں نہیں، قاز نے کہا ان  
احتموالوں کی وہ سہل ہی جیسا کہ ما اور سور اپنے عجب اور  
غرور سے کیا کو اپنے سامنے چیز نہیں سمجھتا مگر مست ہاتھی  
جب اُس کے سامنے آجائے تب اُسکی برائی اور متاسی دیکھ کر  
وہ گدھا اپنی بزرگی بھول جائے \*

جیسا کہ ایک کمینہ کسی بزرگ کی خدمت میں رہا اور وہ درجہ اُس کا اپنی بد ذاتی سے نہ سمجھے، بگلی نے عرض کی جہاں پناہ، غلام نے ابھی اُنکی باتوں کا یہ جواب خوب دکھا کر دیا کہ اب زمین کے تختے پر ایسا کون ہی جو میرے خداوند نعمت کی برابری کرے تب اُس کے لوگوں نے کہا کہ تو جو ایسی بے دھرمک شوخی کی باتیں کرنا ہی، یہہ گفتگو تجھے نہیں چھوٹی، مثل ہی کہ چھوٹا نہہہ ہر سی بات اگر تو اس بات چیت سے باز رہ تو تیرے واسطے بہتر ہی نہیں تو اپنی جان سے ہتھ دھو بیٹھ، میں نے اُن کو کہا کہ میں لڑکا نہیں جو تیرا ہی ایسی دھمکی سے ڈرون، پھر بولے کہ سچ کہہ تو ہماری ولایت میں کیوں آیا ہی، میں نے کہا میں اس واسطے آیا ہوں کہ تمہارے شہر کو دیکھ کر اپنے شاہ کو جا خبر کروں اور اُس کو تمہارے ملک پر جرحہ لاؤں، بے باتیں میری سن کر غصے سے جل گئے اور سبکے سب خفا ہوئے اور سب نے ملکر میرے تئیں بہت سامارا اور اپنے پادشاہ کے پاس پکر کر لے گئے، اُس نے پوچھا، اس سفید پوش کو تم کہاں سے

پکڑ لائے، اُنوں نے کہا خداوند، یہہ برآکھت پہچرا اور فتنہ  
 انگیز ہی پھر پو چھا کہ یہہ رہنے والا کس ولایت کا ہی اور  
 یہاں کیوں آیا ہی، اُنوں نے عرض کی کہ خداوند، یہہ قاز  
 کے ملک میں رہتا ہی اور اُسنے اس شہر کا جید لینے کے  
 واسطے بھیجا ہی، اُسکا ارادہ ہم کو اُسکی گفتگو سے ایسا  
 معلوم ہوتا ہی کہ وہ آپ کی ولایت کو بھی لیا چاہتا ہی \*

ہد ہد نے کہا پو چھو تو اُس حرام خور شیر سے  
 تیرے بادشاہ کا کیا ارادہ ہی اور تجھے یہاں اُسنے کیوں  
 بھیجا ہی، غلام نے عرض کی کہ حضرت، میرے خداوند نعمت  
 کا کئی برس سے ارادہ دلی یہی ہی کہ تمہارے ملک پر چڑھیں  
 اور تم سے آکر لرین لیکن جو راہ بات سے واقف نہیں ہیں  
 اس لئے اب تک توقف ہوا مواب میرے تئیں شکر کے  
 اُترنے کی جگہ تلاش کرنے کو بھیجا ہی اور بندہ اُنکے ملازمن  
 میں سے ایک ادنا ملازم ہی اور یہہ آپ نے سنا ہو گا کہ  
 اگر بکری ہمارے پادشاہ کا اسرا لے تو کوشیر کا مقدمہ نہیں کہ  
 اُسکی طرف دیکھے اتنے میں کر گس نے جو وزیر اعظم ہد ہد کا تھا

آلہ ٹچہ سے پوچھا کہ تیرے بادشاہ کا وزیر کون ہی، میں نے کہا سرخاب، کرگس نے کہا البتہ ایسے بادشاہ کا ایسا ہی وزیر چاہئے کہ ہم شہری ہو جیسا حکماؤں نے کہا ہی، اگر کوئی وزیر اپنا کرے تو اُس کو لازم ہی پہلے دریافت کرے کہ بزرگ زادہ اور عالم کے طمع اور ہم شہری اور صاحب ہمت ہو اور خدا کا خوف بھی دن رات اپنے دل میں رکھتا ہو، اُس مجلس میں جو ایک تو تادانا نام تھا، نئے میں اُس نے آگے برآمدہ کر اپنے بادشاہ ہد سے عرض کی کہ ملک قاز کا شامل صوبجات بادشاہی کے ہی چند روز سے قاز ازراہ سرکشی کے بغی ہو اپنے تصرف میں لایا ہی اگر اُس پر کچھ فوج تعین فرمائے تو اقبال بادشاہی سے ہاتھ آنا اُس ملک کا نہایت سہل ہی، یہ بات سنکر میرے تبیں ہنسی آئی اور میں نے کہا امی پادشاہ \*

\* جو باتوں میں سب کام ہو تا میر \*

\* نظامی قدم اپنا رکھتا فلک پر \*

اگر صرف اُس تو تے کے کہنے سے وہ ملک تمہارا ہو گیا

تو ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ شہر ہمارا ہی \* تو تے نے کہا  
 اہی بگلے ، بر محل جو ایک حجام جھوٹھ بولا تو اُسے فائدہ ہوا  
 تو جو بے موقع جھوٹھ کہتا ہی تجھے کیا نفع ، میں نے پوچھا  
 اُس حجام کو کیا فائدہ ہوا اور اُس کا قصہ کیونکر ہی ، تو تے  
 نے کہا میں نے سنا ہی کہ کسی شہر میں ایک حجام رہتا تھا  
 اُسکی جو رو نہایت خوبصورت تھی لیکن برسی فاحشہ شب و  
 روز بدکاری میں مشغول رہتی اور خاوند کے کہنے کو ہرگز  
 خاطر میں نہ لاتی اور اپنی بدچال سے باز نہ آتی ہر چند اُسے  
 نصیحت بہت کی پر اُسکے دل پر کچھ تاثیر نہ کی جب دیکھا کہ  
 قابو میں نہ رہی تب اپنے گھر سے لاچار ہو کر نکلا اور کسی گاؤں  
 میں جا بٹھنچا اور اُسکے سردار سے ملازمت کی ، اُس نے پوچھا تو  
 کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اور یہاں کس ارادے سے  
 آیا ہی ، اُس نے کہا غریب پرور ، ذات کا میں حجام ہوں نام  
 میرا پرگو تم ہی اپنے گھر سے نوکری کے ارادے نکلا ہوں  
 لیکن اب یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ پروا لگی دین تو تمہارے  
 گاؤں میں رہوں ، اُس نے کہا خوب ہوا جو تو نے مجھ سے

ملاقات کی، ٹھکو بھی ایک حجام درکار تھا اب تو میرے پاس یہاں رہا کر جس میں تیری پرورش ہوگی سو فکر میں کرونگا، حجام نے کہا حضرت، اس غلام کے رکھنے میں ایک قباحت ہی جو اُس پر نظر نہ کیجئے تو حضور میں رہے، اُس نے پہنچا وہ کیا ہی، کہا خداوند، جو رو اس شخص کی بدکارہ ہی، مرد و نیک اُنسین مل دالتی ہی، اس بات سے وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ نامعقول حرکت اُس سے کیونکر سرزد ہوتی ہی، حجام نے کہا کہ وہ عورت نہایت حسین ہی، اچھی پوشاک پہن کر دروازے پر کھڑی ہوتی ہی اور ہر ایک مرد کو اپنے حسن پر لبھاتی ہی جو کوئی اُسکی طرف رغبت کرتا ہی اُسے وہ اپنے گھر میں لیجاتی ہی جب وہ مرد مشغول ہوتا ہی تب وہ عورت چلاک اُسکی آنکھ بچا کر اپنا مطالب حاصل کر لیتی ہی \*

وہ بہہ سنکر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ بھی اس مرض میں اپنی عورت کے ہاتھ سے گرفتار تھا کہنے لگا کہ اُس شہر میں بعضے بعضے

بد بخت اور حرام زادے رہتے ہیں، بیگانہ عورتوں پر نظر رکھتے ہیں جو تو اپنے قبیلے کو یہاں لارکھے تو اُسکے سبب اُن

بد ذاتوں کی یہاں سے جرکت جاوے، حجام نے قبول کیا تب  
اُس رُس نے کچھ روپیہ راہ خرچ اُسے دیکر رخصت کیا \*  
وہ اپنی عورت کو لایا اور اُس گاؤں میں

رہنے لگا جب گھر سے نکلتا تب ہر ایک مرد سے اپنی رندی کی  
خصلت بیان کیا کرتا اور جب گھر میں آتا تو عورت سے کہا کرتا  
کہ امی نیک بخت، ہم کس ملک میں آئے اور یہ عجیب  
طرح کا گاؤں ہی کہ یہاں کے مرد جو جسے ہمیں \*

بعد کئی روز کے اُس عورت نے پھر اپنے قدیم شیوے پر  
کمر باندھی، بعضے جو ان جو اس خیال میں رہتے تھے سو آپس میں  
کہنے لگے کہ حجام کی رندی نے شکار کے لئے جال بچھایا  
ہی نائی نے جو کہا تھا سو سچ نظر آتا ہی، ایک اُن میں جو  
سب سے دانا تھا کہنے لگا کہ یارو، خبردار کبھی اُسکی رندی کے  
پاس نہ جانا کہ وہ آدمیوں کو اس دھب سے مار ڈالتی ہی،  
اُن میں سے ایک نے کہا، اس بات میں تجھے تو صرف شرات  
حجام کی معلوم ہوتی ہی، ایسی حسین عورت کو جو ہمو آو گے  
تو قیامت تک اُسکی حسرت دل میں رہ جائیگی، اُسکی بات

سنگم سب نے کہا کہ یہ سچ ہی لیکن اُس کو پہلے تو ہی جا کر  
 آزمائو وہ بولا بہت بہتر کیا مضائقہ پہلے میں ہی جاؤنگا پر ایک  
 کام کرو کہ لنبی سی رسی کا ایک سرا میری کمر میں باندھو  
 اور دوسرا سرائم اپنے ہاتھ میں لیکر باہر کھڑے رہو، میں  
 اُس کے پاس جاؤنگا اگر معاملہ بید دل دیکھونگا تو غل مچاؤنگا،  
 تم جلدی سے مجھ کو کھیچ لیجو جب دن گیا اور رات آئی  
 تب اُنوں نے اُس جوان کی کمر میں ایک مضبوط دوری  
 باندھ کر کہا کہ تو اب بے دھڑک چلا جا، ہم یہاں کھڑے ہیں \*  
 جب وہ گھر میں گیا اور بعد اختلاط کے

اُس سے مشغول ہوا تب اُس عورت نے اپنے دل میں  
 یہ خیال کر کے ہاتھ دوڑایا کہ دیکھو تو جو میرے شوہر نے  
 کہا تھا سو جھوٹ ہی کہ سچ، اُسکا ہاتھ لگتے ہی جوان اُچھلا  
 اور غل مچاؤنگا کہ یارو، جلد کھینچو نہیں تو جان میری مفت  
 گئی، اُسکا شور سنتے ہی یاروں نے باہر سے دھڑکھٹا  
 وہ جوان کھٹکتا اور دیواروں کی ٹکریں کھاتا ہوا اس باختہ باہر  
 پھینچا، یاروں نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤں میں سخت چوٹ آئی اور



بدن کی کھال زمین کی رگڑ سے اُڑ گئی اور سر سے لہو جاری ہی،  
 ایسی حالت اُسکی دیکھ کر بہت دُورے اور گہرائے اور  
 پوچھنے لگے کہ کہو کیا حالت تم پر گزری، وہ بولا کہ جو حجام نے  
 کہا تھا سو جھوٹا نہیں کوئی دن کی زندگی باقی تھی جو اُسکے ہاتھ  
 سے سلامت بچ نکلا اُس عیش و عشرت سے مین در گذرا  
 جلد ٹھکوا میرے گھر پہنچاؤ، یارون نے اُسکی بغلون میں ہاتھ  
 دیکر اُسکے گھر پہنچایا \*

اُسکا باپ اپنے بیتے کی بہرہ حالت دیکھ کر پوچھنے لگا کہ اُسکا  
 بہرہ کیا حال ہی یارون نے کہا کہ ہم سب ایک شکار کے  
 پیچھے دوڑے تھے، اُسکے تھوکر لگی گر پر آ، چوت آگئی ہم  
 لاچار ہمیں اس میں کچھ ہمارا قصور نہیں، اُس حجام نے بھی  
 کسی طرح اُس رو داد سے واقف ہو کر صبح کے وقت اُس  
 جوان کے گھر گیا اور آئینہ دکھلایا، اُسکے باپ نے کہا خوب  
 ہوا جو تو بن بلائے آیا والا میں ابھی ٹھکوا بلوایا چاہتا تھا، میرا  
 لڑکا کل کسی شکار کے پیچھے دوڑا تھا برسی تھوکر کھائی،  
 اُسکے ہاتھ پاؤں اور سر میں سخت چوٹ آئی ہی، جتنے روپی

درکار ہوں لیجئے اور اُسکی دوا جلد کیجئے اُسنے اُسکے باپ سے خاطر خواہ روپیہ لئے اور اُسے کچھ دوا دیکر اپنے گھر چلا آیا بعد اس واردات کے اُسکی عورت تائبہ ہوئی اور دس دنوں تمام عمر خوش و خرم آپس میں رہے \*

پھر تو تائبہ بولا امی بگلی ، تجھے کو اتنا جھوٹہ بولنے سے کیا حاصل ، تو نہیں جانتا کہ جھوٹھی باتیں ایمان کو کھوٹی ہیں ، معاذ اللہ ، جسکو جھوٹہ بولنے کی عادت ہو اُسکی بات پر کوئی اعتماد نہیں کرتا اور اُس کے کام کو کوئی سچ نہیں جانتا ، میں نے کہا کہ سچ اور جھوٹہ بولنا میرا تب تجھے معلوم ہوگا کہ میرے اور تیرے بادشاہ کے درمیان جب لڑائی ہوگی ، خاطر جمع رکھو ، چند روز میں تمہاری بزرگی بھی معلوم ہو جاتی ہے \*

تجھے لنگن کو آرسی کیا \*

یہ بات سنکر ہمدرد ہوا اور کہنے لگا کہ جاتو اپنے بادشاہ کو خبر کر کہ سامان لڑائی کا تیار کرے ، میں نے کہا کہ حضرت ، بادشاہ میری بات کو ہرگز باد نہ کریگا اگر تم کو کچھ لڑائی کی تاب و طاقت اور ارادہ ہی تو ایک ایلیچی کے ہاتھ پہنچام

بھیجوا دیجئے، ہد ہدے تو تے کی طرف دیکھ کر لہا کہ یہ کیا  
 کہتا ہی، اُس نے عرض کی کہ خداوند یہ جو بات کہتا ہی سو معقول  
 کہتا ہی آپ کا دھیان اور طرف ہی تب ہد ہدے فرمایا کہ  
 ہمارے یہاں قابل ایلچی گری کے کون ہی دریافت کرو \*  
 کرگس وزیر نے عرض کی کہ جہان پناہ،  
 ایسے شخص کو بھیجئے کہ جس میں علم اور سائنس، علم اور  
 بے طمع صلاحت اور ایمان داری برأت اور دلیری خلق  
 اور دانائی بہ سب وصف پائے جاوین اور جس بادشاہ کے دروہو  
 جاوے خوف اپنی جان کا نہ کرے اور سمجھہ ہو جہہ کر جواب  
 سوال کرے ہد ہدے کہا کہ اُس کام میں سوائے تیرے میری  
 خاطر جمع کسی سے نہیں، بہتر یہ ہی کہ تو جا اور جواب سوال  
 کر آ، کرگس بولا، غریب نواز، بندہ آگے ہی عرض کر چکا ہی  
 کہ ایلچی اُس شخص کو کیجئے جو دلاور صاحب شعور خوش  
 تقریر ہو اور گفتگو کا سلیقہ بھی درست اور ہر ایک زبان میں  
 مہارت رکھتا ہو اور یہودہ گوئی نہ کرے اور ایسی بات  
 نہ کہے کہ جس میں اپنے خاوند کی سبکی ہو اور بادشاہ کے کام

میں اپنی جان کا صرفہ نہ کرے، بے باتیں تو تے میں بائیں جاتی ہیں،  
اس کام کے لائق یہی ہی! سہی کو بھیجا چاہئے \*

یہ بات سنکر سب حاضران مجلس نے بھی پسند کی کہ واقعی  
سو اے! اس کے کوئی ایسا نہیں کہ جس میں بے سب  
صفتیں ہو دین تب ہد ہد نے تو تے سے کہا تو بگلے کے ساتھ  
قاز کے پاس جا اور کہہ کہ تو جو اتنی شکوہ کرتا ہی اور اپنے تئیں  
پادشاہوں میں گنتا ہی، کیا میرا در تیرے جی میں مطلق نہ رہا  
اور اپنے تئیں اتنا بھولا کہ ہمسری کا دعوا کرنے لگا، اگر اپنا  
بھلا چاہتا ہی تو شاہ ہد ہد کی خدمت میں حاضر ہو اور عذر خواہی کر  
یا کچھ تحفہ خائف پیش کش کے طریق سے بھیجوا، نہیں تو  
ہتھی اور گھوڑوں کے پاؤں کے تلے رونداجائیگا اور ملک  
تیرا ایران ہو جائیگا \*

تو تے نے عرض کی کہ میں نے بادشاہ کا حکم سر کے زور قبول کیا  
لیکن ایسے کم ظرف کے ساتھ جانا ہرگز مناسب نہیں جیسا کہ  
میں نے کدے کی رفاقت میں اپنی جان دی میں بھی  
وہی صورت اپنی دیکھو ونگا، ہد ہد نے کہا کہ اُس کا قصہ کیونکر ہی \*

تو تا بولا کہ اُجین شہر کے رستے میں مذی کنارے ایک برّاسا  
 درخت گولر کا تھا اُسکی ڈالیوں پر ہنس اور کوا دونوں بیٹھے  
 تھے ، اتفاقاً ایک مرد مسافر تیر کمان لٹے ہوئے مارے  
 دھوپ کے اُسکے تلے آ بیٹھا ، راہ کی ماندگی سے اُسکی تھنہ سی  
 چھاؤں میں بے اختیار سو گیا جب آفتاب سر پر آیا اور دھوپ  
 پتوں سے چھن کر اُسکے منہ پر پرتی تب ہنس نے اُس پر  
 ترس کھا کر کوئے سے کہا ، اُس بتو ہی کے منہ کو دھوپ  
 لگتی ہی تو اپنے پر پھیلا کر اُس تہنی پر جا بیٹھے کہ جہاں سے دھوپ  
 اُسکے منہ پر پرتی ہی ، کیونکہ راہ کا تھا ماند آیا ہی تب آرام  
 کر لے ، کوئے نے کہا اگرچہ یہ کام ثواب کا ہی پر مجھے درکار  
 نہیں جو میں اپنے اوپر اتنی محنت و مشقت اُٹھاؤں ، یہ  
 ثواب تو ہی لے ، ہنس اُسکے فریب کو نہ سمجھا و نہین اُس  
 ڈالی پر مسافر کے منہ پر چھاؤں کر بیٹھے رہا \*

اتفاقاً وہ مسافر منہ کھولے ہوئے سوتا تھا ، وہ حرام خورد شریر  
 کو اُسکے منہ میں پخال کر کے وہاں سے ایک آگ تہنی پر  
 جا بیٹھا ، گرم گرم پخال جو اُس راہ گیر کے منہ میں گری تو

چونک پر آؤ پر ہنس کو دیکھ کر غصے سے کہنے لگا کہ بہہ! سیکا  
کام ہی، جلدی سے چلا کمان پر چڑھا کر ایسا تیر مارا کہ چھاتی  
سے دوسار پھوٹ گیا \*

پھر توتے نے کہا اسی خداوند، کہینے کی صحبت خدا کسی  
بندے کو نصیب نہ کرے کیونکہ بزرگوں نے کہا ہی \*  
\* بد دن کے ساتھ تو کم بیشہ کیونکہ صحبت بد \*  
\* اگرچہ پاک ہی تو تو بھی وہ پاید کرنے \*  
\* چنانچہ جلوہ خورشید ہی جہان کے بیج \*  
\* پر ایک لکھ ابر اُس کو ناپید کرے \*

اور اس بات کو ہر ایک سے کہتا ہوں کہ بد کی صحبت سے  
اپنے تئیں بچائے رکھے اور سچ ہی کہ برے کی رفاقت سے  
کچھ بھلائی نہیں ہوتی، ہمدہ نے کہا کہ اسی توتے، میں تجھے  
نہیں کہتا کہ تو بگلے کے ساتھ رہا کر، جو حال تیرا اُس ہنس اور  
کوئے کا سا ہو دے، تجھ کو بہت دن اُسکی صحبت میں رہنا  
نہ پریگا، تھوڑے دن کے لئے ضرور ہی کہ اُسکے ساتھ رہے،  
توتے نے کہا خداوند، آپ چند روز کے واسطے کہتے ہیں

وہ صوفی بیچارہ ایک شب کی صحبت میں رسوا اور فضیحت ہو گیا، ہد ہد نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کیونکر ہی، تو تے نے کہا سنا ہی کہ ایک کینہ بد اصل کہیں راہ میں چلا جاتا تھا، اتفاقاً ایک صوفی سے ملاقات ہوئی، اُس نے پوچھا کہ اسی یار، تو کہاں جاتا ہی، اُس نے جواب دیا کہ کجرات اور دہان سے اُجین جاؤنگا، کہا کہ تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں، مجھے بھی دہان جانا ہی، یہ بولا میرے سر آنکھوں پر، انشاء اللہ تعالیٰ بخیر خوبی تجھے منزل مقصود کو پہنچاؤنگا، صوفی کچھ راہ خرچ لیکر اُسکے ساتھ ہو لیا جب آفتاب کا گردا مغرب کے تنور میں لگا اور شب نے اپنے چہرے پر تاریکی کی چادر تانی، دے دونوں ایک گاؤں میں جا کر کسی بننے کی دوکان میں اتر پرے، اتنے میں کوئی امیرنی دھینڈی سر پر لئے ہوئے آنکلی اور اُن دونوں سے کہنے لگی کہ میرا گھر یہاں سے پلے پر ہی اگر تمہاری مرضی ہو تو میں بھی رات کی رات رہ جاؤں، دے بولے کہ بہت اچھا کچھ مضایقہ نہیں، جگہ دھیر ہی، اپنی دہی کی ہندی ہمارے پاس رکھ دے، تو ادھر سو رہ، یہاں کتے

بہت مہین، ایسا نہ ہو کہ تیرا دہی کھا جاوے، اہیرن تو ہندی  
 اُنھیں سوپ کر آپ سو رہی، کمینے نے آدھی رات کو  
 اُتھ کر ہندی کا دہی چست کیا اور تھوڑا سا صوفی کے ہاتھ منہ  
 میں لگا کر چپ چاپ سو رہا، صبح کو بے تینوں اُتھنے اور اہیرن  
 نے دیکھا کہ ہندی میں دہی نہیں، لگی اپنا سر پیتنے اور دونوں کا  
 منہ دیکھنے، جب خوب دھیان کیا تو دیکھا کہ صوفی کا ہاتھ اور منہ  
 دہی سے بھرا ہی، کچھ پوچھا نہ گچھا اُتھتے ہی صوفی کی دال دہی  
 پکڑ کر لگی خوب لٹیا نے اور غل مچانے کہ تو نے ہی میری  
 دہی کھائی ہے اور ہندی کو پھوڑ کر اُس کا گھیرا گلے میں ڈال  
 دیا اور بازار میں لاکھڑا کیا، اگر میں بگلے کے ساتھ جاؤنگا تو میرا  
 بھی ویسا ہی حال ہوگا تب میں بولا اسی تو تھے، کتنی سڈین  
 گذرانیگا اور کیا کیا عذر لاؤنگا، کچھ اندیشہ نہ کر میرے ساتھ  
 چل، میں غلاموں کی طرح تیری خدمت کرتا چلوں گا تو نے آج تک  
 مجھے مہین پہچانا \*

تو نے کہا تیری بھل منسی اور خوبی اسی سے معلوم  
 ہوتی ہے کہ تو دوبادشاہوں میں قضیہ کروایا چاہتا ہے اور توجو



”مجھے اپنے ساتھ چلنے لو کہتا ہی اگر میں تیرے ساتھ چلوں تو میرا حال بھی اُس کمار کا سا ہو گا، میں نے کہا کہ وہ نقل کیونکر ہی، تو تابولا کہ میں نے سنا ہی کہ بدادوں شہر میں نردتم نامے کمار رہتا تھا اور جو رو اُسکی بدکارہ تھی لوگوں سے ہمیشہ لڑا کرتی، اُسکے ماباپ بہن بھائی آتھوں پہر سمجھایا کرتے کہ بیٹا، تیری جو رو کے لچھن بہت برے ہیں، وہ مور کھہ ہرگز اُنکے کہنے کو باور نہ کرتا \*

اتفاقاً ایک دن اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں تیرے باپ کے گاؤں جاتا ہوں، تین دن میں آؤ گا تو گھر سے چوس رہنا، ایسا نہ ہو کہ میں چور آپرین، اُس نے ایک تھنڈی می سانس بھر کر سر جھکا دیا اور رو کر کہنے لگی کہ تم تین روز کے آنے کا اقرار کرتے ہو اور مجھے تمہاری جدائی میں تین روز تین برس کے برابر ہیں اُسکو رو تا دیکھ کر وہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور عاجزی سے کہنے لگا کہ مجھکو تو اپنے پاس ہی جانیو، میں جب تک مجھکو نہ دیکھو گا دانا پانی مجھے خوش نہ آوے گا \* یوں اُسے سمجھا سمجھا کر چلا گیا، کوس

چار ایک پر جا کر یہ خیال اُسے اپنے جی میں لیا کہ کمہارنی لو  
میں روتا چھوڑ آیا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے تئیں میری  
جہائی کے خنجر سے جوہر کرے اور دل میں کہنے لگا کہ خدا  
جانی یہاں سے گھر پہنچے تک میں اُسے جیتا پاؤں یا نہ پاؤں،  
یہ سوچتے ہی اُلتے پاؤں پھرا، اُسکی جو رونے کیا کیا کہ جب  
وہ گھر سے نکلا، دن دو پہر ہی ایک کتہے کو کہیں سے لائی  
اور اپنی کوتھمری میں لیجا کر عیش کرے لگی، پہر ایک رات  
رہ وہ کمہار پھر آیا، کوآر کے پت بھرتے دیکھ کر جانا کہ کوئی  
غیر مرد اس گھر میں ہی اور اُسکی آہٹ بھی پائی \*

یہ سمجھ کر وہ آستے آستے گھر کی تختی کے نیچے ہو کر کسی طرح  
پلنگ کے تہ گھس گیا، کمہارنی نے بھی پاؤں کے کھٹکے سے  
جانا کہ میرا خاوند چار پائی کے نیچے آکر دیکھ رہا ہے، عین  
وصل کی حالت میں اپنے یار سے پکار پکار کر کہنے لگی امی  
مرد، تو نے کہا تھا کہ میں ایمان دار ہوں ایسا نہ ہو کہ اب  
بے ایمان ہو جاوے اور تو جاتا ہے کہ جو میں نے تیرے ساتھ  
شرط کی ہے، یار نے بھی اُسکے اظہار سے معلوم کیا کہ

اِس بات میں کچھ فی ہی اور اِس چار پائی کے نیچے کچھ نہ کچھ ہی تو چپکا ہو رہا دیکھہ تو یہ عورت کیا کرتی ہی، پھر وہ بولی کہ میں نے تجھ کو کہا تھا کہ میرا خاوند گھر میں نہیں ہی، تو دو تین دن میری حویلو کی نگہبانی کر اور تو نے کہا تھا کہ تو مجھ کو کیا دیگی، میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے خاوند کے باغ سے ایک گلہ سہ خوشبو دار پھولوں کا بنا کر تجھ کو دوں گی لیکن پھر اُسی وقت میں نے اُس اقرار کا انکار کیا اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر تو کچھ پیسا تک مانگیگا تو ایک درمی نہ پاویگا پھر تو نے کہا تھا کہ میں کچھ نہیں چاہتا بلکہ کسی وقت کو اپنی پانڈتی لیست رہنے دینا میں نے اِس شرط پر قبول کیا تھا کہ میرے خاوند کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤے \*

تب مرد بولا کہ اسی نیک بخت میں ایسا دغا باز بے ایمان نہیں ہوں کہ پر اُسی چیز پر ہاتھ ڈالوں اور جس کی بات کا تھکا مانہیں اُس کے ایمان کا بھی نہیں، جیسا تجھے اپنے خاوند کا رہی ویسا ہی تجھے خدا کا خوف ہی، میں نے اِس عمر میں بہت سیر کی ہی، پر تجھ سی عورت ستونتی اور دیانت دار کہیں نہیں دیکھی،

اسی عصمت و پارہ سائی کے سبب سے تیرا خاوند بچے  
چاہتا ہی \*

رندی نے کہا کہ تو جو اتنی تعریف میرے صلاح و تقویٰ کی  
کرتا ہی میں کس لائق ہوں، پر شب و روز خدا کی درگاہ میں  
یہی دعا مانگتی ہوں کہ سوائے اپنے خاوند کے کسی غیر مرد کا  
منہ نہ دیکھوں، پھر بولی کہ اسی جوان، سچ کہہ رہا چارپائی  
کیون ہلتی ہی، کیا تو ہلاتا ہی بولا، وہ بولی کیون، وہ بولا  
کہ مجھے کسی مرد کے پاؤں کی آہٹ کچھ معلوم ہوتی ہی سو  
اس لئے ہلاتا ہوں تاکہ وہ جانے کہ چوکیدار جاگتا ہی \*

عورت نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو خوب زور سے ہلا  
جو اسکی آواز سن کر چور جو گھر میں آیا ہی سو بھاگ جاوے،  
مرد نے ویسا ہی کیا جو رندی نے کہا تھا، اتنے میں چھپر کھٹ کا  
ایک پایا تو ت گیا، کہار نے جلدی اپنے ہاتھ کے آسرے پر  
تھام لیا گرنے نہ دیا، تمام شب وہ سمارہ دیئے بیٹھا رہا اور یہ  
دونوں عیش کرتے رہے جب صبح ہوئی گھر والے نے  
چھپر کھٹ کے نیچے سے نکل کر اُس جوان کو گلے لگایا اور کہا

امی یار، صد رحمت تجھ کو اور تیرے ماباپ کو کہ جیسی  
 تو نے میرے مال کی اور گھر بار کی حفاظت کی ویسا ہی خدا  
 تیرے ایمان کا نگہبان رہے، میں نے تجھے سا صالح اور پرہیزگار  
 کہیں نہیں دیکھا شاید کہ جہان تیرے ہی قدم سے قائم ہے \*  
 یہہ کہہ کر کچھ روپی بہ طریق نذر اُس کو دیئے اور رخصت کیا  
 پھر اپنی جو روکے لگا پاؤں پرانے اور اُسکی عصمت پر صد افرین  
 کرنے اور دعائیں دینے اور کہنے کہ جیسی تو نے میری دلاہی کی  
 شرم رکھی خدا تجھے ویسی ہی جزا دے \*

عورت بولی کہ شکر ہی خدا کی درگاہ میں جو اب تک تیری فرمان  
 برداری میں تجھ سے قصور نہیں ہوا اور شب و روز یہی چاہتی ہوں  
 کہ خدا تیرے سامنے تجھ کو زین کا پیوند کرے کہ اُسی سے  
 میری دونوں جہان میں سرخ روشنی ہے \*

یہ قصہ تمام کر کے تو نے تجھ سے کہا کہ جیسا کہ وہ کمہار احقر  
 اپنی عورت کی بدکاری آنکھوں سے دیکھ کر اُسکے مکر و فریب  
 میں آگیا، میں ویسا ہی قوف نہیں جو تیری میتھی باتوں پر بھول  
 جاؤں اور جہان تو لیب جاوے چلا جاؤں، میں نے کہا وہ کمہار نہایت

واناتھا، اگر تجھ سانادان ہوتا تو اپنی عورت کا بھید ظاہر کرتا تو رندی  
 حمیت اپنے ہم چشموں میں رسوا ہوتا اور وہ دونوں عمر  
 بھر ساری خلقت کے انگشت شمار ہتے، اگر وہ برداشت نہ کرتا  
 تو غصے سے کسی کو مارنا یا آپ مر رہتا \*

تو تباہو لاکہ تو تجھ سے کہتا ہی کہ اگر وہ تجھ سا ہوتا تو وہیں خون خرابہ  
 کرتا، شکر خدا کا کہ تجھے حق تعالیٰ نے آج تک ہر ایک بری بات  
 سے بچا رکھا ہی اور اب تک ایک خون بھی میرے ہاتھ سے  
 نہیں ہوا اور تو اتنے خون ناحق ہر روز کرتا ہی کہ میری عقل میں  
 نہیں آتے، بھلا یہ تو کہہ، خدا کو کیا منہ دکھا دیگا اور کون سی  
 دلیل اپنے بچاؤ کے لئے لاویگا، میں نے کہا تو نہیں دیکھتا  
 میں پانی میں جب پاؤں رکھتا ہوں تو کیسا ہولے ہولے چلتا ہوں  
 کہ مبادا میرے پاؤں تلے کوئی جی آجاوے، تو تباہو لا اسی  
 دغا باز، تیرا ہولے چلنا فریب سے خالی نہیں، پانی میں تو یوں  
 آستے آستے چلتا ہی کہ کسی کو عدم نہ پہنچے لیکن جیتی  
 مچھلیوں کو بے تامل نگل جاتا ہی \*

جب ہر ہر نے دیکھا کہ دونوں کی تقریر میں سراسر خلاف ہی

اور تو جیہہ دونوں کی درست ہی تب خانمان کو فرمایا  
 کہ بگلے کے واسطے سات پارہے کا خلعت جلد لاؤ \* میرا مان  
 نے جلد ہی سے چو گوشے میں نگا حضور میں لا حاضر کیا، پادشاہ  
 نے مجھے خلعت دے اور خاطر داری کر رخصت کیا اور کہا،  
 تو آگے چل، میں تیرے پیچھے توتے کو بھی فاز کے پاس  
 بھیجتا ہوں، میں دو تین روز کے درمیان حضور میں آکر حاضر  
 ہوا پھر کھڑے ہو کر ادب سے کہنے لگا پیر و مرشد، آپ  
 غافل کیا بیٹھے ہیں، لہر آہی کی تیاری کیجئے، ہمدرد جنگ کے  
 ارادے پر فوج لے آتا ہوں، کوئی دن میں یہاں آن پہنچینگا، یہہ  
 بات سنکر قاز اور اسکے وزیر سرخاب نے ہنس دیا  
 اور بگلے سے بطور رمز کے کہنے لگے، کیا خوب، تو اتنی مدت  
 کے سفر میں یہہ تحفہ لایا، بگلے نے عرض کی جہاں پناہ، آپ  
 مانیں یا نہ مانیں جو باتیں سچی اور غیر خواہی کی تھیں سو میں نے  
 خدمت میں گزارش کیں، آگے جو مرضی خداوند کی ہو سو بہتر،  
 پادشاہ نے بگلے سے کہا کہ جتنے تمہارے بھائی بند ہیں سبھوں  
 کو جمع کر کے ہمارے پاس لاؤ ہم ان کو نوکر رکھینگے \*

یہ بات سن کر بکلا بہت خوش ہوا اور قاز سے رخصت  
 لیکر گھر آیا اور اپنے سب بھائیوں کو اور برادری کے لوگوں  
 کو جمع کر کے گکاتب سرخاب نے قاز سے عرض کی کہ خداوند  
 ایسے بد باطن فریبی کو سرکار میں دخیل کرنا نامناسب ہی،  
 قاز نے سرخاب کی بات کا جواب نہ دیا اور یہہ کہا کہ ایسا  
 ماجرا ہم نے اپنے بزرگوں سے کبھی نہیں سنا تھا سو اس  
 کی زبانی سنا شاید یہہ بات سچ ہو، اب تو ایسی فکر کر کہ  
 دشمن غالب نہ ہو سکے، سرخاب نے کہا کہ جہاں پناہ، اس  
 مشورے کے لئے خلوت ضرور ہی کیونکہ اگر کوئی صلاح داناؤں  
 کی مجلس میں کرے گو کہ آواز اُسکی اُن کے کان تک نہ پہنچے  
 تو بھی دے اُسکے ہوتھوں کی حرکات اور ہاتھوں کے ہانے  
 اور سر کی جنبش سے صاف معلوم کر جاتے ہیں \*

پس ایسی جگہ چھوڑا کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اور وہاں  
 کے بیٹھنے کی کسی پر اطلاع بھی نہ ہو، مثل ہی کہ دیوار ہم گوش دارد  
 آخر شہ پادشاہ اور وزیر دونو خلوت میں گئے تب  
 سرخاب کہنے لگا کہ میرے خیال میں یہہ آتا ہی کہ بگلے کو ہد ہد



کے یہاں صلح کے لئے بھیجئے، لڑائی خوب نہیں کیونکہ جنگ  
دوسرا ردخا جانے فتح کس کی ہو، قاز نے یہ اُسکی  
مصالحت پسند نہ کی تب عرض کی کہ اول دو چار عقلمندوں  
کو ہر ہر کے ملک میں جاسوسی کے لئے روانہ کیجئے تاکہ  
اُسکے لشکر کی تعداد اور روز روز کا حوالہ دریافت  
کر کے حضور میں بطور خفیہ نویسی کے پہنچایا کریں، کیونکہ  
پادشاہ کو لازم ہی کہ جب کوئی فکر لاحق ہو تو اُس کا جلد تدارک  
کرے اور ہر گز اُس سے غافل نہ رہے اور جاسوسوں  
کے عیال و اطفال کو بہ خوبی نظر بند رکھئے کہ ورنہ اُس ملک کے  
لوگوں سے مل نہ جاویں اور اپنے لڑکے بالوں کو مخفی بھی  
نہ لیجا سکیں اور تم سے بغاوت نہ کریں \*

قاز نے کہا تیری دانت میں لائق جاسوسی کے کون ہی،  
سرخاب بولا کہ پیلک، لیکن پہلے اُس سے چمکا اور قسم  
لے لیجئے کہ یہ بات (کہ جس کے واسطے ہم تم کو بھیجتے  
ہیں) کسو سے نہ کہیو، اگر وہ بات کسو پر کھلیگی تو برسی سرا  
تم کو دی جائیگی کیونکہ افشای راز میں برسی برسی قبا حتمین ہیں،

تمام ملک میں فساد برپا ہو گا اور کام بھی خاطر خواہ انجام نہ پاوے گا ،  
بات بگرتے جائیگی پھر اُس کا سنوارنا نہایت مشکل ہو گا \*۔

تب قاز نے پیلک کو بلوایا اور جس طرح سے  
کہ سرخاب نے کہا تھا اُسے قسم کھلا مچکا لے خلعت اور پان  
دیکر جامو سی کے لئے بھجوا دیا اور زبانی بھی فرمایا کہ میں دیکھوں  
تو کیسی خیر خواہی سرکار کی کرتا ہی ، بعد دو تین روز کے  
کلنگ کو تو ال نے پادشاہ کے سامنے آکر عرض کی کہ جہان پناہ ،  
ہر ہر جو خوش کی کا پادشاہ ہی اُسکی طرف سے ایسا بھی ہو کر ایک  
تو آتا آیا ہی اور اُسکے ساتھ دو چار رفیق بھی ہمیں سو دیو رہی پر  
حاضر ہمیں اگر حکم ہو تو رو برو آدین ، یہہہ سنکر قاز نے سرخاب  
کی طرف دیکھا اُس نے عرض کی کہ بالذمعل حکم کیجئے جہان بہت  
لو نا پانی اور ہوا زبون ہو تھان اُسکے رہنے کو جگہ مقرر کریں  
جو تو تاجند روز اپنے رفیقوں کے ساتھ وہاں رہ کر معاموم کرے  
کہ یہہہ جگہ اچھی نہیں ، پانی یہاں لگتا ہی ، ہوا بری ہی ،  
جو کہ سنی یہاں رہتا ہی سو اذیت پاتا ہی تب یہہہ احوال اپنے  
پادشاہ کو وہ لکھہ بھیجی گا کہ اس شہر کی آب و ہوا نہایت

مخالفت ہی، جو کوئی یہاں آویکا سو اپنی جان دیجا دیگا، اس خوف سے یقین ہی کہ ہمداد دھرم کا قصد نہ کریگا اور یہ بھی گھبرا کر خود بخود درخواست چاہیگا \*

قاز نے بھی اُسکے کہنے سے ایسی جگہ مقرر کی جو کوئی وہاں کے پانی کی ایک بوند پیوے اور اُس جگہ کی ہوا کھاوے تو مفت اپنی بھلی چنگی جان گنواوے، پھر قاز نے فرمایا تو جو کہتا ہی کہ لڑنا خوب نہیں صالح بہتر ہی کیونکہ اس میں ایک فکرمندی اور اُس میں ہزار اندیشے اور انجام اُس کا معلوم نہیں کیا ہو، یہ بات غلط، کس لئے کہ میرے پاس فوج بہت ہی اور خزانہ بے شمار، خدا کے فضل سے مجھے یقین ہی کہ میری فتح ہوگی تو صالح کی بات ہرگز زبان سے مت نکال بلکہ خدا سے یہ دعا مانگ کہ میری فتح ہو، سرخاب بولا کہ پیر و مرشد یہ لازم نہیں کہ بہت فوج اور خزانہ ہونے سے فتح ہو اگر خداوند سے کہے، نے اس مقدمے میں بصورت ترغیب کے کہا ہو محض غلط ہی کیونکہ آپ کے شکر کے لوگوں نے لڑائی کا منہ اور جنگ کا میدان نہیں دیکھا اس واسطے لڑائی کے نام سے

بہت خوش ہوتے ہیں جبکہ دشمن کی فوج کے سناکھہ ہونگے

تب دیکھو کہ انکے پاؤں تھرتھرتے ہیں کہ نہیں \*

لیکن میں جانتا ہوں کہ مخالف کی فوج کو دیکھتے ہی بھاگیں گے بلکہ

روکے سے بھی نہ روکیں گے کیونکہ انہوں نے آج تک کہیں

لڑائی بھڑائی نہیں کی اور اپنے اپنے گھروں میں فراغت سے

روا کئے ہیں اور آرام طلب ہو رہے ہیں، اس واسطے میں

منع کرتا ہوں کہ آپ ہرگز لڑائی کا قصد نہ کیجئے اور صلح کرنی

بہت خوب ہی اور بہت ایسے ہیں کہ گھر میں لاف زنی کیا

کرتے ہیں، وقت پر کام نہیں آتے اور لڑائی کے میدان

سے جلد بھاگتے ہیں اگر تم کو لڑائی ہی کا ارادہ ہی تو جنوں نے

لڑائیاں دیکھیں ہیں انکو سردار کیا چاہئے نہ انکو جو درے

ہوئے ہوں چنانچہ مشہور ہی، دریا والے نہیں لڑتے مگر

ناچاری سے، جو لوگ آزمودہ کار اور جنگ دیدہ ہیں ان کو

ہمارا فوج کیا چاہئے اور تجھے بگلے کے فحواے کلام سے یوں معلوم

ہوتا ہی کہ ہر ہر آج کل معہ فوج تمہارے ملک میں لڑائی کے

لئے پہنچتا ہی \*

بالفعل صلاح و فتنہ ہی ہی کہ کچھ نہ ہیر اُسکی اجھی سے ہو  
 رہے ، اُسوقت کچھ نہ ہو سکیگی ، اُس میں غفلت نہ کیجئے ،  
 کہتے ہیں کہ دشمن جب تک دور ہی اُس سے احتراز کیا جائے  
 جب نزدیک آ پہنچے تو جنگ کرنا ضروری اور یہی معلوم  
 ہوتا ہے کہ ہمد کی فوج آپ کے شکر سے بہت ہے ، کچھ  
 ایسی فکر ہو جس سے یہ ملک ہمارے قبضے میں رہے اور  
 اسکا کچھ اندیشہ نہ کیا جائے کس واسطے کہ فتح خدا داد ہے \*

قاز نے کہا اس کو بھی تم سوچو کہ کس حکمت سے شہر  
 ہمارا سلامت رہے ، اُس نے عرض کی کہ یہ تو تاجوایلیجی ہو کر آیا  
 ہی اب اُسکو اذیت میں رکھنا مناسب نہیں بلکہ حضور میں  
 بلوا کر ایسی میتھی باتیں کیجئے کہ وہ خوش رہے اور مکان  
 بھی اُسکے واسطے اچھا سا تجویز کیجئے کہ کسی طرح سے  
 تکلیف نہ پادے ، پھر داناؤن کی صلاح سے ایک کوتاہ  
 بنوائے ، قاز نے پوچھا کہ کوتاہ کے بنوانے میں تو کیا فائدہ  
 سمجھا ہے ، کہا کہ قلعہ نردارون کو ضروری کیونکہ برے وقت  
 میں اسکر کوئی سردار پانسی سوار سے اپنے قلعے میں رہے

اور دس ہزار سوار دشمن کے اُسکو محاصرہ کر لیں تو چند روز اُسکو کچھ اندیشہ نہیں، اس عرصے میں کچھ نہ کچھ صورتِ رفاهیت کی ہو جاتی ہی، اگر مخالف کی سپاہ پست جاوے اور کوئی اگر یہ بات کہے کہ دشمن کی فوج بھاگی جاتی ہی، ہرگز اُسکے کہنے سے اُسکا پیچھا نہ کیجئے، اس میں اکثر لوگوں نے دغا کھائی ہی \*

اور عقلمندوں نے کہا ہی کہ جاکا شکریہ بہت نہ ہو اُسکو چاہئے کہ شہرِ پناہ میں رہے، اگر شہرِ پناہ نہ بنالیں تو دیوارِ بن اسکی چاروں طرف سے بلند ہوں اور خندق گہری اور چوڑی ہو اور ہتھیار جتنے چاہیں اُس میں موجود رہیں اور دانے پانی کا بھی ذخیرہ موجود رکھے، جب ایسا بندوبست آگے سے ہو رہے تو یک بیک کسی حریف کا قدم نہیں پرکتا \*

قاز نے سرخاب سے کہا کہ اس کام کے واسطے میں کس کو مقرر کروں کہ جس سے یہ کام اتمام ہو، سرخاب بولا اگر شتابی کام کرنا منظور ہو تو ایسے کو کہئے کہ جس پر اپنا

اعتماد ہو، سو دیا شخص اس سرکار میں سوائے کلنگ  
کو تو ال کے دوسرے مجھے نظر نہیں آتا تب اُسکو اُسی وقت  
بایا اور وہ حضور میں حاضر ہوا \*

اُسکے حق میں بہت سی سرفرازی کر کے فرمایا کہ اسی کلنگ،  
شرخاب کے کہنے کے موافق جلد ایک بر آسا مضبوط قلعہ تیار کر،  
اُس نے اداب بجالا کے عرض کی کہ جہان پناہ، غلام تے اس سے  
چند روز آگے ہی کو ت تیار کر رکھا ہی اور ذخیرہ غلے کا اور  
اسباب لڑائی کا جتنا کچھ چاہئے سب اُس میں موجود کر رکھا ہی،  
یہ بات سنکر قاز بہت خوش ہوا اور قلعہ دیکھنے کو گیا، دیکھ کر  
نہایت پسند کیا اور خاطر جمع ہوئی اور اُسکے حق میں بہت سی  
بخشش اور انعام ہوا \*

بعد کتنے دنوں کے ایک روز کلنگ نے قاز کے رو برو جا کر  
عرض کی کہ خداوند، میگہ سیرن نام کو اپنی برادری حمیت  
دروازے پر حاضر امیدوار قدم بوس کا ہی اور یہ عرض کرتا  
ہی کہ میں آپ کا نام سنکر نوکری کے لئے بہت دور کا چلا ہوا  
سنگل دیپ سے آتا ہوں، اگر مرضی مبارک ہو تو واسطے

ما از مت کے حاضر ہو، قاز نے کہا بہت اچھا، اُسے نوکر رکھا  
 چاہئے، سرخاب بولا کہ جو حکم ہو اسو بجا ہی لیکن بندے کو یہہ در  
 ہی کہ مبادا یہہ کو ابھی بجا ہوا کہہیں بادشاہ ہد ہد کا نہ ہو والا برتی  
 خرابی کریگا، اگر اسکو آپ نوکر رکھینگے تو ر اے مد ن پال  
 سارنگ کی سی مثل ہوگی جو حاکم ترکمان کا تھا \*

قاز نے پوچھا کہ وہ قصہ کیونکر ہی، کہا یون کہتے ہیں کہ ر اے  
 مد ن پال نے کسی وقت اپنی ساری فوج اوڑ برے برے  
 پہاڑ سے ہاتھی لیکر ایک قلعے کو محاصرہ کیا اور چھ مہینے تک  
 لڑتا رہا ہر چند لینے کا قصد کیا پر لے نہ سکا، ناچار ہو کر ایک دن  
 مینا کرن اُسکے وزیر نے (جو بر آدانا تھا) کہا کہ حضرت،  
 شکر مفت مارا گیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا، اب ایسی حکمت  
 کیا چاہئے کہ فوج ہلاک نہو اور قلعہ بھی تھوڑے دنوں میں  
 ہاتھ آوے \*

ر اے نے کہا اگر تیری تدبیر اور حکمت سے شکر ضائع  
 نہو اور قلعہ جلد ہاتھ آوے تو اُسکی قلعہ داری اور دولت تجھے  
 بخشوں، وزیر نے خوش ہو کر تین شخصوں کو بلوایا، ایک



سائیس دوسرا مہات تیسرا باورچی، اُن تینوں کو کئی طرح سے جاسوسی اور فریب کے دھپ سکھائے اور بہت سا انعام اکرام دیکر اُس قلعے میں دغا بازی کے لئے بھیجا، وہ تینوں فقیرانہ لباس بنا کر کسی حیاء سے اُس کوٹ میں گئے \*  
 چند روز وہاں رہ کر وہ لباس تبدیل کر کے اپنے اپنے پیشے کی نوکری وہاں کے راجا کی سرکار میں کر کے ہر ایک اپنے اپنے کام میں جان و دل سے ہمیشہ سرگرم اور چست و چالاک رہنے لگا جب اُن کی خدمت اور چالاک ہر ایک کام میں وہاں کے سرداروں نے دیکھی تب ایک کو اُن میں سے سرکاری میرمطبخ اور دوسرے کو اصطبل کا داروغہ کروایا اور تیسرے کو فیٹانخانے کی داروغگی دلائی، اُنکی طرف سے ہر ایک سردار کی یہاں تک خاطر جمع ہوئی کہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے راجا کی سرکار میں ان تینوں کے برابر محنتی اور خیر خواہ اور کوئی نہیں \*

جب اُنہوں نے دیکھا کہ ہم سے یہاں کے لوگوں کی خوب خاطر جمع ہوئی تب آپس میں ایک نرالی مکان میں اکٹھے

ہو کر کہنے لگے کہ وزیر نے جس کام کو ہمیں یہاں بھیجا ہے اب  
اُسے اس دھپ سے کیا چاہئے کہ آدمیوں اور کھوڑوں  
اور ہاتھیوں کو پرسوں شب کتیں زہر کھیلانے اور یہاں سے  
نکل جائے تب اصطبل کے داروغہ نے سارے کھوڑوں کو  
مہیلے کے ساتھ زہر کھلایا اور میر مطبع نے تمام کھانے میں  
زہر ملایا اور ذیل خانے کے داروغہ بھی سارے ہاتھیوں  
کو رات ب زہر دلوا یا جنہوں نے وہ زہر ملایا کھانا اور دانا اور  
رات ب کھایا، سب کے سب وہیں مر رہے غرض اس طرح  
اپنا کام کر، تینوں نے ایک ساتھ قلعے سے باہر نکل کر اپنے  
شکر میں آ وزیر کو خبر کی کہ جس کام کے لئے آپ نے  
ہمیں بھیجا تھا سو ہم اُس کام کو تمام کر آئے ہیں \*

وزیر نے جا کر پادشاہ سے عرض کی کہ خداوند، آپ کے اقبال  
سے غلام کی تدبیر نے اُس کام کو انجام پہنچایا تب پادشاہ  
یہ خوشخبری سنتے ہی اپنی فوج سمیت بے خدش  
مخالف کے گڑھ میں داخل ہوا اور دشمن کا سارا لشکر تین  
آدمیوں کی سعی سے مارا گیا، دیکھئے حضرت، بیگانے آدمی

کو اپنے کام میں دخل دینا ایسا زبوں ہی \*  
 قاز نے کہا بھلا کیا مضائقہ اُس کوے کو ایک بار حضور  
 میں لاؤ اگر میں اُسے قیافے کے رو سے زیرک و دانادیکھو لگا  
 تو اُس کو نوکر رکھو لگا اور اُس کے لائق کام سپرد کر دو لگا اور  
 اور نہیں تو رخصت کیا جائیگا، سرخاب نے جو مزاج قاز کا  
 کوے کی طرف مائل دیکھا تو اُس کو اپنے ساتھ حضور میں  
 لایا اور پادشاہ کے قدموں پر ڈلوا یا قاز نے جب اُسے  
 امتحان کے رو سے دیکھا اور اُس کی گفتگو سنی تو بہت محظوظ  
 ہوا اور لائق رفاقت کے جان کر اپنا رفیق کیا \*

ایک روز سرخاب نے عرض کی پیر مرشد، قلعہ خاطر خواہ بن  
 چکا ہی اور اسباب کرائی کا بھی جتنا چاہئے سب موجود  
 ہو چکا اب تو تے کو رخصت کیجئے، یہاں رہنا اس کا خوب  
 نہیں، کیونکہ اگر یہ زیادہ رہیگا تو یہاں کے تمام احوال سے  
 واقف ہوگا اور اپنے پادشاہ سے مفصل بیان کریگا، سرخاب  
 کی یہ صلاح قاز کو نہایت پسند آئی اور بارعام کا حکم کیا، جتنے  
 آبی جانور تھے اپنی اپنی جگہ پر مجلس میں دوبار کے وقت برابر

ہاتھ باندھ کر آن کھڑے ہوئے اتنے میں حکم ہوا کہ ہد ہد کے اباجی  
کو بلاؤ لوگ دوڑے اور اُس کو حاضر کیا اُس نے ادب  
سے کھڑے ہو کر دور سے مجرا کر کے عرض کی کہ خداوند ، اگر  
حکم ہو تو اپنے پادشاہ کا پیغام حضور میں عرض کروں قاز نے  
اشارہ کیا کہ ہون ، تو تابھاری آواز سے کہنے لگا کہ غلام کے  
شاہنشاہ نے فرمایا ہی کہ اگر قاز کو اپنی جان اور ملک و  
مال عزیز ہی تو اپنے گلے میں کلھارتی ڈال کر جلد میرے قدموں  
پر آکر گرے اور عاجزی سے اپنی تضرع معاف کروادے والا  
اپنے واسطے جگہ رہنے کی دوسری تھمادے حضرت سلامت  
ہمارے پادشاہ کی لڑائی کی فوج اب تک تمھاری سرحد سے  
دو رہی آپ کے حق میں بہتر یہ ہی کہ کچھ ہاتھی اور اونٹ  
اور کھوڑے اور کچھ روپی اور اشرفیان اور جواہرات  
بطور پیش کش جلد روانہ کیجئے کہ میرے پادشاہ کی  
اطاعت تمھارے واسطے سراسر فائدہ ہی ، اگر یہہ کیجئے تو  
شاید تمھارے خاں پر ہمارا پادشاہ مہربان ہو اور تمھارے  
ملک کو خاک سیاد نہ کرے \*

جب قاز فے تو تے کی زبان سے بے باتیں سنیں، غصے سے آگ ہو گیا اور فرمایا کوئی ہی کہ اس بے امتیاز کے بال و پیر اُکھاڑ کر حضور سے دور کرے، کو ا جو دست بستہ کھڑا تھا، بولا کہ اگر غلام کو حکم ہو تو اس بے ادب کی واقعی خدمت بجالا دے کہ پھر کوئی ایلیچی کسی بادشاہ کے حضور ایسی گستاخی نہ کرے، اس میں سرخاب نے کہا کہ ایلیچی کو مارنا شاہ نے عالی مقدار کے آداب سے بعید اور موجب بدنامی کا ہی اور دانا کہینگے کہ سرخاب وزیر سفید دارہی حضور میں حاضر تھا، ایسی نالائق حرکت کیوں ہو نے دی، کیا اتنا نہیں جانتا تھا کہ ایلیچی کو زوال نہیں، خدا نہ خواست، یہ بات ہو گی تو کسی بادشاہ کے یہاں سے ایلیچی پھر کبھی نہ آویگا اور بزرگوں نے کہا ہی کہ جس مجلس میں کوئی بوڑھا نہ رہے تو یقین ہی کہ کچھ نہ کچھ کام دہان بگرتا ہی اور اُسکو مجلس نہیں کہتے، جہاں پناہ، میں جھوٹہ نہیں عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی بادشاہ نے ایلیچی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا، ہر چند وہ گستاخی کرے پر اُسے ہرگز بادشاہ خاطر میں نہیں لاتے ہیں اور تو تا سا ایلیچی کم پیدا ہوتا ہی، اگر اُسکو

قتل کریں گے تو آئندہ بہت بچتا رہے \*

آخر مرغاب وزیر کے کہنے سے قاز بادشاہ کا دل مائل ہوا اور اُس کو خلعت اور ہیرا مرمت کر کے رخصت کیا، بعد کتنے ایک دنوں کے وہ اپنے بادشاہ کے پاس جا پہنچا، اُس نے پوچھا کہ اسی تو تھے وہاں سے تو کیا کام کر لایا اور تجھ سے کیا کیا جواب و سوال درمیان آئے اور ملک اُس کا کیسا ہی اور تجھ کو رخصت کس طرح کیا \*

اُس نے عرض کی جہاں پناہ کچھ نہ پوچھئے، لڑائی کی تیاری کیجئے اور میں نے جواب و سوال دلیری سے مانند مردوں کی کیا اور اُسکی سلطنت کے رعب سے ہرگز نہیں دبا جو آپ کا پیغام تھا سو سر مجلس قاز کو پہنچایا اور ملک جو قاز کے قبضے میں ہی اُسکی تعریف تجھ سے ہو نہیں سکتی، میری دانست میں تو بہشت پر فوقیت رکھتا ہی جب میں وہاں پہنچا تو مجھے ایک زبون جگہ میں نظر بند رکھا اور اُس نے برسی محنت سے ایک قلعہ بنوایا ہی اور لڑائی کا بہت سامان اُس میں جمع کر دیا ہی لیکن جس وقت خداوند کی فوج اُس ملک کے لینے کو

چڑھے گی تو یقین ہی کہ پہلے ہی طے میں وہ حصار فتح ہو گا اور  
ملک اس کا مفت ہاتھ آویگا \*

تب کرگس وزیر نے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ تو نادان سے  
برسوا ہو کر آیا ہی، اُس سے پوچھا کہ میں نے یوں سنا ہی کہ  
قاز نے تیری برائی مدارات اور خاطر داری کی اور طرح طرح کے  
کہا نے تیرے واسطے بھیج دیا کرتا تھا، تو نے جواب  
دیا اسی وزیر، یہ بات سراسر غلط ہی، سوائے یہی کے کچھ  
مجھ سے اُس نے نیکی نہ کی، میں نے یہ غنیمت جانا کہ اُس نے  
مجھ جیتا چھوڑا، یہ سنتے ہی ہر ہر کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا،  
اُس خفگی کی حالت میں حکم کیا کہ اجی میرا خیمہ باہر نکالے، کرگس  
نے عرض کی کہ پادشاہوں کو اتنی جلدی نہ چاہیے کہ اس میں  
کام بگڑتا ہی، کچھ سنوارنا نہیں، مناسب یہ ہی کہ آج  
سب امراؤں اور رسالہ داروں کو صلاح کے واسطے حضور میں  
بلائے اور اُن سے بہت بات کہئے کہ بھائیو، ایک مشکل  
درپیش آئی ہے، کچھ ایسی نیک صلاح کیجئے کہ وہ  
مشکل آسان ہو، سب نے سنکر پوچھا کہ وہ کیا ہے، فرمایا کہ قاز

نے ہمارے ایالچی سے نہایت بد سلوکی کی اور قلعہ بنا کر  
 لڑنے کو مستعد ہوا ہی سو میں بہہ چاہتا ہوں کہ اُس کا کوت  
 اور ملک میرے ہاتھ آوے \*

سبھون نے متفق ہو کر عرض کی جہان پناہ ، ہم کو جو فرماؤ  
 سو ہم ایک پاؤں پر حاضر ہیں اگر ہماری صلاح کیجئے تو قاز سے  
 لڑائی کیجئے ، کیونکہ خداوند کی بھلائی اور بہت ہم کو جنگ  
 ہی میں نظر آتا ہی اور اس اندیشے کو ہرگز خاطر مبارک میں  
 دخل نہ دیجئے اور کچھی بکی بات پر بھی کسی کی کان نہ رکھئے ،  
 فتح شکست اختیار خدا کے ہی تب ہد ہد بولا کہ تو تے نے  
 قاز کے ملک کی بہت سی تعریف کی ہی ، تجھے یقین  
 ہی کہ وہ جھوٹہ نہ ہو گی ، بہہ کہہ کر اُن کو حکم کیا کہ اپنی اپنی فوج  
 ر سالوں کو جلد تیار کرو اور پنجو میوں کو بلو ادین جو اپنی پوتھیوں  
 کو دیکھ کر لڑائی کی نیک ساعت تھہرا دین \*

وزیر نے عرض کی جو آپ نے حکم کیا سو بجا ہی اور سب  
 کو قبول لیکس غلام کی بالفعل صلاح بہہ ہی کہ چند روز اپنی  
 گاہہ سے حرکت نہ کیجئے کہ شکرت تمام کمال جمع ہو ، ایک دانا



سردار کے ساتھ دو ہزار سوار جلد روانہ کیجئے کہ جہان کہیں  
 مارا میں بہت پانی ہو و ان جا کر ہمیں ، تافوج قاز کی اُدھر گزارہ  
 نہ کر سکے اور قاز کے لشکر کی خبر ہر روز حضور میں پہنچایا  
 کریں ، ہمد نے کہا اسی وزیر ، اپنی گویائی کی کہان اپنے ہاتھ  
 سے چینک کر اپنی عقل کے میان سے تیر تلوار میرے ہاتھ  
 دے کہ مخالفوں کے سردوں کو بے دریغ کاٹوں \*

وزیر نے کہا جو کچھ ارشاد ہو سو اُس کے موافق میں بجلاؤ گا  
 لیکن جو باتیں میں نے اپنے بزرگوں سے سنی ہیں اگر حکم ہو  
 تو عرض کروں ، فرمایا کہہ کر گس بولایوں سنا ہی کہ جب کوئی  
 پادشاہ کسی لڑائی پر جاوے تو اُس کو لازم ہی کہ پہلے اپنی  
 سپاہ کو انعام و اکرام اور میتھی باتوں سے خوش کرے ،  
 کس واسطے کہ سپاہ کی خوشی میں دولت خواہی اور بھلائی  
 سرکار کی ہی اور جب کوچ کرے جہان کنارہ دریا کا یا جنگل یا  
 پہاڑ دیکھے ، و ان غافل نہ رہے اور برسی خبر داری اور ہشیاری  
 سے اُس جگہ مقام کرے اور برے برے اُمرائے اپنے پاس  
 اور اچھے اچھے تیر انداز اور گلیے اچوک اور تیز باز اور

نئے نئے پہاوان جوان ہنرمندوں کو مسلح کر کے دہنئے بائیں  
اور آتش کے پرکالے برقند از چالاک سپاہیوں کو آگے  
پیچھے رکھے اور خزانے کے اُوپر مضبوط لوگوں کو محافظت  
کے لئے متعین کرے کس واسطے کہ اگر فوج مخالف میں  
سے کوئی خزانے پر آپرے تو اُسکے جواب دہ رہیں اور  
اُوپر جو کوئی لشکر میں سے بیمار ہو جاوے یا لنگر ایا ہو رہا یا لڑکا  
ہو اپنے ساتھ رکھے اور اُن کے احوال سے غافل نہ رہے اور  
اسی طرح بادشاہ اولاد و یرمعه فوج منزل بمنزل جاوین اور  
جس جگہ کہ مقام کریں اگر وہاں کسی نوع کا کچھ خوف و خطرہ  
معلوم ہو تو اپنے لشکر کی چاروں طرف غار بندی بہ طور حصار  
کے کریں اور تیراندازوں پہلوانوں سپاہیوں کو اُس کوٹ  
کے آس پاس واسطے چوکی پہرے کے بنوادیں اور بادشاہ  
آپ اپنے خاص مصاحبوں کے ساتھ بیچ میں رہے اور خزانہ  
اپنے قریب رکھے اور فیلمان جنگی تیار رکھے تاکہ لڑائی کے  
وقت کام آویں اور امراؤں کو کوتاہی میں اپنے پاس رہنے کو  
جگہ دیوے اور ہاتھیوں پر چوڑے اور انبار بان اور گھوڑوں

پرنزین اور پامین کسوائے رکھے \*

زرد پوش جوانوں کو دروازوں پر بیٹھلا کر کہہ دیوے کہ ساری رات اپنی اپنی باری جاگتے رہیں اگرچہ فوج اور چوکی بہرے کی طرف سے خاطر جمع ہو پر بادشاہ کو لازم ہی کہ اپنی ہشیاری اور نگہبانی آپ کرے اور اپنی فوج سے تین کوس آگے دشمن کے لشکر کی طرف چالاک سواروں کو بھیجے کہ چلتے چمرتے جاگتے کھانتے کھنکارتے آنکھوں میں ساری رات کاتیں اور جب روز روشن ہو تب دیکے اور دماے کا حکم فرماوے کہ اُسکی آواز سنکر دشمن کا دل دھڑکنے لگے جب بگائے ملک کی سرحد میں پہنچے تو اپنی سپاہ کو طلب تخواہ دیوے، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ بادشاہ کے کام میں سپاہی خالی ہاتھ محنت اور جان فشانی کریں اور لڑائی میں اپنے سر کٹوا دیں، سب کوئی خدا کے بندے ہیں جب اُنکو اور اُنکے لڑکے بالوں کو کھانے پینے سے فراغت اور آسودگی حاصل ہو تو البتہ کام آویں گے \*

جب پادشاہ لڑائی پر چڑھے تو چاہئے کہ بدوبست فوج کا قریب

سے کرے، سب سے آگارتی تو پخانہ چنے اور اُسکے پیچھے  
تو پخانہ دستی اور اُسکے پیچھے پادشاہ کی قورمیں اُمرافیل  
نشین اور اُسکے پیچھے سوار و نکاغول اور اُن کے پیچھے  
کچھ جنگی ہاتھی اور دہنے طرف بانداز اور ہتھمالین  
اور پہلوانان جنگ آزمودہ اور بائیں آلتگ تیرانداز اور  
شترالین اور جوان لڑائیان دیکھے ہوئے اور کچھ سپاہی ایسی  
جاگہ میں چھپا رکھیں کہ کسوپر معلوم نہ ہو اور اپنی گھات میں  
لگے رہیں کہ وقت پر کام آوین جب دشمن کی طرف سے  
زیادتی دیکھیں تب دونوں طرف سے اپنی فوج کی تکبیر  
کہتے ہوئے آگے برہمیں اور مخالف پر حملہ کریں اور قاضی  
اور خطیب شکر میں واسطے نماز پڑھانے کے موجود رہیں  
اور جو کوسئی جان بازی کرے یا زخمی ہووے اُسکے حق میں  
پادشاہ مہربانی اور موافق حال اُسکے تسی اور بخشش کرے  
اور انعام اور اکرام کرے جب جانے کہ فوج حریف کی  
سپاہوں کی تہہ ہی سے پس پانہیں ہوتی تب حکم کرنے  
کہ سب فیان جنگی اور تمام فوج ایک دل ہو کر یکایک حملہ

کمرین ہاتھی ایکبارگی اُن پر ہو لیں کہ سردشمنوں کا اُن کے پاؤں کے نیچے روند اجاوے، غریب پرور، اگر اپنی فوج میدان میں اور دشمن کی جنگل میں ہو تو ہرگز ہاتھی اور سواروں کو اُس میں جاتے نہ دیجئے اور حکم کیجئے کہ سب سردار اور سپاہی اُتارے ہو ہتھیار پکڑیں اور ایسی جان فشانہ کمرین کہ جس سے حریفوں کی سیخ کنی ہو جاوے اور جو کوئی مذہبی یا گہری جھیل سیچ میں دونوں لشکروں کے آپرٹی ہو تو کشتیوں پر فوج کو چڑھا کر ایسی تہ بیز سے لڑاویں کہ دشمن بے شمار مارے جاویں اور اُن کے سروں کا چہرہ بندہ جاوے \*

اگر قازکات شکرندی میں یا میدان میں نہ لڑے اور قلعہ پکڑے، اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دو کہ اُس کے ملک میں جہاں غلہ پاویں لوٹ لیویں جو لوٹ سے زیادہ ہو تو پھونک دیویں، تالابوں کا پانی کات دین، کھیتیاں گھوڑوں کو کھلا دیں، باغات کو لتا دیں گھاس کی ٹالیں لکڑیوں کے دھیر جلوا دیں اور جس جس چیز سے اُن کو فائدہ ہو اُس کو آگ دے دیویں اور

جس جگہہ نالاب یا جھیل وغیرہ ہو اُس کے گرد لشکر رکھیں  
 کہ پانی بند ہونے سے دے عاجز ہو وین اور دوسری عرض  
 یہ بھی کہ جب لشکر پر دشمن کے خدایتعالیٰ آپ کو فتح  
 دیوے تو مناسب ہی کہ فوج کو اپنی مخالف کی اوت اور  
 پیچھا کرنے سے باز رکھیں، کس واسطے کہ جس وقت  
 تمام سپاہی روپی کی طمع اور نا فہمی سے اپنی دلیری  
 جانے کے لئے تم کو چھوڑ کر اُس طرف متوجہ ہوین تو تم  
 میدان میں اکیلے رہ جاؤ گے، خدا نہ کرے کہہیں قاز نے ہشیاری  
 سے فوج پوشیدہ رکھی ہو، کیونکہ مدبر پادشاہ دو راہدیشی  
 سے کچھ لوگ مخفی رکھتے ہیں کہ ہر وقت کام آدین، وہ تمہیں  
 تنہا پا کر آپرے اور گرفتار کر لے جاوے، ذبح ہو کر شکست  
 ہو دیگی اور سلطنت خاک میں مل جاوے گی، پھر خانہ زادوں  
 سے بغیر خاندان کے کچھ نہ بیر نہ بن پر دیگی اور فوج مفت برباد  
 ہو جاوے گی \*

پادشاہ نے کہا ای کر گس وزیر، تو نے بہت کچھ کہا،  
 اب اتنا کہنا کچھ ضرور نہیں تو میرا وزیر ہی میرے پاس رہے گا

جو تو جانتا ہی اور اپنے بزرگوں سے سنا ہی لڑائی میں  
اُسکے موافق کیجیو، دونوں اسی گفتگو میں تھے کہ قاز کو ہد  
کے سوار ہونے کی بہر خبر پہنچی کہ وہ نیک ساعت میں اپنے  
مقام سے ساری سپاہ لیکر سوار ہوا اور پیلک جاسو سون  
کے سردار نے بھی (جو بھیجا ہوا قاز کا تھا) اپنی برادری میں  
سے ایک جاسوس کو دوڑا کر اُسکی زبانی بہر پیغام کہلا بھیجا  
کہ حضرت، غافل کیا بیٹھے ہمیں ہد تاجدار ساتھ شکر بے شمار  
کے جنگ کے ارادے گنگا کنارے آ پڑا ہی آپ بھی  
بہت ہشیار اور خبردار رہیں گے، کیونکہ کرگس وزیر ہد کا  
بچے نہایت عقلمند نظر آتا ہی اور اُسکے فحوائی کلام سے  
یوں معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے کسی کو جاسوسی کے واسطے  
تمھارے قلعے میں بھیجا ہی \*

بہر بات سنتے ہی سرخاب بولا کہ امی پادشاہ، غلام نے  
آگے ہی عرض کی تھی کہ کو اہد کا بھیجا ہو امی، سو امی اُسکے  
گوئی دوسرا نہ ہو گا، قاز نے کہا جو تو کہتا ہی سو اسی بات کم  
ہوتی ہی اگر کو اہم سے موافق نہ ہوتا، تو تے کے مارنے

کو نہ اُٹھتا اور قلعے میں اپنے لڑکے بالوں سمیت نہ آتا \*  
 سرخاب نے کہا یہ سچ ہی کہ وہ اپنے لڑکے کو ساتھ  
 لا کر رہا ہی لیکن اس کو یاد رکھئے کہ وہ کبھی نہ کبھی دغا کریگا،  
 قاز نے جواب دیا امی سرخاب، نئے نوکر کے برابر پرانا چاکر  
 نہیں ہوتا وہ نمک حلال اور کار گزار ہوتا ہی اور ایسا کام  
 کرتا ہی کہ قدیموں سے نہیں ہو سکتا مگر تو نے قصہ بیربل  
 راجپوت کا نہیں سنا جو نیا نوکر ہوا اور اپنے بیٹے کو راجا کے  
 بدل قربان کیا، سرخاب نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہی \*

قاز نے کہا میں نے یوں سنا ہی کہ ایک دن رازے منہ دک  
 راج کے تخت پر بیٹھا تھا، حجام نے آکر خبر کی کہ ایک شخص  
 بیربل نام راجپوت دہال تلواریا بندھے دروازے پر گھرا  
 امیدوار میجرے کا ہی، رازے نے اشارت کی بلاؤ تب  
 اُس نے بموجب حکم حضور میں لا کر قدم بوسی کا مشرف  
 کروایا، راجا نے پوچھا تو کون ہی کہاں سے آیا، بولا سپاہی  
 ہوں، آپ کا نام سن کر آیا ہوں، فرمایا کہ تو ہماری نوکری کریگا،  
 عرض کی جو میرے واسطے کچھ کام مقرر کیجئے تو البتہ حاضر ہوں



تاکہ مجھے بھی یہہ معلوم ہو کہ آپ خاوند ہمیں مین نوکر ہوں، پوچھا  
 درماہ کیا لگا اور کام کیا کریگا، کہا پانسی اشرفیان روزینہ  
 لو لگا اور آپ کی خدمت میں شب و روز حاضر ہو لگا، کہا تیری  
 رفاقت میں کتنے لوگ ہمیں، جواب دیا ایک تلوارد و نون  
 باز وہی میرے رفیق ہمیں، فرمایا کہ ایک آدمی کو اتنا روزینہ  
 نہیں دیا جاتا، بیربل سلام کر کے چلا \*

دیوان نے غرض کی خاوند، اس میں کچھ فی ہی، ایسے شخص  
 کو نہ چھوڑا چاہئے، اگر بہت نہیں تو تھوڑے دنوں کے لئے  
 رکھ کے دیکھئے تو معلوم ہو کہ یہہ کیسا ہی اور کیا کچھ نمک  
 حلالی کرتا ہی، جو کام کسی سے نہ ہوا اگر یہہ کریگا تو رہیگا، نہیں جواب  
 پاویگا، راعے نے دیوان کی بات بہت پسند کی، اُسکو  
 بلا کر نوکر رکھا اور روزینہ موافق قرار کے دیا اور ایک آدمی  
 پوشیدہ اُسکے ساتھ مقرر کیا کہ اُسکا احوال مفصل دریافت  
 کر کے ہم سے کہے، بیربل اشرفیان نے رخصت ہو کر اپنے  
 گھر گیا اور اپنی جورو سے کہنے لگا کہ آج میں راعے مندوک کا  
 چاکر ہوا ہوں، یہہ روزینہ جو آج کا میں نے پایا ہی سو اس میں

سے ایک دن کا خرچ رکھ کر باقی گیان کے نام پر بابت دے  
 یہ کہہ کر راجا کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس  
 آدمی نے اس بات کو سن کر اپنے خاوند سے جا کہا، راجا یہ  
 سن کر سخت تعجب میں رہا، ہر روز اپنا روزینہ سرکار سے لیتا  
 اور اُسی طرح بھوکھون کو دان کر دیتا اور آٹھ پہر راجا کی  
 چوکی دیا کرتا، اور کبھی آپ سے رخصت گھر کی نہ چاہتا،  
 یوں ہمیں چند روز گزرے \*

ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ برسات کے موسم میں ایک  
 شب بادل گرج رہا بجلی چمک رہی اور منہ برس رہا تھا، اندھیرا  
 ایسا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے، اُسی کتھن میں بیربل کھڑا  
 چوکی دیتا تھا، یکایک ادھی رات کے وقت آواز ایک عورت  
 کے رونے کی جو رائے کے کان میں پڑی، نیند سے گھبرا کر  
 چونک اُٹھا، شمع ہاتھ میں لے گھر کے آگن میں کھڑے ہو کر  
 پکارنے لگا کہ کوئی ہمارے چوکیداروں سے جاگتا نہیں یا نہیں،  
 بیربل آداب بجالایا اور تندرست کر کے عرض کی کہ غلام حاضر  
 ہی نسب پوچھا تو کون ہی، جواب دیا کہ میں بیربل بنافو کر

سرکار کا، کہا تو اپنے گھر کیون نہیں گیا، بولا کہ میری بہہ تو ہی کہ جب کسی کا نوکر ہوا، بغیر اُسکے کہیے اپنے گھر یا اور کہیں نہیں جاتا دن کو اُسکے پاس رہتا ہوں اور رات کو گھر آچو کی دیا کرتا ہوں، شمع جو راجا کے ہاتھ میں تھی اُسکی روشنی سے اُس نے دیکھا کہ آنکھوں سے راجا کی آنسو بہتے ہیں، حیران ہوا کہ ان کے رونے کا سبب کیا ہی، آخر شپو چھا کہ مہاراج، آپ کیون روتے ہیں، راجا نے فرمایا کہ ایک عورت کہیں ایسے درد سے روتی ہی کہ اُسکی آواز سوزناگ سے میرے دل میں آگ لگی ہی اور اُسکے دھوئیں کے سبب میری آنکھوں سے اشک جاری ہیں \*

بیربل سر اپنا جھکا کر بولا کہ غلام گو کیا حکم ہو تا ہی، راجا نے فرمایا کہ تحقیق کرو کہ وہ عورت کہاں ہی اور کس واسطے روتی ہی اگر مفلس ہی تو اتنے روپیہ دلوادو کہ باذِ عمر کو اُسکی کفایت کریں، بیربل بہہ حکم سنکر جھرمے وہ آواز آتی تھی اُدھر چلا، راجا نے دیکھا کہ بہہ اکیلا اندھیری رات میں باہر اُسکی تلاش کے لئے جاتا ہی تب خاطر میں یوں گذرا کہ

مناسب نہیں یہ تنہا جاوے بہتریوں میں بھی اُسکے پیچھے جاؤں اور دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے، ہاتھ میں تلووار لیکر پیچھے پیچھے اُسکے ایسا دے پاؤں ہو لیا کہ ہرگز اُسے خبر نہ ہوئی، شہر کے باہر جا کر چاروں طرف دوڑا آخر ایک جگہ کھڑے ہو کر اُسکی آواز پر کان لگائے تب اُسکی آواز سنی کہ دکھن کی طرف سے آتی ہے، اُدھر بھی چلا اور راجا بھی اُسکے پیچھے چلا جاتا تھا اور یہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا تو کر خیر خواہ ہے کہ اپنے خاوند کے حکم پر کیسی محنت اور جان فانی کرتا ہے \*

آخر بیرباں کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت جوان خوب صورت زار زار روتی ہے، بولا کہ امی ماما، تو نے اتنا مجھے کس لئے دوڑا مارا اور سب روئے کا تیرے کیا ہے، اپنا احوال کہہ، عورت نے جواب دیا کہ میں عمر اس ملک کے راجا کی ہوں اور دولت سے اُسکی خوب میں نے آرام پایا ہے، اب زندگی اُس کی آخر ہوئی ایک پہر ات باقی ہے آفتاب کے نکلنے ہی راجا مرے گا، بیرباں نے یہ بات سن آہ

کھینچ کر پگڑی اپنی زمین پر دے ماری اور کہا کیا کروں قضا کے  
تیر کی دھال نہیں اگر کسی آدمی زاد سے کام پرتا تو میں  
اپنے حوصلے کے موافق اُسکی تہ بیر کرتا کہ جس میں راجا  
زندہ رہتا اور یہ کہہ کہا کہ امی عورت، کسی طرح راجا کی جان  
بچ سکتی ہی، وہ بولی کہ امی مرد، اگر تجھ سے ایک کام  
ہو سکے تو مجھے اُمید ہی کہ بچے، یہہ بولا کہ تم کہو اگر خدا چاہے  
تو اپنے حتی المقدور محنت اور تہ بیر میں قصور نہ کرونگا،  
آگے اختیار خدا کے عورت نے کہا سن امی عزیز، ایک  
نیشنو کر راجا کی سرکار میں بیر بل نام ہی اُسکے لاکھوتا بیٹا  
خوبصورت کہ اُس میں چھتیس لچھن نیل بختی کے موجود  
ہیں، اگر تو اُس بچے کا سرکات کرینگلا دیسی کے آگے رکھے  
اور یہہ کام بھرہ سے سورج نکلنے کے آگے سرانجام ہو تو  
یقین ہی کہ راجا کی جان بچگی اور سو برس عمر اُسکی زیادہ برہمیگی \*  
یہہ بات کہہ کر وہ عورت تو نظر سے غائب ہو گئی،  
راجا جو اُس کے پیچھے کھڑا تھا یہ سب باتیں اپنے کانوں  
سین، بیر بل و مان سے جلد دوا کر اپنے گھر آیا اور عورت

کو اپنی جگہ کرسب کیفیت جو گندری تھی سو کہی، اُن نے سنا کہ یہ جواب دیا کہ اگر میرے بیٹے کے سر دینے سے راجا کی جان بچے تو خوش نصیبی ہمارے کمال ہی کس واسطے کہ ہم اُس کا نیک اُسی ہی دن کے لئے کھاتے ہیں کہ کتھن میں کام آوے اور کہا اسی بیربل، جلدی کر مبادارات تمام ہو جائے اگرچہ خاوند کی موافق مرضی کے یہ بات کہتی تھی لیکن ہرمادری سے ایک دم میں اتار دئی کہ سازا بدن اپنا اور لڑکے کا بھیگ گیا، بیربل اُسکی یہ حالت دیکھ کر لڑکے کو جلد لیگیا اور منگلا دیسی کے دہرے میں جا کر اُس کو نہلایا اور لڑکے سے ذبح کرنے کی اجازت چاہی، وہ بھی راضی ہوا کہ مجھ کو راجا کے بدلے جو تو بل دیتا ہے تو اچھا ہے، اِس کام میں پوچھنا کیا ضرور ہے، جلدی کر \*

بیربل نے جب یہ اُس سے سنا کہ لڑکا بھی فدا ہوئے پر خاوند کے حاضر ہی اور حق نعمت کا اُسکی ادا کیا چاہتا ہے تب اُس کو گو دین لیکر ذبح کیا اور لہا، شکر ہی خدا کا کہ میرے فرزند نے جان دینے میں کچھ خوف نہ کیا، سر نیچے کر دے گیا اور اپنے دل

سے کہا کہ حق خاوند کا اپنی گردن سے مین لے ادا کیا اور میرا  
 پہی ایک فرزند تھا کہ جان اُسکی میری آنکھوں کے آگے تلوار  
 کے نیچے لٹکی، اگر میں اس کا اب غم کروں تو کیا فائدہ، بہتر یہ  
 ہی کہ بیتے کے پیچھو میں بھی جاؤں، بعد اُسکے اپنا سر بھی اُسی  
 تلوار سے کاٹتا، عورت اُسکی (جو اُس وقت پیچھے لگی ساتھ چلی  
 آئی تھی اور دور سے چھپی یہ ماجرا دیکھتی تھی) بیتے کا ذبح کرنا  
 دیکھ کر بے ہوش ہو گئی \*

بعد تھوڑی ایک دیر کے جو ہوش میں آئی تو کیا دیکھتی ہی کہ  
 دریا میں لہو کے سر بیتے اور خاوند کا پانی کے بابلے کی طرح تر تا  
 پھرتا ہی، اُسکو دیکھ کر کچھ اُن نے اپنے دل میں فکر نہ کی  
 اور سراپنا خاوند اور بیتے کے پاؤں پر رکھ کر اُسی تلوار سے  
 کاٹا، راجا دور سے یہ حال دیکھ کر اُن تینوں سرکتوں کے نزدیک  
 آیا اور ایسا رویا کہ آنکھوں سے اُسکی اتنے آنسو جاری ہوئے  
 کہ اُس جگہ ایک سیلاب ہو گیا اور دیکھا کہ اُس سیلاب  
 میں دیہی معہ بت خانہ دو بنے پر ہی تب راجا نے اپنے دل میں  
 کہا کہ ان تینوں نے میری جان کی خاطر اپنے سر فدا کئے اگر

میں ایسی حالت دیکھ کر جیون تو میرے برابر دوسرا کوئی سنگدل نہ ہو گا جلد بت خانہ میں آن کر اُن تینوں کے پاؤں چوم کر یہ شعر پڑھا \*

\* خدمت شاید ہو سکتی نہیں کیا کیجئے \*

\* سر تو کیا ہی جو کر دن پائے عزیزان پر نثار \*

اور چاہا کہ ہر اپنا عورت کے پاؤں پر رکھ کر تلواریں کاٹے ! تنے میں دیہی نے حاضر ہو کر ہاتھ راجا کا پکڑا اور کہا کہ بیربل نے نمک حلائی کی ہے، تجھے لازم نہیں کہ تو اپنا سر دیوے، راجا جٹے کہا جو ایسے نمک حلال نوکر کے لئے اپنا سر نہ دوں تو زندگی بے لطف ہی \*

دیہی یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور بولی کہ میں تجھ سے نہایت راضی ہوئی جو کچھ تو چاہے سو مانگ کہ میں خدا سے تیرے واسطے مانگوں، راجا بولا کہ خدا کے فضل سے میرے یہاں سب چیز موجود ہیں، کسی بات کی کمی نہیں اگر تجھے کچھ قوت ہی تو خدا سے یہ دعا مانگ کہ یہ تینوں جی اُتھیں، یہ سنکر دیہی دعا کرتے ہی نظر سے غائب ہوئی وہ نہیں دے



تینوں اُتھ کھڑے ہوئے \*

راجاؤں سے چھپ کر اپنے مکان میں آ بیٹھا اور کیا دیکھتا ہی کہ بیربل تلوار ہاتھ میں لئے پیچھو سے آن پہنچا، راجا نے غصے سے کہا ای بیربل، جس کام کے لئے تجھے بھیجا تھا کیا غضب ہوا کہ تو نے اُسکا جواب بھی نہ دیا، بیربل بولا کہ ایک عورت میدان میں روتی تھی، جون تجھے دیکھا وہ نہیں اُتھ کے چھپ گئی، میں نے وہاں ادھر ادھر پھر کر بہتیرا پکارا پر اُس نے مجھے جواب نہ دیا، کچھ معام نہ ہوا وہ کہا چلی گئی، راجا نے یہ بات سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہا جو شرطیں سخاوت اور شجاعت اور جان بازی بادشاہوں اور راجاؤں میں چاہئیں سو میں نے سب تجھ میں پائیں، میری زبان نہیں جو تیرا وصف بیان کروں اور جو کچھ نیکیوں اور خوبیوں سے رات کو بہ چشم خود دیکھا تھا سو سب اپنے مصاحبوں سے کہا اور بیربل کو گلے لگا کر خلعت دیا اور روپی بہت سے بطریق انعام کے بخشے اور اپنے ملک کی حکومت میں اُس کو شریک کیا \*

پھر قاز بولا اسی سرخاب، بیر بل نیا نو کر تھا، دیکھہ تو اُس نے  
 کیسا کام کیا، یہ بات سنکر سرخاب نے جانا کہ کوئے کے ساتھ  
 دل سے موافقت رکھتا ہی، اس واسطے بات اپنی مختصر  
 کی اور کہا اسی قاز، وزیر وہ ہی کہ سوائے راستی کے  
 بات نہ کہے اور خوش آمد نہ کرے، اگرچہ پادشاہ نے  
 اُس کی عزت کی ہی، لیکن وہ سخت کمینہ اور بد اطوار  
 ہی، قاز نے کہا جو وہ بد ہی تو اپنے لئے بد ہی کریگا تب سرخاب  
 بولا، جو کوئی اپنے واسطے بد ہو تو اُسے بیگانے کو بھی  
 چاہئے کہ دُرتا رہے، شاید آپ نے قصہ کرنا بد فروش کا (کہ  
 جس نے اپنے ہمسایوں کو بہت ساد لکھ دیا تھا) نہیں  
 سنا، قاز نے پوچھا وہ قصہ کیوں کر ہی \*

سرخاب نے کہا کہتے ہیں بد اوُن شہر میں کرنا نام ایک بھارت  
 برہمنوں کے پر وِس میں رہتا تھا، ہمیشہ عمر زید کے سے  
 محکمہ لے گیا کرتا جب دیکھتا کہ آب مدعی کے ہاتھ سے بچ  
 نہیں سکتا تب بھاگ جاتا، کو تو ال اُس شہر کا جو اُسے  
 گھر میں نہ پاتا تو اُن بیچارے برہمن پر وِسیوں کو مشکین

چرہا کے پکار لیجاتا، کچھ ہری میں بیٹھا کر دس کے روبرو ذلیل  
 کیا کرتا تب وہ لے لاچار ہو کر کچھ بطور گھوس کے کو تو ال  
 کو دیکر جھوٹ آتے، اُسی طرح اُس کے ہاتھ سے اکثر  
 اذیت پایا کرتے اور ایک مدت تک اُسکے ہاتھوں سے  
 غریب دکھ پاتے رہے \*

ایک برس ایسا اتفاق ہوا کہ گرمی کے موسم میں کون کا  
 پانی سوکھ گیا، برہمن آپس میں صلاح کر کے ایک نیا گڑا  
 کھودنے لگے، اتنے میں وہ بھات بھی اُن کے پاس آکر  
 کہنے لگا کہ مجھے بھی اس کے کھودنے میں شریک کرو تاکہ  
 مجھ پر بھی اس کوے کا پانی طال ہو، سب نے جانا کہ شاید  
 اس کے دل میں خدا نے نیکی دالی اور بدی سے باز رکھا، سبھوں  
 نے راضی ہو کر اس کھودنے کا دیا، وہ تو ایک بد ذات تھا،  
 نام کے واسطے ذرا ہاتھ لگا کر چل کھڑا ہوا جب کہ اتیار ہوا  
 اور ہر ایک آدمی اُس کا پانی پینے لگا تب بادی فروش آیا اور  
 سب ہمسایوں کو نہہ قسم دی کہ جب لگ اُس کے پانی کا  
 صاب مجھے نہ سمجھاؤ تب تک نہ پیو، اُنھوں نے جواب دیا

کہ تیرا حصہ قلیل ہی اپنا جہرا کر لے ہم اپنے حصے کی طرف بھر  
 لیا کریں گے، یہ بولا تم اپنے حصے کے مختار ہو، میں اپنے حصے کی  
 طرف اگوئے میں زہر دالو لگا، برہمنوں نے دیکھا کہ اس  
 حرام زادے سے یہ دوز نہیں اُسکے بدلے اُسکو کچھ روپی  
 دیئے اور اپنا پیچھا چھوڑ آیا برہمنوں کے دیئے ہوئے روپی  
 جب کھا چکا تب دیکھا کہ اور کچھ حیلہ تو نہیں بن پرتا اس میں  
 ایک روز ہوا زور سے چلتی تھی اپنے گھر کے آگن میں کھرنے  
 ہو پکار کر کہنے لگا کہ امی پر دسیو، تم کو خبر کرتا ہوں کہ میرے  
 گھر میں سانپ چھو چوہہ مکران بہت جمع ہوئی ہیں، اس  
 لئے چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کو پھونک دوں، تم خبردار ہو جاؤ،  
 کیونکہ پھر کوئی نہ کہے کہ بھات نے اپنے ہمسا یون کو جلا دیا،  
 سب پر دسی اپنے اپنے گھر سے آکر اُسکے پاؤں پرے  
 اور کہا کہ امی بھلے آدمی، تجھے ساہمہ سبایہ ہم کہاں پائینگے کہ آگ  
 لگا نے پہلے ہم کو خبر کی، اب ہم تجھے کچھ روپی دیتے ہیں،  
 تو ایسی فکر کر کہ جس میں سانپ چھو چوہہ مکران بغیر گھر  
 جلا نے کے نکل جاویں، چنانچہ آپس میں بہری کر کے اُسکو

کچھ دیا، پھر باہم ہتھکے کہنے لگے کہ یارو، ایسا نقشہ نظر آتا  
 ہی کہ کسی نہ کسی دن یہ بھات ہم سب کو چھوٹک دینگا،  
 یا کسو سخت خرابی میں ڈالینگا اگر اُسے ہم کچھ کرتی بات کہینگے  
 تو یہ اپنا یہ بت مارینگا \*

آخر کام کو تو ال سے پرینگا اور وہ ہم کو دو لٹمنہ جان کر بنا  
 کے لوٹینگا، بہتر یہی ہی کہ اس جگہ کو چھوڑیں کسی اور  
 گاؤں میں جا رہیں جب سبکی صلاح یہ تھہری تو سکے  
 سب برہمن راتوں رات ایسے بھاگے کہ پو پھتتے پھتتے  
 دس بارہ کوس نکل گئے اس خطرے سے کہ کہیں وہ بد ذات  
 بھات پیچھا نہ کرے، بے سب باتیں کر کے پھر سرخاب نے  
 کہا کہ اُس عرام زادے نے پر سیون کو ایذا دی اور  
 دے سب بھلے آدمی اُس کے در سے جنا وطن ہوئے، تب  
 قاز نے کہا اسی سرخاب، پیری حالت اُس برہمن کی سی ہوئی \*  
 سرخاب نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کیوں نہ کہی،  
 قاز بولیوں سنائی کہ نر مذ نام ایک برہمن تھا جنگل سے  
 لکریان سر پر لانا کتھہرے چراغہ ان چمچے کھڑون ییلن پترے بنا کر

بیچا کرتا اور اُن کی قیمت سے اپنی گزراں کیا کرتا، ایک دن اُس نے جنگل میں جا کر اخروت کے درخت پر جو سے ایک دو ہاتھ اُوپر کھاتری ماری، کھاتری کے مارتے ہی اُس میں سے ایک جوگی نکل کر بولا ای برہمنی، گورکھنا تھ میرا نام ہی میں نے خدا کی راہ میں بہت محنت کی ہے جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہی خدا کے حکم سے وہی ہوتا ہے \*

تو درخت کے کاٹنے سے ہاتھ اُٹھا اور جو تجھنے چاہئے مجھے مانگ، یہ سنکر درود گرنے فکر مند ہو کر کہا کہ بن سوچے، پچارے کیا مانگوں، اُن ۱۰ تن چاہتا ہوں کہ اپنے گھر جا کر جو میری زبان سے تین بچن نکلیں سو ہی ہوں، جوگی بولا جا، بھگوان پورن کرے گا درود گر خالی ہاتھ گھر میں آیا اُسکی جو رو نے پوچھا باہر سے تو کیا لایا وہ غصے ہو کر زبان فحش سے بولا دیکھتی نہیں خالی ہاتھ آیا ہوں لایا ہوں کیا فلاں، یہ بات اُس کے منہ سے نکلتے ہی کیا دیکھتا ہی کہ سارے گھر میں ہر ایک طرف جدہرا نکھہ اُٹھا کر دیکھ قلندر دن کے سے سو نیتے لپکتے نظر آنے لگے جس جگہ ہاتھ دالتا سوائے اُسکے اور کچھ ہاتھ

میں نہ آتا تھا اور جو ایک کو اُٹھا کر پھینکتا تو اُس کے بہ لے دس  
 پہا ہوتا برہمنی بولازہ طالع میرے جو کچھ میں کہو لگا سب  
 پورن ہو گا بہ حالت اُسکی جو رو دیکھ کر بہت خوش ہوئی  
 کہ بخت نے میرے یاری کی جو میرا خاوند صاحب کرامت  
 ہوا اور برہمنی اپنے دل میں کہنے لگا کہ جوگی نے مجھے کہا تھا کہ  
 تین باتیں قبول ہو نگیں سو اُس میں سے ایک بہ تھی جو گزری،  
 اب دوسری سے اس علت کو دفع کروں اور تیسری سے  
 جو چاہو لگا سو پاؤ لگا، پکار کر کہا انی بھگوان، بہ بلا میرے گھر  
 سے سب کی سب دور ہو، کہتے ہی اُسکی دعا مقبول ہوئی، بہ  
 خرابی ہوئی جو دیکھتا ہی اپنے ستر کو تو کچھ علامت مردی کی  
 مطلق باقی نہ رہی، خفگی سے جھنجھلا کے دازہی اپنی  
 اُکھارنے لگا اور تیسری بات جو باقی تھی سو اُس سے  
 اپنی مردی کا پھر نشان پایا اور شکر خدا کا بجالایا :

قاز نے اس قصے کو تمام کر کے یوں لہا می سرخاب، جس طرح  
 وہ برہمنی کنگال کا کنگال دازہ اس کو کے نکالنے سے وہی  
 نوبت میرے پیش آدیکھی، کیونکہ ایک تو کو اپنے یاروں

کے جتنے سمیت چلا جاؤ گا اور دوسرے پھر کوئی ہمد کے  
 شکر سے! دھر آنے کا قصد نہ کریگا، تیسرے سب پر ہم  
 یقین ہو گا کہ قاز سپاسے کچھ کام نہیں رکھتا، جس طرح ہم کو ا  
 رہے پر آ رہے دو، اسے سنکر سرخاب بھی ناچار ہو کے چپ  
 رہ گیا پھر قاز بولا کہ امی وزیر، کچھ دشمن کے ٹالنے کی فکر کرو  
 کہ وہ نزدیک آ پہنچا ہی ایسا نہ ہو کہ اُس سے غافل رہو \*  
 سرخاب بولا کہ جاسوسوں کی زبانی یوں سناہنی کہ کر گس  
 وزیر ہمد کا برا عقلمند ہی، وہ ہر گز لڑنے نہ دیگا اگر ایسے  
 وزیر دانا کی بات نہ سنیگا اور پھر لڑائی کو آویگا تو معلوم  
 کیجیو کہ سخت نادان ہی اور شکر اپنا پر باد کریگا اور ہم  
 مثل مشہور ہی جو سردار ہو کر نجیل نالائق درپو کنا غافل  
 بد زبان جھوٹھا ہو اور فوج اُس سے بے دل ہو تو وہ جلد  
 خراب ہو جاتا ہی، امی پادشاہ، اب تک ہمد کے شکر  
 نے قلعے کو تمھارے نہیں گھیرا، چاہئے کہ کلنگ کو تو ا  
 کو بلا کر حکم کرو کہ جلد جا کر وہ راہ کہ جدھر سے اُس کی فوج  
 کے آنے کا درہی بند کرے اور جس جگہ جنگل اور گہرا پانی



ہو اپنا شکروان موجود رکھے اور جب دشمن کی فوج راہ کی  
 تھکی ماندی بھوکھی پیاسی جہان آکر پڑے، اُس پر پردہ  
 دوڑے یا جس وقت کہ لشکر مخالف کا جنگل اور پہاڑ کی گھاٹی  
 میں چلے یا ندی پر اُتار کر فے لگے، جاگرے یا اُس حال میں کہ  
 ساری رات اُن کو جاگتے گزاری ہو، بے شک صبح ہوتے  
 نیند غلبہ کرے گی اور سب کو نئی ہتھیار بدن سے کھول کر بنے فکر  
 سوئینگے اپنا مطلب حاصل کرے، ایسے وقوت میں عقلمندوں  
 نے اپنا کام کیا ہی، جب قازقے سرخاب سے بہہ نہ بیر  
 سنی، کلنگ کو اُس کے لوگوں سمیت بلایا اور کئی سرداروں  
 کو اُس کے ساتھ مقرر کر کے جو سرخاب فے کہا تھا سو  
 اُن سے کہا\*

کلنگ اپنی جمیعت ایکر گیا اور ہد ہد سے جاتے ہی مقابلہ ہو گیا  
 اور ایسی لڑائی ہوئی کہ مخالفوں کی فوج سے یہاں تک  
 لاش پر لاش گری کہ اُن سے چوترا بند گیا تب ہد ہد نہایت  
 — جو اس ہو کر کرگس وزیر سے کہنے لگا کہ تو نیک ذات ہی  
 اور پایہ وزارت کا رکھتا ہی، شکر میرا سب مارا گیا اور

مجھ کو کچھ فکر نہیں، بھلا مجھ سے تیرے حق میں کیا کرنا ہی ہوئی  
 کہ ایسی صلاح نہیں دیتا کہ جس سے ملک قاز کا میرے  
 ہاتھ آوے \*

بالفعل یہ جو کچھ کہا میں نے اُس سے تو قطع نظر مگر اس  
 سخت مشکل میں براہوں کہ جتنی فوج میری دشمن کے ہاتھ  
 سے باقی رہ گئی ہے، اپنے ملک تک کیونکر جیتی جا پہنچائیگی، یہ  
 سن کر گس بولا امی بادشاہ، بزرگوں نے کہا ہے کہ اُمرا اور  
 وزرا اور بادشاہوں کو اتنی خصلتیں نہ چاہئیں کہ یہ اُن کے  
 واسطے سخت معیوب ہیں اور ضرر رکھتی ہیں، ایک تو  
 شراب کا پینا دوسرے دن رات عورتوں کے ساتھ اختلاط  
 کرنا، تیسرے اکثر اوقات شکار کھیلنا، چوتھے قمار بازی،  
 پانچویں وزیر کی نصیحت کو نہ سنا، خداوند، میں نے اس سے  
 آگے عرض کی تھی ہر آپ نے میری صلاح کا موتی اپنے کان  
 میں نہ رکھا اب یہاں سے پھر جانا نہایت سہی ہے، اُسکی  
 صلاح میں نہیں دے سکتا کیونکہ آئین سلطنت یوں ہی کہ جو  
 بادشاہ اپنے ملک سے دوسرے کے ملک پر بہ ارادہ مہم

چراغہ جاوے تو بے فتح یا صلح کے خالی نہیں پھرتا جو پھرے تو سخت زبونی اور جگ ہنسائی ہی \*

ہمد ہد بولا کہ ہمارے بہت پہلو ان لڑائی میں کھیت آئے اور اکثر قید ہو گئے اب اتنی فوج سے کیونکر فتح ہوگی، کرگس نے کہا حضرت، ایسی فکر ضعیف کو خاطر مبارک میں دھن نہ دیجئے، میں دو تین روز میں اگر دشمن کے قلعے کو لیکر فتح کا نثار نہ سچو اؤں تو مرد نہ کہلاؤں، قریب ہی کہ مخالف کا شکر اپنے قلعے کی راہ پکڑ لگا اور دانا پانی بھی اُس کا چارون طرف سے بند کیا جاو لگا، قاز کے جاسوس نے یہ بات سنتے ہی دوڑ کر جا کر ماہر مرشد، آپ کیا بے فکر بیٹھے ہیں، یقین جانیے کہ ہمد آج کل میں آپ کے گروہ کو آلپتیکا، قاز نے یہہ سنکر وزیر سے کہا، شکر کی موجودات لو اور ایک ایک سپاہی کو انعام دو چنانچہ داناؤں نے بھی کہا ہی کہ سجاد بس کو آہان نہ کھو دے اور کام کے وقت دس ہزار روپیوں کو بھی اُن سے کمتر جانے اور جو کوئی ایسے وقت داد دہش میں سپاہ سے بخل کرے تو مال اور ملک اپنا برباد دیوے اور جو کوئی سخاوت اپنا

نشوہ اختیار کرے تو اپنے دشمنوں کے سر پاؤں تلے ملے اور  
 زنجیر دوستی کی اپنی فوج کے پاؤں میں ڈالے جو نوکر اپنے  
 خاوند سے راضی ہو تو اُسے چھوڑ کر کہیں نہ جاوے اور تیر و تلواریں  
 سے بھی کبھی منہ نہ موڑے، ہد ہد کا کرگس وزیر صاحب بدبیر  
 ہی اور اُن نے اُسکی بات سے کبھو منہ نہیں پھیرا اگر وہ  
 اُسکا کہنا نہ مانتا تو تمام لشکر تین تیرہ ہو جاتا لیکن وزیر آرمودہ  
 کا رہی اس واسطے فوج نہ بھاگی، میدان میں قائم رہی جس  
 نے لڑکے اور کمینے اور غورت کی بات کو سنا وہ دریا  
 میں غم کے دوبا قاز اور سرخاب اُنھیں باتوں کے کہنے سننے  
 میں ٹھہر کر کوئے نے آکر تسلیم کی اور فریب سے کہا کہ ہد ہد کے  
 لشکر نے گرد قلعے کا گھیر لیا، قاز نے پوچھا کہ تخمیناً فوج  
 اُسکی کتنی ہوگی \*

زاغ بولا کہ بارش کے سبب اُسکے لشکر کا کچھ حساب  
 نہیں ہو سکتا اور سوار و پیادے صف بصف زرہ پوش  
 ہر جگہ زمین پر ایسے پھیل رہے ہیں ج طرح آسمان پر  
 کالی گھٹا چھا جاتی ہی اور بہر اُسکی چیونٹیوں کی مانند یوں

کھیند رہی تھی کہ جسکی سیاہی سے ساری زمین کالی ہو  
 رہی تھی اور شلک ایسی ہو رہی تھی کہ گویا پانی کے بدلے  
 آگ برستی تھی اور اُتھی ! سطر ح شور کرتے ہیں  
 جیتنے بادل گر جتے ہیں، 'قاز بہ بات سنکر بہت فکر مند ہوا  
 تب کو اچھم بولا اگر حضرت کا حکم پاؤں تو کوت سے باہر  
 جاؤں اور ہمد سے توارون لڑوں، سرخاب وزیر نے کہا  
 ہرگز ایسا نہ کیا چاہئے اگر لڑائی باہر ہو تو قلعے سے کیا فائدہ  
 پھر یہ کس کام آدینگا، کیونکہ جو کھیر پانی سے باہر نکلے تو اُسے  
 ایک گیدہ مار سکتا ہے \*

خیر اگر ہمد تمام اپنی فوج لیکر لڑنے کو تیار ہوا تھی تو تم  
 بھی اپنا لشکر تیار کر بھیج دو تاکہ دونوں فوجیں آپس میں لڑیں  
 اور تم اپنی فوج کی پشت پر رہو کہ اُسکو دھار س رہے  
 سپاہی اپنی نیکنامی اور نمک حلائی کے واسطے سب  
 متفق ہو کر دشمن پر حماء کریں، قاز نے یہ سنکر لڑائی کے جنگی  
 مواد اور دل چلے پیادے اور برے برے مت اُتھی  
 نچا لے کے مقابل کھڑے کیئے کہ جنکے پاؤں کی گرد سے

اُن کی آنکھیں اندھی ہوتی تھیں اور شور سے لوگوں کے  
 اور آواز سے دماغ کی کان ساتون آسمان کے بہرے  
 ہوتے تھے اور زمین سے فلک تک گویا خیمہ غبار کا کھڑا ہوا  
 تھا اور ہد ہد کی فوج کے مقابل اپنا ڈیرہ کر کے سردار  
 اور سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ آج ایسی جان فشانی کیجئے اور  
 لرائی لیجئے کہ پہاڑ پر خون کی ندیاں بہیں تب قاز نے چاہا  
 کہ لڑنے کے واسطے جاوے، مرغاب نے پادشاہ کے  
 گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ قلعہ کی حرمت رکھا جائے \*  
 ہد نے جب لشکر قاز کا دیکھا تو حیران رہا اور کرکس کی  
 طرف دیکھ کر کہا کہ تو کہتا تھا کہ میں دو ایک دن میں قلعہ لڑ لگا،  
 قاز تو ایسی جمعیت رکھتا ہے کہ ہماری فوج سے زیادہ  
 ہے، کرکس وزیر بولا، پادشاہ، غریب کے گھر میں یکایک  
 کوئی جانہیں رکھتا، یہہ اونچا قلعہ اور لشکر ابوہ ہے، اس میں  
 فکر کرنی ضرور ہے کہ قلعہ لینے میں حکمت چاہئے، پہلے اُسکی  
 تدبیر یہہ ہے کہ جس روز ہوا سخت مخالف کے رخ پر کی ہو  
 اُس دن آندھی کے لپیٹ میں دو تین ہزار بان مار کر اُس

دھوان دھار میں گرمہ کو آگ لگا، پیچھو اس کے شکر حملہ کرنے،  
 دوسرے مورچہ بندی کیجئے کہ مدعی طاقت آگے برہنے کی  
 نہ پاوے، تیسرے چار طرف قلعے کے اس طرح سے محاصرہ  
 کیجئے کہ کوئی آمد و شد نہ کر سکے تب دشمن محاصرے میں تنگ  
 ہوگا اور اسکے سواے اور بھی نہ بیربن ہیں لیکن ان تینوں  
 میں سے جو پسند آوے \*

ہم نے کہا اسی کرگس، حریف کا شکر دیکھ کر حواس  
 میرے گم ہوئے اور کچھ ہوش مجھے میں نہ رہا، اس وقت  
 ایسی صلاح دے کہ جس سے ہماری فتح ہو اور مخالف  
 کی شکست، کرگس بولا کہ آج تو شام ہوئی کل صبح جو کرنا ہوگا  
 سو کرو لگا، یہ کہہ کر غام شب نہ بیربن رہا کہ کسی صورت  
 سے دشمن کو تواریے اور قلعے کو لیجئے \*

آخر شش کئی ایک جاسوس (کہ بہت ہوشیار اور چالاک  
 تھے اور ان پر نہایت اعتماد رکھتا تھا) بلا کر کہا کہ یہ وقت  
 تمہاری نمک حلائی کا ہی، چاہئے کہ بھیس اپنا بدل کر  
 قلعے میں جاؤ اور وہاں کی سنگن لو اور دیکھو ان کے یہاں

کیا تردد ہو رہا ہی اور کون کس فکر میں ہی اور دروازے  
 قلعے کے کون کون سے کس کس کے اہتمام میں ہیں اور  
 اتنا معلوم کرو، کس طرف غنمات اور ککامورچہ ہلکا ہی  
 اور کس دروازے سے ہم قلعے کے اندر جا سکیں گے، بے سبب  
 باتیں خوب دریافت کر کے ہم کو جلد خبر پہنچاؤ تب جاسوس  
 کرگس وزیر کے موافق حکم اپنا لباس کوؤن کا سا بنا کر رات  
 کے اندھیرے میں کوت کی طرف چلے اور کوؤن کے ساتھ  
 ملکر قلعے میں گئے اور ہر طرف کوچہ و بازار میں اور امرائوں کے  
 خیموں کے آس پاس پھرنے لگے، خوب تجسس جو کیا تو  
 کوئے کے مورچے میں غنمات بہت اور لوگ تھوڑے پائے \*  
 یہہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور تھوڑی

سی رات رہتے جہر سے قلعے میں پہنچے تھے اُدھر ہی سے  
 باہر نکلے اور دوڑ کر یہہ خوش خبری کرگس کو جا پہنچائی، وہ اسے  
 سنکر اپنے کپڑوں میں پھولا نہ سمایا، فی الحال اپنی فوج کو  
 تیار کر کے کہا کہ چار گھنٹہ کے ترکے چپ چاپ چیونٹی کی چال  
 اس طرح قلعے کی طرف چلا جاہئے کہ کوئی کانوں نہ سنے



اور جاسو سون کو آگے دھرے ہوئے پیچھے پیچھے چلے چلائے جبکہ دروازہ قریب رہے تب کسی چیز کا آتا پکڑتے تھے رہتے ، جسم کو ت کا دروازہ کھلے ، اُسی دم اُس کے اندر پیتھہ جائے ، خدا چاہے تو قلعہ ہاتھ آجاو یگا ، بہہ صلاح ہد کے گوش گزار کر کے عرض کی کہ میں تو اُدھر جاتا ہوں جب میرے ہر کارے حضور میں ظاہر کریں تو فی الفور حضرت تمام لشکر کو لیکر واسطے تقویت کے غلام کی پشت پر پھنچیں اگر خداوند اس میں غفلت کریگا تو دشمن مجھے تھوڑی جمعیت کے ساتھ دیکھ کر ہر طرف سے گھیر لینگا \*

ہد بہہ اُسکی تدبیر سنکر بہت خوش ہوا اور اُسے رخصت کیا ، پھر سب سرداروں کو بلا کر وزیر کی صلاح کے موافق حکم کیا کہ اپنے اپنے خیموں میں مسلح تیار رہیں ، جس وقت میں سوار ہوؤں ، اُسی وقت سب سوار ہوں ، جدھر میری سواری جائے ، اُدھر ہی چپ چاپ سب کے سب چلیں ، ہرگز اس میں کوئی کاہلی نہ کرے ، اُنھوں نے بہہ حکم سنکر بہہ سپاہ سے کہہ دیا کہ اپنے اپنے دیروں میں کمر بند

مستعد رہو جب کرگس وزیر کے جاسوسوں نے پادشاہ  
 ہدہ کو خبر کی کہ خداوند، آپ اسی وقت سوار ہو جائیں تو  
 بہت مبارک ہی تب ہدہ پادشاہ اپنی ساری فوج سمیت  
 جاسوسوں کو ساتھ لیکر جس راہ سے کرگس گیا تھا روانہ ہوا اور  
 کرگس نے منہ اندھیرے کوئے کے دروازے کی طرف  
 سے قلعے میں پتھروں کے ہزاروں بان کی شک کر کے اُسی  
 دھواں دھار میں یکایک حملہ کر دیا اور ہدہ بھی تمام لشکر ایک  
 ملک کو اُسکی پشت پر چھنچھا، لڑائی ہوئے لگی جسوقت  
 آفتاب مشرق کے پہاڑ سے باندھ ملک السموت کے  
 آسمان کے نیلے گھوڑے پر سوار ہو نکلا اور آپس میں  
 ایک کو ایک پہچان لئے لگا، دونوں لشکر کی موت کا بازار  
 گرم ہوا اور ایسی تلواریں چلی کہ دونوں طرف سے لاشوں کا  
 ستھرا دھو گیا، ہر کوچے بازار میں قلعے کے خون اُس طرح بہنے  
 لگا کہ جیسے آسمان سے ابروئے خون کی ندیاں بہائیں اور  
 سر سپاہیوں کے لہو میں پانی کے سے بلبیلے نظر آتے  
 تھے، شک کے دھوئیں سے گو ایک اور ہی آسمان

چھا گیا اور عین لڑائی میں کوئے بد باطن نے لوگ اپنے  
 جمع کر کے قلعے کے اندر آگ لگا دی اور اپنے رفیقوں سمیت  
 قلعے سے باہر شور کرتا ہوا نکلا اور بہر تین ہد ہد کی جو لوگ  
 اُسکی خبر داری کو رہے تھے اُن سے کہنے لگا کہ قلعے میں آگ  
 لگی اور ساری سپاہ قاز کی متفرق ہوئی، اب کوئی دم میں  
 قلعہ بھی فتح ہو جاتا ہی القصہ اُسکے درمیان ایسی لڑائی  
 ہوئی کہ طرفین کے بہت سردار اور سپاہی کام آئے، آخر  
 غلبہ ہد ہد کی فوج کا ہوا اور قاز کی سپاہ ہر طرف پریشان ہوئی  
 اور تھوڑے سے لوگ قاز کے پاس رہ گئے \*

قاز نے جانا کہ اب قدرت لڑنے کی میں اپنے میں نہیں پاتا  
 اور فوج کا بھی رخ پھر گیا اور مدد سے لڑائی کے کسی  
 کو پھر حریف سے مقابلے کی تاب و طاقت باقی نہ رہی، ناچار  
 ہو کر کلنگ کو بلایا اور کہا: اسی کو تو ال، میں نے خوب معلوم  
 کیا ہے کہ طالع میرے پھر گئے اور تجھ کو اتنی امید نہیں کہ یہاں  
 سے اب پھر کر سلامت جاسکو گا، میں بہہ چاہتا ہوں کہ تو  
 نو کر نمک حلال ہی، کی طرح خیر و عافیت سے اپنی جان

لیکر نکل جا لیکن یہاں سرخاب سے پہلے صلاح لے چھو  
 جا کر میرے برے بیٹے کو اُس ملک کا پادشاہ کر کے ہمار  
 گھر میں سلطنت قائم رہے اور میں جانتا ہوں کہ سوائے تیر  
 اتنا بڑا کام کس سے ہو سکیگا، کلنگ بولا اسی باد  
 تم یہ بات اپنی زبان مبارک سے نہ نکالو کہ اسکے سینے  
 میری چھاتی پھٹتی ہی جب تک جان میرے تن میں  
 تب تک کسی کی طاقت ایسی نہیں کہ تم پر آکر حملہ کرے۔  
 میں تم سے دلی نعمت کو اکیلا چھوڑ کر کہ ہر جاؤں، سرخ  
 میری اسی میں ہی کہ میرا سر آپ کے قدموں کے  
 گرے اور یہی میری عین سعادت ہی، بادشاہ —  
 اسی کلنگ، میں جو تجھ کو کہتا ہوں سو کر تیرے سوائے  
 ایسا کوئی خیر خواہ اور کار گزار دوسرا نہیں، کلنگ ا  
 دل میں سمجھا کہ خداوند اپنی مہربانی سے تجھ کو لڑائی کے  
 سے نکالا چاہتے ہیں اور یہ شرط ملک حالی کی نہیں کہ با  
 کو میدان میں اکیلا چھوڑ کر میں چلا جاؤں، مناسب یوں  
 کسی حیلے جہاں بناہ کو اس خیال سے باز رکھوں \*

بہ فکر کر کے کہا پیر مرشد، اگر میں اپنے لوگوں کو چھوڑ کر جاؤں تو خلق مجھ کو نامرد کہیں گی کہ اس گارہہ میں اور ایسے برے وقت میں پادشاہ اور اپنے یاروں کو جی کی نامردی سے چھوڑ کر جلا گیا، میری اس میں رسوائی ہو گی جب تک جیتا ہوں کہیں نہ جاؤں گا، یہ بات قاز نے سن کر سرخاب سے کہا کہ کلنگ کی وہ صورت ہی جیسے پانی اور کیچر آپس میں بے نزاکت محبت رکھتے ہیں جب تک پانی کیچر کے اوپر ہی تب تک ہمیشہ وہ اُس کے نیچے ہی جو وقت پانی اُس کے اوپر سے خشک ہو جاوے تب وہ گارا اُس کی جڑائی سے چھاتی پھٹ کر رہ جاتا ہے \*

اسی گفناگو میں تھے کہ ناگاہ فردوس ہدہ کی طرف سے بجلی کی طرح کرک کر پھینچا اور آتے ہی قاز پر توار چلائی، کلنگ نے اُس دار کو اپنے پر لیکر نیزہ اُسکی چھاتی پر مارا، ان نے اُسکی انی کی چوٹ اور دکر کے پھر کلنگ پر حربہ کیا اور آپس میں اُن دونوں سے ایسی لڑائی ہونے لگی کہ شور زمین سے آسمان تک پھینچا آخر کلنگ فردوس کے ہاتھ سے مارا پر آ

تب پادشاہ بہت رویا اور اُسکی مغفرت خدا سے چاہی اور آپ وہاں سے کشتی میں سوار ہو بھاگ کر اپنے وطن کو صحیح ملنا مت پہنچا اور ہمد قاز کے بھاگنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا اور اُس فتح کو غنیمت جان کر خدا کا شکر کیا اور نقارے فتح کے اور شادیانے خوشی کے بجواوئے اور کہنے لگا کہ جیسی مردانگی اور نمک حلائی کلنک نے کی، ایسی کم کسو سے ہوتی ہی اور اُس کو برا آٹا اب ملیکا، کس واسطے کہ جو کوئی خاوند کے حق نمک پر جان اپنی فدا کرے تو رتبہ اُسکا آخرت میں غازیون کا ہو گا اور جنت میں حور قصور اُسکو نصیب ہونگے اور جو کوئی کلنک کا سا کام کریگا، وہی جوانمرد اور سپہ سالار ہو گا \*

جب یہ حکایت تمام ہوئی تب بشن مرماہرہمن کہنے لگا اسی راجا کے بیٹے، جو کوئی اس نقل کو اپنے من کے قانون اور ہیئے کی آنکھوں سے سنے اور دیکھے تو وہ برآسیانا اور گنونت ہووے اور سیریون کے سروں کو بدھ کے کھاندے سے کات گراوے، اس حکایت کے سننے سے راجا کے بیٹے بہت خوش ہوئے اور پوچھا اسی ہرہمن \*

چوتھی حکایت ملاپ کی دشمنی سے

پہلے یا لڑائی کے پیچھے ہو، کیونکر ہو

وہ کہنے لگا کہ یوں سناہی کہ قاز بادشاہ اور سرخاب وزیر شکر

سب اپنے براگندہ تھے قاز نے سرخاب سے پوچھا کہ تو کچھ

جاتا ہی کہ قلعے سے آگ کیونکر اُتھی، سرخاب نے جواب

دیا اسی بادشاہ، کو ہمیشہ فوج کے ساتھ رہتا تھا، یہ کام

اُسی کا ہی اور میں نے اس سے آگے ہی التماس کیا تھا کہ

کوئے کو جگہ نہ دیا چاہئے، قاز نے کہا نہ یہ خطا تیری عقل کی

ہی نہ دوس کوئے کا بلکہ قصور اپنے طالعون کا ہی جو کچھ کہ

خواہش خدا ہو وہی ہوا چاہے \*

سرخاب نے کہا کہ جو کوئی دوست کی نصیحت نہ سنے اُسکی

وہی حالت ہوگی جیسے کچھوے کی ہوئی، قاز نے پوچھا وہ

قصہ کیونکر ہی، سرخاب نے کہا، جالندہر کے دیس میں پد نام

ایک ندی ہی، دو قاز و نان برسوں سے رہتے تھے اور ایک

کچھو ابھی اُسی ندی میں رہتا تھا اور اُس سے قاز و ن سے

برتی دوستی تھی، چاند نام ایک مچھو اُس کے کنارے یوں

کہتا چلا جاتا تھا کہ کل اس میں جال ڈال کے سب مچھلیاں پکرو بھگا،  
 مچھوے کی بات کچھوہا اور دونوں قاز سکر بہت دے  
 اور آپس میں صلاح کر فے لگے کہ اب کیا کیا چاہئے کہ اُس کے  
 ہاتھوں سے کس طرح جی بچے، قاز بولے کہ آج دن بھر دیکھو لو  
 کہ ماہی گیر سچ بول گیا ہی کہ جھوٹہ \*

کچھوہا بولا سنیو یا رو، اپنے کہئے پر اگر وہ کل یہاں آ پہنچا، تم تو  
 پرند ہو اُتر جاؤ گے اور میں اپنے میں اتنی طاقت نہیں دیکھتا  
 جو اُس کے ہاتھ سے بچوں بیساکہ بنئے کی جو روئے اپنے تئیں  
 اور غلام کو مکر سے بچایا، قاز وں نے پوچھا کہ وہ قصہ کیوں کر  
 ہی، کچھوہا بولا کہ ایک کچھوہے کو کوئی شکاری پکڑے لئے  
 جاتا تھا، کسی بندے کے لڑکے نے اپنے کھیانے کے لئے اُسے  
 مول لے لیا، دن کو اُس کے ساتھ کھیلا کرتا اور رات کو  
 اُسکی ماں اُسے پانی کے گھرے میں بند کر دیتی، اسی طرح  
 جب کسی دن گزرے ایک روز کیا ہوا کہ بندے کی عورت  
 شہوت کی ماتی اپنے غلام کا منہ چومنے لگی \*

اتفاقاً بنیا اُس روز بے وقت دوکان سے اپنے گھر میں آنکلا



اور نظر بندے کی بنیائیں پر چا پڑی ، وہ سمجھی کہ میرا بھید اب  
 اس پر کھل گیا ، جلد ہی سے خاندن پاس دوڑی آئی اور غصے  
 سے کہنے لگی کہ اس موٹے غلام نے چھ ماٹھے کا فور جو گھر  
 میں رکھا ہوا تھا سو چرا کر سب کھالیا ، اس کے منہ سے بو آتی  
 ہے ، غلام رو کر کہنے لگا کہ مہاراج ، اگر میں نے کھایا ہوں تو  
 مہاپاتی ہوں پر یہ رندی جھوٹے موتھ مجھے دو کھہ لگاتی ہے ، جس  
 گھر میں ایسی جہوتھی ! بستی ہو اس میں کوئی غریب کیونکر  
 رہنے پائے گا تب بندے نے بھی غلام کا منہ سونگھا پر اُسکی بو باس  
 نہ پائی تب جھنجھلا کر عورت سے کہنے لگا کہ تو نے سارا کافور  
 اپنے پتا کے گھر بھیج دیا اور غلام کو طوفان لگایا \*

وہ بہستے ہی چرچرا اُٹھی ، وہ گھبرا کہ جس میں کچھ ہوا تھا ،  
 دریا کی طرف سربرنگ کر لے چلی ، اس میں سماجن دھل میں  
 سوچا کہ تیرے مارے ندی میں دو بندے نہ چلی ہو ، اُسکے پیچھے  
 یہ بھی لپکا ، ندی کے کنارے تک پہنچتے پہنچتے جالیا اور اُسکے  
 ہاتھ پاؤں پر کرمانے لگا کہ تجھ سے چوک ہوئی ، جانے دے  
 اور اُسے کھینچ کر گھر کی طرف لانے لگا ، وہ غصے سے ہاتھ

جھٹک کر اپنے تین چہرے آنے لگی، اُس کھینچا کھینچی میں سر پر سے گھمراہ میں پر گر کر پھوٹ گیا اور کچھ ہوا پانی میں پھوٹ گیا \* یارو، اگر آج اتنی یاری کرو کہ مجھے یہاں سے

کسی اور ندی میں لے پہنچاؤ تو میں بچتا ہوں، قازون نے کہا تیرا جانا شک کی میں اچھا نہیں، کچھ ہوا بولا اگر تم جھکنا نہ لیا جاؤ گے تو میں اپنے پاؤں سے جاؤنگا، یہ سن کر قازون نے ہونے اور کہا، تمہاری حالت اُس بگلے کی سی ہوگی، کچھ ہونے سے یہ بھلا وہ قصہ کیونکر ہی \*

قازون بولے کہ بھاگ رتی ندی کے کنارے پر ایک درخت تھا اور اُس کے نیچے کسی جانور کا ایک بیل تھا، اُس میں ایک سانپ رہتا، ہر روز سوراخ سے نکل کر وہاں پھرا کرتا جو کچھ کھانے کی چیز پاتا سو کھا لیتا، اُس درخت کے رہنے والوں کو آذیت نہ دیتا، اس میں ایک بگلے نے اُس پر گھونلا بنا کر بچے دیئے، یہ اُسے اندیشہ ہوا کہ کسی دن یہ سانپ ہمارے بچوں کو کھا جائیگا، ایسی تدبیر کیا چاہئے کسی طرح یہ مارا جاوے اور بچے ہمارے محفوظ رہیں، ایک بگلا جو اُن میں

بو آ رہا برآ تھا سو بولا کہ یارو، ایک نیولا آج میں نے اس درخت کے نیچے پھر بتے دیکھا ہی، تم ایک کام کر دو کہ ندی سے اپنے اپنے منہ میں ایک ایک مچھلی پکڑ لاؤ اور اس درخت کے تلے ڈال دو، مجھے یقین ہی کہ وہ نیولا اُنکے کھانے کے لئے آویگا اور سانپ بھی اپنے سوراخ سے بکلیگا، اُن دونوں کے آپس میں عداوت قلبی ہی دونوں لڑینگے اغلب کہ سانپ نیولے کے ہاتھ سے مارا جائیگا \*

بگلوں نے موافق اُس کی صلاح کے ندی سے مچھلیاں نکال کر درخت کے نیچے ڈال دیں اور آپ اُس کی تہنیوں پر چپ کے ہو بیٹھ رہے، اس انتظار میں کہ اُن دونوں میں لڑائی ہو اور ہم تماشا دیکھیں، کون کس کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی، اتنے میں کیا دیکھتے ہمیں کہ نیولا کہیں سے آ نکلا اور مچھلیوں کو چن چن کھا لے گا سانپ بھی مچھلیوں کی طمع سے نکلا پر نیولے کو دیکھ کر ایک جھٹکائی تے دیکر اس ارادے سے کہ نیولا سر کے تو میں اُن میں سے لون \*

اتفاقا نیولے کی نظر اُس پر جا پڑی اور وہ نہیں جھپٹا دونوں

کے ترائی ہوئے لگی، آخر شش نیولے نے اُسے تکرے  
تکرے کر ڈالا پھر سر اُٹھا کے جو اوپر دیکھا تو سفید بگلے چمکتے  
نظر آئے، جانا کہ اس درخت پر بھی مچھلیاں ہیں، اوپر چڑھ  
گیا، بگلے تو اُتر رہے گئے گھونسلوں میں جو جیسے تھے اُنھیں جیت  
کر گیا اور گھونسلے اُن کے اُچار دیئے \*

قاز بولے امی یار \* مرد وہ ہی کہ پہلے اپنے واسطے جگہ نہی  
تھہرا لے تب اپنے قدیم گھر کو چھوڑے، یہ بس باس  
تیرا سب جگہ سے بہتر ہی، کچھوے نے جواب دیا

دوستو، تم ہمیشہ اس راہ سے آتے جاتے ہو، کبھی  
مجھ سے کچھ خطا نہیں ہوئی، ناحق مجھ کو کیوں ڈراتے ہو،

قاز وں نے بہت سا سمجھایا لیکن اُس نے اُن کی نصیحت نہ مانی  
تب اُنھوں نے لاچار ہو کر کہا، لے تو اب ایک کام کر، اس

لکڑی کو بیچ سے منہ میں پکڑ آگر تجھے کوئی گالی بھی دیوے

تو ہرگز نہ بولیو، اُس نے کہا، گالی کیا جو مجھے کوئی مارے گا تو بھی دم نہ مارو گا

اس قول قرار پر اس لکڑی کے سرے دو نوں قاز منہ

سے پکڑ کر لے آئے جب ایک گاؤں کے برابر پہنچے تب

وہاں کے لوگ تماشا دیکھنے لگے اُن میں سے ایک لڑکا بولا کہ  
 اگر یہ کچھ ہوا اگر تا اور میرے ہاتھ آتا تو اُسے بھون کھاتا،  
 دوسرے نے کہا جو میں اسے پاؤں تو پکا کھاؤں، کچھ صوبے کو  
 اُن باتوں کی برداشت نہ ہوئی، نہایت خفگی سے بولا خاک  
 کھاؤ، بولنے کے ساتھ ہی زمین پر آ رہا، لڑکوں نے دور کر  
 پگھلایا اور بہت فحشیت کیا \*

پھر سرخاب نے کہا امی پادشاہ، جو کوئی اپنے رفیق کا کہا  
 نہ سنے تو اُس کے آگے ایسا ہی دن آتا ہی، اسی بات  
 چیت میں تھے جو کلنگ کے بھائی نے آکر سلام کیا اور کہا کہ  
 غلام نے آگے کہا، بھیجا تھا کہ قلعے کے اندر کو اہد ہد کا بھیجا  
 ہوا ہی اور اُس نے اُس کو خلعت دیا ہی اور جو ملک لیا  
 سو اُس کے لڑکوں کے نام مقرر کیا لیکن کرکس وزیر  
 اُس کا اس بات سے راضی نہ ہوا بلکہ اُس نے عرض کی کہ  
 حضرت، یہ ملک کوئے کو نہ دیا چاہئے کیونکہ میں اُسے سیوفا  
 جانتا ہوں، ہد ہد نے جو آب دیا جو نو کر نمک خلا لی کرے  
 اُس کے حق میں مہربانی کرنی ضرور ہی کہ پھر دوسرے وقت

خاوند کا کام دل و جان سے کرے، کرگس نے کہا حضرت، گوا  
کم ذات بد آئیں ہی جو کوئی اسکے حق میں نیکی کریگا وہ دیکھیگا  
جو بو رہے جوگی نے دیکھا ہد ہد نے پوچھا کہ وہ نقل  
کیونکر ہی \*

کرگس نے کہا یوں سان کرتے ہیں کہ کنارے پر دریا سے  
سند کے ایک جوگی کا ذرا تھا، ایک روز وہ اُسکے دروازے  
پر بیٹھا چپ کرتا تھا کہ ایک گوا چوہے کا بچا اپنے چنگل میں لئے  
اُڑا جاتا تھا، قضا کار وہ اُسکے پنجنوں سے کسی طرح چھوٹ کر  
زمین پر گر پڑا، اُسنے اُسے ازراہ شفقت زمین سے اُٹھایا  
اور موزی کے چنگل سے چھڑایا اور اُسکا جی بچایا اور ایسی  
الفت سے اُسے پالا پوسا کہ وہ برآ ہوا \*

ایک روز اُسپر کہیں بلی جھپٹی، جوگی نے کسی طرح بہزار  
خوابی اُسکے منہ سے بھی بچایا، پھر اپنے دل میں بہہ تھا نا کہ  
اس چوہے کو بلی بنایا چاہئے تاکہ اور بلیوں سے بچے، دعا کرتے  
ہی تہہ چوہے سے بلی ہو گئی اور کتوں سے لگی در نے تب  
فقیر نے اُسے کتا بنایا، پھر اُسکے جی میں یوں آیا کہ اُسے

شیر بناؤں کہ ہر ایک درند کی گزند سے محفوظ رہے، آخر اُسکی دعا سے وہ شیر ہوا، دن کو وہ جنگل میں شکار کے لئے نکل جاتا، رات کو آکر جوگی کی چوکی دیا کرنا، جو لوگ اُسکے دیکھنے کے لئے آتے سر آپس میں یوں چرچا کرتے کہ پہلے یہہ چوہا تھا، فقیر کی دعا سے بلی ہوئی، پھر کتا ہوا، نس پیچھے باگھہ بنا، اُسنے یہہ بات سنکر اپنے دل میں فکر کی کہ جیسا میں پہلے تھا، ویسا ہی یہہ جوگی جو مجھے بنا دالے تو میں اسکا کیا کر سکوں گا، بہتر یہہ ہی کہ اسے مار دالوں تو سب آذون سے نجات رہوں، یہی خیال خاطر میں لا کر وہیں جوگی کو مار کر اُسکا لہو پیا

اور اپنے بدن پر بھی لگایا \*

پھر کرگس نے ہند سے کہا، اگر یہہ ملک تم کو دے دو گے تو تمہاری حالت جوگی کی سی ہوگی، ہند نے اُسے جواب دیا، جو میں اس ملک کا لالچ کروں تو میرا احوال بھی اُس جگہ کا سا ہوگا، کرگس نے پوچھا کہ حضرت وہ قصہ کیونکر ہے؟

ہند کہنے لگا کہ ہندوستان میں ایک برہمن

جھیل ہی نام اُسکا گوستی، لیکن گرمی کے ایام میں اُس میں

پانی گم رہتا ہی ، ایک دن اُسکے کنارے پر ایک ایسا  
 بوڑھا بگلا جو اتنی طاقت اُس میں نہ تھی کہ دوسری جھیل میں  
 جا سکے آیا اور ماتم زدوں کی طرح فریب سے صورت بنا کے  
 سر بازو کے پروں میں ڈال بیٹھا ،

ایک کینکرے نے اُسے اس طرح سے بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ  
 آج میں تمہیں نہایت مغموم دیکھتا ہوں اس کا کیا سبب ہے ،  
 اُس نے جواب دیا کہ میں نے کل اپنے دوست سے یوں  
 سنا ہے کہ کل اس جھیل کی ساری مچھلیاں جلے مار لی جائیں گے ،  
 میں اس شش و پنج میں بیٹھا ہوں کہ میرا حال کیا ہو گا کیونکہ  
 اس جھیل کی مچھلیوں پر میری روزی موقوف ہے ، اُنکے  
 مارے جانے پر مجھے غذا کہاں سے ملے گی اور میں اپنی باقی عمر  
 کیوں کر کاٹوں گا ؟ \*

کینکرے نے یہ سن کر اُن مچھلیوں کو جا خبر کی ، وہ  
 سنتے ہی گھبرا کے سب روئے لگیں اور اُسی کے ہاتھ یہ  
 پیغام بگلا کو کہلا بھیجا کہ شکاریوں کے ہاتھ سے ہمارے بچنے کی کیا  
 تدبیر ہے ، بگلا بولا کہ میری دانست میں نیک صلاح یہ ہے



کہ تم ایک ایک مچھلی کو لا کر مجھے سپرد کرد، میں اُسے اپنی چونچ میں لیکر دو سری جھیل میں (جو یہاں سے کوس دو ایک پر ہوگی اور پانی بھی اُس میں ہی) چھوڑا چھوڑاؤں \*

اُس نے اُسکی صلاح کے موافق کیا جتنی مچھلیاں اُس میں تھیں ایک ایک کر سبکی سب اُسے چھنچائیں، وہ اُنھیں ایک ایک کر اس حکمت سے کسو گوشے میں لیجاتا اور کھاتا، کینکرا اکیلا رہ گیا تب اُس نے بگلے سے کہا آپ نے بری محنت اور کام ثواب کما کیا، اس کا اجر خدا سے پاؤ گے، پھر بگلے نے کہا اب میرا جی بہہ چاہتا ہے کہ جہاں میں نے سب مچھلیوں کو چھنچایا ہے وہاں تم کو بھی لے چھنچاؤں تب میری خاطر جمع ہو، وہ بولا کہ آپ کو نصیب ہوگی، میں اپنے پاؤں جاؤنگا کیونکہ میرے پاؤں میں آستے آستے کوس آدھہ کو بس چلنے کی طاقت ہے، یہ بولا یار، میں جانتا ہوں کہ پاؤں چلنے سے تمہیں بہت تکلیف ہوگی اور تمہاری اذیت میرے نامہ اعمال میں لکھی جائیگی، بہتر یہ ہے کہ تم میری پیٹھ پر چڑھو تو میں تم کو اس بلا سے ناگہانی سے بچاؤں \*

آخر نش و ہ بعد اس رد بدل کے راضی ہوا تب اُس نے  
پیتھہ پر بیٹھا کروان لا اُتاراکہ جہان مچھلیوں کو کھایا کرتا تھا ،  
کینکرے نے جو دیکھا کہ سواے خشکی و ان پانی کا نام و نشان  
نہیں مگر مچھلیوں کے سروں کی ہڈیاں پر ہی ہوئیں و ان دیکھا سنی دین ،  
دل میں در کر بگلے سے کہا کہ تو نے سب مچھلیاں یہاں لا کر  
کھائیں ہمیں اب کیا تجھے بھی کھایا چاہتا ہی ! اس بات کے  
ساتھ ہی اُچھل کر بگلے کا سراپنے منہ میں پکڑ لیا ، اُس نے بہتر ا  
زور کیا کہ اپنا سرا اُس کے منہ سے چھڑا دے پر کچھ فائدہ نہ ہوا ،  
بلکہ دو نہیں مر کے رہ گیا ، پھر کر گس نے ہد ہد سے عرض کی کہ  
میں یہ مصلحت نہیں دیتا کہ آپ یہ ملک کوے کو دین ،  
اُس نے کہا اگر کوے کے قبضے میں یہ ملک رہیگا ، تو مال متاع  
کی کچھ کمی اور غلے کا بھی قحط نہ ہوگا اور میں اپنے ملک میں  
فراغت سے عیش عشرت کرونگا کر گس نے جواب دیا  
کہ پیرو مرشد ، ایسے خیال اور اس اندیشے سے آپ کی  
حالت اُس نعل بند کی سی ہوگی ، ہد ہد نے پوچھا کہ اُسکی  
داستان کیونکر ہی \*

کر گس کہنے نکا یوں کہتے ہیں کہ شادی نام ایک بندے نے بازار سے  
 گھر آ بھر کر داتیل خریدی اور وہاں کھڑا ہو کر دے گا کہ  
 جو کوئی محتشی اسے میری دوکان تک پہنچا دے تو ایک نکا  
 اُسے مزدوری دوں گا، دلالی نام ایک نعل بندہ وہاں گھر آٹھا،  
 وہ کھڑا اپنے سر پر اٹھا کر اُس کی دوکان کی طرف لیچا اور  
 چلتے ہوئے بہ دل میں مضروبہ کرنے لگا کہ اس تکے کی مرغی لوں گا،  
 وہ یس ابتدے دیگی، پھر بائیس دن کے بعد یس چھے  
 نکا لیگی جب وے برے ہو گئے، اُن کو سچکر بکری خریدی ونگا،  
 اُسکے کیچ بچ سے گائے، پھر اُس سے گھوڑی، کھوڑی  
 سے اُونتسی پھر تھنی مولو نکا جب اس سوداگری سے بہت  
 دولت ہتھ آئی تب چار بیاہ کر ونگا، ہر ایک چار وے سے چار چار  
 بیتے تولد ہو گئے جب وے جوان ہو کر شبہزادوں کی طرح تازی  
 گھوڑوں پر سوار ہو کر شکار کا ارادہ کرینگے تو میں اُن کی  
 جاو میں چلو نکا کہ اور لوگ اُن کی تعظیم و تکریم کریں \*  
 اس یہودہ خیال میں گھر نکا وہ بیان جاتا رہا، وہ سر سے زمین پر  
 گر کے چھوٹ گیا اور سارا تیل بہ گیا تب بندے نے اُسکے سر کے

بال پکڑ کر ایسا لٹایا کہ اُسے وہ مار عمر بھر نہ بھولیگی ، مثل ہی کہ  
 غریب آدمی سے کیا ہو سکے ، تب ہمدرد بولا کہ اگر میں ملک کی طمع  
 کروں اور اُسے نہ دوں تو تجھے بھی ویسا ہی فائدہ ہو گا جیسا  
 اُس نعل بند کو ہو ابھر اُس نے کرگس سے پوچھا بھلا اب کیا  
 کیا چاہئے ، اُس نے کہا خد او نہ ، آپ ذرا کوئے کو بلا کر پوچھیں  
 تو سہی کہ اُس نے قاز کے ساتھ کیا حرکت کی کہ اُس کے گھر میں  
 ایک مدت تک رہا اور عین لڑائی کے وقت اُس کے قلعے  
 میں آگ لگا دی ، چنانچہ اسی واسطے اُس کی لڑائی بگڑ  
 گئی اور ملک اُس کا تباہ ہو گیا تب ہمدرد نے اُس کو بلا کر پوچھا  
 کہ اسی میگدہ برن ، تو نے قاز کے ساتھ ایسی زبون حرکت  
 کیوں کی ، اُس نے تو کچھ تیرے ساتھ برائی نہیں کی تھی ،  
 دنیا میں نیکی کا بدلہ ہی جی تو نے اُس کے ساتھ کیا \*

کوئے نے جواب دیا کہ حضرت ، غلام نے آپ کا نمک  
 کھایا تھا اس واسطے نمک حال ہی کی نہیں تو قاز کی فوجیوں  
 میں کچھ شبہ نہیں ، خد اترس عقلمند عادل مثل نوشتیردان  
 کے ہی اور کبھی اُس سے کسو کو ایذا نہیں پہنچی ، اُس کے

اد صاف سے میری زبان قاصر ہی کیونکہ میری بات ہر ایک  
 امر میں سنا کیا اور اپنے وزیر کی صلاح پر کام نہ کیا جسے  
 کہ مرد ملتانی نے رندوں کے کہنے پر عمل کیا، ہد ہد نے پوچھا  
 وہ کیونکر ہی \*

کو ابو لایون سنا ہی کہ ایک مرد ملتانی بازار سے بکری  
 خرید کے اُنکی رسی ہاتھ میں پکڑے ہوئے اپنے گھر لئے  
 آتا تھا جب نزدیک گاؤں کے پہنچا، کئی ایک رند ایک جگہ  
 گھمڑے تھے آپس میں صلاح کی کہ اس آدمی سے کبھی چھل  
 ہاں سے بکری اُترا پا چاہیے، سب نے ایک دل اور ایک  
 زبان ہو کر بندش باندھی اور تین چار جگہ جدا جدا راہ میں بیٹھے،  
 اُن میں سے پہلے ایک نے اُس سے ملاقات کی اور کہا کہ اسی  
 بجائی، یہ نجس کتا تو نے کہاں پایا، اُنے جواب دیا کہ  
 یہ کتا ہی کہ بکری، میں اسے بازار سے مول لئے آتا ہوں لیکن  
 دل میں کچھ شک پر ہی، منہ پھیر کر بکری کی طرف دیکھا،  
 معلوم کیا کہ بکری ہی تب کا ندھے پر رکھے لیچلا، تصویری دور  
 برہا تھا کہ دوسرے سے ملاقات ہوئی، وہ بولا اسی ملتانی،

اِس کو کا ندھے پر رکھ کر لیجاتا ہی اگر یہ موتے تو کپڑے  
تہرے ناپاک ہو گئے \*

ملتانى اپنے دل میں سوچا کہ آگے ایک کتا کہہ چکا ہی، دوسرا بھی  
ناپاک کہتا ہی، کا ندھے سے اُتار کر پھر دِوِیا لیا، تھوڑی دُور  
آگے چلا تھا کہ ایک بوڑھا درخت کے نیچے سے بول اُٹھا  
کہ اِی مرد، تو دیوانہ ہی کہ آنکھوں کی جوت ہی گھٹ گئی  
ہی کہ کتا سا ناپاک جانور، تھمیں پکڑے لئے جاتا ہی، لے  
سب باتیں سن کر تب تو یقین ہوا کہ شاید کچھ عقل میں یا  
بینائی میں خلل ہوا ہی کہ کتے کو بکری جان کر مول لیجاتا ہوں،  
کچھ اندیشہ نہ کیا بکری کی رسی، تھم سے پھوڑ دی اور  
آپ کپڑوں سمیت ندی میں جا کو دیر آ، نہادھو گھر کی راہ بکری  
اور بکری اُن رندوں نے لیجا کر شوق سے چت کی \*

ہمد نے پھر کڑے سے کہا کہ تو نے قاز سے وہ حرکت بد کی  
کہ کسی نے کسو کے ساتھ ایسی کم کی ہو گی، کو ابولا اِسی  
بادشاہ، عقلمند اپنے مطالب کے لئے دشمن کو وقت پر ملا  
لیتے ہیں جب غرض اپنی حاصل ہو چکتی ہی تو اُسکو تھمکانے

لگا دیتے ہمیں مگر آپ نے قصہ میندک اور سانپ کا نہیں سنا

ہد ہد نے پوچھا وہ کس طرح ہی، کوئے نے کہا \*

ایک پرانا سانپ کہ اُس میں چلنے پھرنے کی

طاقت نہ رہی تھی ایک جھیل کے کنارے پر آستے آستے آکر

غممگین ہو بھتا تب میندکوں کے پادشاہ نے اُسے پوچھا اسی

سانپ، تجھے کیا ہوا ہے جو اسنادل گیر ہے، اُس نے جواب

دیا کہ تجھے پر اسی کیا پرسی، تو اپنی نبیر، میندک بولا اسی

سانپ، ناخوش کیوں ہوتا ہے، اگر کچھ تیری چیز بانی میں گر پڑی

ہو تو کہہ، میں اپنے لشکر کو حکم کروں کہ جس اُس

چیز کو دھونڈھ لائے \*

اُس نے کہا اسی میندک، اس شہر میں ایک برہمن کا

لڑکا بہت خوب صورت تھا، اُس کو میں نے کاتا، باپ نے

اُس کے درد سے کھانا پیسا بچھوڑ دیا، اُس کے بھائی نے

اُس کو سمجھا بوجھا کر کھلایا پلایا، یوں اُسے نصیحت کی کہ

بھائی، صبر کیجئے سب کی یہی راہ ہے چنانچہ کسی شاعر نے

کہا ہے \*

\* مرت پر چھہ ر فٹگان کو کیدہ مرتھے اور کہان تھین \*

\* شامان نامور اور دلہین جو نو جوان تھین \*

تب برہمن بہہ کہہ کر اُتھ کھڑا ہوا کہ امی دوستو، میں اس  
گناؤں میں نہ رہو نگاکس واسطے کہ یہی ایک کر کا میرا تھا،  
سو خراکی را دین گیا اب تجھے بستی سے کیا کام، میں بن باسی  
ہوؤ نگاکب انھوں نے کہا امی بھائی، کڑی داتا ہی مندا آنے  
اور جامہ پھار کر جنگل میں جا رہے سے سادہ نہیں ہوتا مگر جکی  
کر نی اچھی ہو سو، امی میندک، میں نے اسی وقت  
خواب دیکھا کہ ایک مرد بوڑھا نہایت بزرگ صورت  
مجھ سے یوں کہتا ہے کہ امی سانپ، تو نے اس غریب  
لڑکے بھنیے کو ناحق کا تا کل قیامت کو تیری پیٹھ پر میدک  
سوار ہوینگے اور اس عذاب میں ہمیشہ خدا تجھے گرفتار  
رکھینگا، اگر اُس عذاب سے تو اپنا چھتکارا چاہے تو کنارے  
جھیل کے جہان میندک بہت سے ہوں وہاں جا کر اُن کے  
سردار کو اپنی گردن پر سوار کر کے لئے پھمرا کر، میندک بہہ  
بات سنتے ہی نہایت خوش ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا کہ



خدا نے تجھے مفت بہہ گھوڑا دیا، شاید میرے طالبوں کی مدد سے ایسی سواری ملی \*

اُسی وقت سانپ کی پیتھہ پر چڑھتا اور کہا کہ فلا نی جگہ میرا دشمن ہی اگر تو تصدیق کر کے مجھے وہاں تک لے جائے تو میں اُسے ماروں، سانپ نے بہہ بات مانی تب سب مینڈکوں کو اپنی جاو میں آگے رکھ لیچلا جب اُس تالاب کو چھو کر آگے بڑھے سانپ نے جانا کہ اب بے بھاگ کر اُس تالاب تک نہیں پہنچ سکیں گے، کسی بہانے سے اپنے تئیں زمین پر گرادیا، مینڈکوں کے سردار نے پوچھا کہ تو کیوں گر پڑا اُس نے کہا کہ تیری فوج کو دیکھ کر مجھے بھوکھ لگی ہے، وہ بولا کہ میرے شکمر سے دو چار مینڈکوں کو کھالے سانپ نے کہا امی پادشاہ، شکمر کم ہونے سے تجھ کو برا لگے گا، وہ بولا کہ تیرے کھانے سے میری فوج کم نہو گی \*

سانپ ہر روز دو تین مینڈک کھانے لگا تھوڑے دنوں میں سب کو نگل گیا، اکیلا بادشاہ رہا، سانپ نے پوچھا امی پادشاہ، آج میں کیا کھاؤں، مجھے بھوکھ لگی ہے، مینڈک نے

کہا امی سانپ، کسی تالاب یا جھیل کے کنارے چلکے اپنا  
 پیٹ بھرنے تب اُس نے کہا، تمہارے سارے شکر نے  
 میرے پیٹ میں چھاؤنی کی ہی، بادشاہ کا شکر سے جراثیم  
 خوب نہیں، جو اپنی فوج کے ساتھ آپ بھی اُس چھاؤنی میں  
 داخل ہوں تو بہت بہتر ہی تب وہ اپنی موت سمجھ کر چپ ہو  
 رہا، سانپ نے اپنی شہسوار کو زمین پر پٹک کر کئی کورے دم  
 کے مارے اور کھا گیا جیسا کہ کسو شاعر نے کہا ہی \*

\* گردن بند کی نت خم ہی در فرمان پر \*

\* گوے سراپا نہ اکیون نہ کرے چوگان پر \*

کو ابولا امی ہد بادشاہ، جو کوئی دشمن کی بات پر فریب کھاتا  
 ہی، اُس کے ایسا ہی دن آگے آتا ہی، اب آپ کو مالپ  
 کرنا قاز کے ساتھ ضرور ہی، ہد ہد نے کہا ہی کوے،  
 اُس کے بھائی بند نو کر چاکر لڑائی میں میرے ہاتھ سے بہت  
 مارے گئے ہمیں اور ملک اُسکالے لیا ہی، میں غالب ہوا ہوں  
 اب اُسکو چاہئے کہ اپنے گلے میں پتہ کا دال کر میرے پاس  
 آوے اور میری اطاعت اختیار کرے تب البتہ ادھر سے

اُسکے حق میں مہربانی ہوگی \*

انھیں باتوں میں سمجھ کر ایک جاسوس پہنچکر آداب بجالایا اور  
عرض کی کہ پیر مرشد، غافل کیا بیٹھے ہیں مہربان کلنگ منہ بولا  
بھائی سرخاب کا جو وزیر ہی قاز بادشاہ کا بہت فوج لیکر  
آپ کے ملک پر چڑھا چلا آتا ہے اگر وہ شکر کبھی وہاں آتا تو  
تمہارے دیس کو ویران اور رعیت کو تباہ کریگا \*

اس میں ہمد نے وزیر سے کہا کہ میں سوکوس کی دوتا  
مارونگا اور اپنے ملک کو پشت بردیکر اُسکی ولایت کو تہ و بالا  
کرونگا، کرس نے منس کر کہا زہتہ بیرامی بادشاہ،  
مردوں کو جو کام کرنا منظور ہوتا ہے، پہلے اُسے کر کے تب  
زبان سے نکالتے ہیں اور ایک بارگی حریفوں سے اُلجھ  
پر نامصلحت سے دور ہی اگر آپ لڑائی کے ارادے  
طرف کلنگ کی متوجہ ہوویں اور قاز شکر کی پھیلائی چڑھ  
دوتے تو دو طرف کی لڑائی سے آپ عہدہ برانہ ہو سکیں گے  
اور ویسی ندامت اُٹھائی گے، جیسی اُس برہمن نے  
اُٹھائی، ہمد نے پوچھا کیسی، کرس بولا میں نے یوں

سنا ہی کہ کسی برہمن نے ایک نیو لاپالا تھا لیا ہوا کہ اُس کے  
 گھر میں ایک دن پانچ سات کہیں سے مہمان آگئے ! اس میں  
 وہ باہمن آستان کے لئے مذی پر گیا برہمنی سخت حیران  
 ہوئی کہ اگر لڑکے کی خبر لون تو مہمانوں کی خدمت سے محروم  
 رہوں اور دے بدل ہونگے اور جو اُن پاس حاضر ہوں تو  
 لڑکا اکیلا رہتا ہی ، یہ فکر کر کے نیو لے کو لڑکے کے پاس  
 محافظت کے لئے چھوڑ کر مہمانوں کے کام کاج میں جا لگی ، اُس کے  
 جانے پر تھوڑی دیر کے پیچھے ایک کالا سانپ اُس لڑکے  
 کے پاس دسے گویں پھنچا ، نیو نے دیکھتے ہی چھپت کر  
 سانپ کو مار کر تکرے تکرے کر ڈالا اور اُسی لہو بھرے  
 منہ سے گھر سے باہر نکلا برہمن نہائے ہوئے تلوئی ، تھہ میں  
 آنکو چھماکا ندھے پردھرے چلا آتا تھا ، اُسکی نگاہ نیو لے پر پڑی  
 اُس کا منہ لہو لہان دیکھ کر اُسے گمان ہوا کہ یہ نیو لا میرے  
 لڑکے کو مار کر اُس کا لہو پیکر آیا ہی ، یہ خیال اپنے دل میں  
 تھہرا کر اُسے مار ڈالا ، گھر میں آن کر کیا دیکھتا ہی کہ لڑکا  
 صحیح سلامت ہی اور ایک سانپ اُس کے نزدیک موا

تکڑے تکڑے ہوا پڑا ہی، یہ حالت دیکھ کر اُس نے بہت افسوس کیا اور ایسا کر دھماکہ دوتے دوتے بیمار ہو گیا، پھر کمر گس نے کہا اسی بادشاہ کی بے اندیشے کام کرنے کا پھل آخر شیانی ہی یہ بد ہونے کہا اسی وزیر، کسی کو بھیج دے کہ قاز سے صلح کر آوے، وہ بولا کہ میرے سوا اے اور کس کو کے جانے سے ہرگز ملاپ نہوگا \*

بد ہونے جواب دیا جو بہتر ہو سو کیا چاہئے، وہ اُس کے حکم سے قاز کے پاس گیا اور ادب سے مجھرا کر مکے قدموں پر گر پڑا، اٹاڑ اُس سے بغل گیر ہوا اور چھاتی سے لگایا اور بہت سی خاطر داری کی جب آپس میں باتیں ہونے لگیں تب قاز نے کہا اسی کمر گس، خوب ہوا کہ تو آیا نہیں تو شکر مہا بل کلنگ کا تیرے بادشاہ کے ملک میں پھنچنے خراب کرتا اور میرا ملک اور قلعہ جو تمہارے ہاتھ آیا ہی صرف اُس کو لے کی بد ذاتی اور حرام زدگی سے والا کیا دخل تھا، اس مفسد کے مکہ و فریب سے میں نہایت رنجیدہ خاطر ہوں، کمر گس نے عرض کی کہ حضرت جب تک زمین و آسمان کو قیام ہی، دشمن

کی دوستی اور قول و فعل پر ہرگز اعتبار اور عمل نہ کیجیئے ،  
میں اپنے بادشاہ کو ہر طرح کا شیب و فراض سمجھا کر صلح کے  
دھبہ پر لایا ہوں \*

قاز بادشاہ نے اُسکی اس گفتگو سے بہت راضی اور خوشدل  
ہو کر اُسے بھاری خلعت دیا ، کرگس نہایت خوش و خرم ہوا  
اور جو اُسکے دل میں اندیشہ اور دغدغہ تھا سو قاز کی مہربانی  
سے غائب ہوا اور کہا اسی بادشاہ نے جس نے مہمان کی حرمت کی  
اُس نے گویا اپنے بزرگ کی خدمت کی ، قاز نے کہا اسی  
کرگس ، تو نے کچھ دریافت کیا کہ ہد ہد نے کس لئے مجھ کو  
صلح کے واسطے بھیجا ہے ، وہ یہ بات سن کر چپ رہا تب  
اُس نے پھر کہا کہ میں یوں جانتا ہوں کہ تجھے مہابیل کلنگ کی  
دہشت سے صلح کے لئے بھیجا ہے ، کیونکہ شکر اُس کا بہت  
ہی ، یہ کہہ کر کرگس کو دوبارہ انعام دیا اور اُسکے ساتھ کئی  
اُونت جواہر اور کپڑے کے اور کئی مٹھیں اور اطلس اور  
کمنچو اب زرہفت کے اور سو گھوڑے تازی اور ترکی ہد ہد  
کیے واسطے بطریق سوغات دیگر رخصت کیا جب یہ اسباب

کر گس اپنے ساتھ لیکر دے گی خدمت میں چلا گذارا دے گا۔

بہت خوش ہوا \*۔

مکرگن نے التماس کی کہ امی بادشاہ، اگر میں نہ جاؤں تو سلطنت قباحت  
 میں لے کر مہابلی کلنگ کا تمہارے کھانے کو لٹ لٹ غراب  
 ختم کر دیتا، برائی خیر گزاری کہ بہت جلد صلح ہو گئی، تمہاری  
 فوج خشکی میں کم تھی اور مہابلی کلنگ کا لشکر برائی میں اس  
 قدر تھا کہ ساری جھیلیں، تمام ندیاں ان سے ایسی چھا رہی  
 تھیں کہ ایک قطرہ پانی کا جھمکا نظر نہیں آتا تھا اور لشکر قاز  
 کا اُسکے علاوہ تھا \*۔

تب تو تالو لالہ بات جھوٹھ ہی اگر حضرت سوار ہوئے تو  
 فوج کی کثرت سے زمین یوں جھرجھری جیسے کہ آسمان اندھیری  
 رات میں تاروں سے چھا جاتا ہے، انکی فوجیں اس لشکر  
 کے مقابل ایسی ہیں، جیسے آتے میں لون، ہر ہر بولا ہی  
 نادان لڑنے بھڑانے کا کیا فائدہ، خدا نے خیر کی کہ ہماری  
 فتح ہوئی اور بعد اُسکے صلح خاطر خواہ ہوئی، قاز نے اطاعت  
 کی بالکل نہ رانا ہمارے واسطے بھیجا اور آئندہ نعل بند ہی



قہر لی، غرض ہندو اور قزاق اپنے اپنے ملک کی مملکت اور  
 بادشاہ پر خاطر جمعی سے قائم ہوئے اور حکم رانی بخوبی  
 کرنے لگے \*

بہت سب قصہ بشر راہندت نے راجا کے بیٹوں کو  
 اور استیس دی سب راجا کے خوش ہو کر اُسے بہت  
 دار و درجہ اور خلعت و انعام دیا اور برسی تعظی و تکریم  
 سے رست کیا \*

\* بحق رسول علیہ السلام \*

\* بہ اخلاق ہندی ہوئی اب تمام \*



ایسے کہ از کار سپاد علی خان ملو شہنشاہ احمد شاہ بابر دوم حجہ بیچر عنایت























آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

# اخلاق ہندی

۹۷۰

۲۰۰

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱۲۱۹

۱

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰



